سلک الجواہر فی احوال البواہر

یعنی

داؤدی بوہروں کی تاریخ

مؤلفہ جناب مولوی محمد نجم الغنی خان صاحب ابن مولوی محمد عبد الغنی
خانصاحب ساکن رامپور ملک روہیلکھنڈ

ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

مطابق

فروری ۱۹۱۴ء

نامی مطبع مطلع العلوم واقع بازار عظم مرادآباد میں ابن علی پرنٹر
کے اہتمام سے چھپا ماہ ... میں

منصور حیدر راجہ

بار اول ... تعداد | نمبر ... ۱۹۱۴ء | قیمت ...

بوہرونکے متعلق ایک عجیب و غریب معلومات

بوہرہ قوم میں جمعہ کی نماز نہیں ہوتی - نہ خطبہ پڑھتے ہین - نہ جمعہ کی دو رکعت نماز پڑھتے ہین - بلکہ جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز پڑھتے ہین -

غلط نامہ کتاب الجواہر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۳۰	کے واجب	کے تئیں واجب	۴	۱۶	حبیثمیہ	[illegible]
[illegible]	۱۴	سلطنتین [illegible]	سلطنتیں ہی	۸	۴	مطیع الیہ	مطیع لہ
۶	۳۳	نا بادشاہین	[illegible] اور بعض نہین	۱۴	۳	اور امامت کی	اور امام کی
۱۴	۱۳	معصوم ہوتا ہے کہ امام	معصوم ہوتا ہے نہ قبل اسکے اور بعض کہتے ہین کہ اس سے قبل بھی معصوم ہوتا ہے اور کہتے ہین کہ امام	۱۵	۲۰	قائم مقامی	قائم مقامین تو
۱۵	۲۵	امی حبار	رہی حبار	۱۶	۹	وہ ایک خدا	وہ ایک دوسرا
۱۶	۱۹	تمہاری اور	اور تمہاری بحث اور	۱۷	۱۸	آیا تا	آیا تا
۱۸	۱۱	کہ سیح کرد کھایا	کہ سیح کرد کھایا	۱۹	۱۳	چنگیز [illegible]	چنگیز [illegible]
۱۸	۱۵	بیعت ہاتھ	بیعت پر ہاتھ	۲۰	۱۸	دریا [illegible]	دریا اور [illegible]
۲۱	۲۰	کے لیے [illegible]	کے لیے ایک [illegible]	۲۱	۲۱	عالم ایک	عالم میں ایک
۲۳	۱۶	مین ایک	مین کہ ایک	۲۳	۱۶	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۱۳	[illegible]	امام [illegible]	۳۰	۷	[illegible]	[illegible]
۳۱	۱۳	ترتیب ستر	ترتیب ستر [illegible]	۳۲	۱۶	اور [illegible]	اور [illegible]
۳۳	۹	واللہ حکم الہی	واللہ حکمرانی	۳۴	۱۲	[illegible]	[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

شیعہ

بوہرے چونکہ شیعہ اسماعیلیہ کا ایک فرقہ ہے اسلئے اول شیعہ اور اسماعیلیہ کی حقیقت بیان کرتا ہون شیعہ لغت مین پیرودن اور یارون کے معنی مین ہے۔ اور مجازاً مسلمانون کے اوس فرقے کو کہتے ہین جو حضرت علی اور بی بی فاطمہ اور اونکی اولاد کے ساتھ دوستی رکھتا ہی۔ اور یہ لفظ یہانتک اس گروہ کے ساتھ مخصوص ہوا کہ اس کا نام مقرر ہو گیا جب کہتے ہین کہ فلان شخص شیعہ ہے تو یہی سمجھا جاتا ہی کہ اوس خاص گروہ مین سے ہے۔ مگر اس گروہ کو حضرت علی اور اونکی اولاد کے محبت کے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور بی بی عائشہ اور دوسرے صحابہ کے ساتھ بغض و عداوت مین بھی بڑا غلو ہے کیونکہ انکے نزدیک محبت حضرت علی منحصر ہے ان بزرگون کے تبرا کہنے پر اور جو فرقہ اس باب مین اونکے خیال کی ضد ہین اون کو جناب امیر اور اونکی اولاد کا دشمن جانکر ناصبی کہتے ہین گو وہ اونسے کتنی ہی محبت رکھتے ہون اور نواصب ایک فرقہ تھا دشام مین جو صرف جناب امیر اور اون کی اولاد سے دشمنی رکھتا تھا بخلاف خوارج کے کہ وہ ان تمام صحابہ کو جنھون نے باہم لڑائیان کین یعنی طلحہ اور زبیر اور حضرت عثمان اور حضرت علی اور معاویہ اور عمرو بن العاص ...

شیعہ کے نزدیک ایمان اور اسلام مین فرق ہی اسلئے اپنی جانون کو مومن کہا کرتے
ہین اور باقی اہل اسلام کو مسلمان بولتے ہین ۔ کہتے ہین مومن وہ ہی جو شرایع کو
اوس کے حقایق اور تاویل کے ساتھ جانتا ہو۔ اور مسلمان وہ ہی جو شرایع کو بغیر
علم تاویل و تفسیر کے جانے ۔ تمام شیعہ کا اسپر اتفاق ہی کہ ائمہ معصوم ہین غلطی
اور سہو اور خطا سے اور حضرت علی تمام صحابہ سے افضل ہین ۔ اور حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے نص کر دی تھی کہ حضرت علی میرے بعد امام ہین اور امامت
حضرت علی سے بیعت نہ کرنے سے مرتد ہو گئی اور فاضل کے موجود ہوتے مفضول
کی امامت درست نہین ۔ خلافت خلفائے ثلثہ کی حقیقت کے ساتھ نہ تھی اور نہ
وہ امامت کو جامع تھے امامت خاص ہی ۔ یعنی صرف نبی کی نیابت بدون سلطنت
و امارت کے اسی لئے خلفائے ثلثہ کو امام نہین مانتے اور امام کا مقرر کرنا اللہ پر
واجب ہی ۔ اور اس وجوب کے ثبوت پر عقل دلالت کرتی ہے ۔ مگر شیعہ کے
فرقے اس باب مین مختلف ہین کہ امام کا تقرر کس ضرورت کے لئے ہے ۔ اسماعیلیہ
کہتے ہین کہ امام اس غرض سے مقرر ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالے کی ذات و صفات کی
شناخت کراتا ہے اور جو باتین اللہ کے حق مین جائز و واجب ہین اور جو اوس کے
حق مین محال ہین سب کی پہچان بتاتا ہے اور معرفت الٰہی کی تعلیم فرماتا ہے ۔ کیونکہ انکے
نزدیک بغیر نبی صلعم کے اللہ کی معرفت ناممکن ہی اور امامیہ کہتے ہین کہ امام کی
حاجت معرفت الٰہی کی تعلیم کے لئے نہین بلکہ اسلئے ہے کہ وہ واجبات عقلی و شرعی
کے ادا کرنے اور قبایح عقلی و شرعی سے بچنے مین لطف ہو ۔ غرضکہ اسماعیلیہ کے
نزدیک امام کا تقرر اللہ کی معرفت کے لئے واجب ہی اور امامیہ کے نزدیک
قوانین شرعیہ کی محافظت کے واجب ہے اور اسماعیلیہ امام کو اللہ کی معرفت
کا معلم قرار دیتے ہین اور امامیہ اوسے اللہ تعالے کی طرف سے بندون کے حق مین
لطف مانتے ہین امامیہ کے نزدیک امام ادائے واجبات مین لطف ہے اسماعیلیہ
کے نزدیک معارف مین لطف ہے اور غلاۃ کہتے ہین کہ امام کا تقرر لغات کی تعلیم
کرنے اغذیہ اور ادویہ اور سموم اور حروف اور صناعات کے احوال بتانے اور آفات
و مصائب سے بچانے کے لئے ہے اسی لئے امام کو دنیا اور دین کی ساری

باتوں کا علم حاصل ہوتا ہے یہانتک کہ وہ سنگریزوں اور درختوں کے حیوان کو بھی جانتا ہے اور امام کو جائز ہے کہ وہ حالت تقیہ میں کہدے کہ میں امام نہیں ہوں۔ شیعہ تمام صحابہ سے تبرا کرتے ہیں سوائے چند تن کے اور ان کے نزدیک امامت منحصر ہے اولاد حضرت علی میں۔ مگر اس باب میں شیعہ میں بھی باہم بڑا اختلاف ہے۔ اور اس اختلاف کی وجہ سے بہت سے فرقے بنگئے ہیں کہ ایک فرقہ دوسرے فرقے کو کافر ٹھیراتا ہے۔ اور شیعہ کے ہر فرقے میں ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں کہ اوس مذہب کی طرف اشخاص کے علم یا مال یا زبان یا ہتھیار کے ذریعے سے بلاتے ہیں۔ انہیں داعیوں کے نام سے فرقے منسوب ہوتے ہیں اصل میں یہی پانچ فرقے ہیں۔ غلاۃ۔ کیسانیہ۔ زیدیہ۔ امامیہ اور اسماعیلیہ

غلاۃ

اگرچہ کیسانیہ اور اسماعیلیہ اور امامیہ میں سے بھی بہت سے فرقے غلو کرتے ہیں مگر مراد غلاۃ سے اصطلاح میں ان فرقوں سے ہے جن میں یہ اعتقاد مشترک ہے کہ ائمہ وانبیا خدا ہیں یا خدا نے ائمہ وانبیا میں حلول کیا ہے یا ان سے اتحاد ہو گیا ہے۔ اور تعیین امام کے باب میں بعض انمیں سے کیسانیہ میں بعض امامیہ اور زیدیہ کے فرقوں میں سے کوئی ایسا نہیں سنا گیا جو ان غلاۃ کی طرح ائمہ کی الوہیت یا ان میں حلول الوہیت یا اتحاد کا قائل ہو انکے ۲۱ فرقے ہیں۔ (۱) سبائیہ (۲) کاملیہ (۳) مغیریہ (۴) بنانیہ (۵) جناحیہ (۶) منصوریہ (۷) خطابیہ (۸) غرابیہ (۹) ذبابیہ (۱۰) ذمیہ (۱۱) امویہ (۱۲) غمامیہ (۱۳) رزامیہ (۱۴) عزاقریہ (۱۵) اسحاقیہ (۱۶) نصیریہ (۱۷) علویہ (۱۸) مقنعیہ (۱۹) راوندیہ (۲۰) سلمیہ (۲۱) حلاجیہ

کیسانیہ

یہ کل سات فرقے ہیں اسقدر مشترک محمد بن حنفیہ کی امامت کا قائل ہونا

محمد حضرت علی کے بیٹے تھے۔ انکی ماں بنی حنفیہ سے تھی اس لئے ابن حنفیہ کہلاتے تھے (۱) کیسانیہ (۲) مختاریہ (۳) کربیبیہ (۴) اسحاقیہ (۵) حربیہ جو کہ جنیہ بھی کہلاتے ہیں (۶) عباسیہ (۷) طیاریہ۔

زیدیہ

یہ لوگ زید بن علی زین العابدین بن امام حسین بن علی بن ابی طالب کی طرف منسوب ہیں۔ یہ لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے امام زین العابدین تک امامت کے قائل ہیں بعد ازاں زید بن زین العابدین کو امام اعتقاد کرتے ہیں یہ آٹھ فرقے ہیں (۱) جارودیہ (۲) دکینیہ (۳) سلیمانیہ (۴) بتریہ جسے تومیہ بھی کہتے ہیں (۵) نعیمیہ (۶) یعقوبیہ (۷) خشبیہ (۸) صالحیہ

امامیہ

ان کا اعتقاد یہ ہے کہ زمانہ تکلیف امام فاطمی سے خالی نہیں ہوتا اور امامت اولاد بی بی فاطمہ میں ہے۔ آنحضرت کی نص جلی یا خفی کی وجہ سے اور حضرت زید بن علی اور حضرت اسماعیل بن جعفر صادق اور حضرت محمد بن حنفیہ کی امامت سے انکار کرتے ہیں یہ چوبیس فرقے ہیں (۱) جشمیہ (۲) حکمیہ جن کو ہشامیہ بھی کہتے ہیں (۳) جوالیقیہ انکو سالمیہ بھی بولتے ہیں اور کبھی ہشامیہ بھی کہا کرتے ہیں (۴) زراریہ (۵) یونسیہ (۶) شیطانیہ یہ فرقہ نعمانیہ کے نام سے بھی مشہور ہے (۷) مفوضہ یا تفویضیہ (۸) بدائیہ (۹) محمدیہ (۱۰) سنیہ (۱۱) حسینیہ (۱۲) باقریہ (۱۳) حاضریہ (۱۴) ناؤسیہ (۱۵) عماریہ (۱۶) شمائیہ (۱۷) اسحاقیہ (۱۸) مفضلیہ (۱۹) موسویہ (۲۰) ممطوریہ (۲۱) رجعیہ انکو کاظمیہ بھی کہتے ہیں (۲۲) اسملیہ

(۲۳) جعفریہ (۲۴) اثنا عشریہ

جب لفظ امامیہ مطلقاً بلا قید بولتے ہیں تو فرقہ اثنا عشریہ مراد ہوتا ہے یہ لوگ کہتے ہیں کہ امام بارہ ہیں اس ترتیب سے (الف) حضرت علی (ب) امام حسن (ج) امام حسین (د) زین العابدین بن امام حسین (ر) محمد باقر بن زین العابدین (س) جعفر صادق بن محمد باقر (ص) موسیٰ کاظم بن جعفر صادق (ط) علی رضا بن موسیٰ کاظم (ع) محمد تقی (تائے فوقانی سے) بن علی رضا (ف) علی نقی (نون سے) بن محمد تقی (ق) حسن عسکری بن علی نقی (ک) محمد بن حسن عسکری جنکی کنیت ابو القاسم اور القاب مہدی اور منتظر اور صاحب الزمان اور حجت اور قائم ہیں۔ یہی امام منتظر ہیں۔ زندہ غیر مردہ ہیں۔ مگر خوف اعدا سے غائب ہو گئے ہیں اور غیبت کبرے اختیار کر لی ہے۔

اسماعیلیہ

یہ ایک فرقہ شیعہ کا۔ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ امامت بعد وفات حضرت جعفر صادق کے انکے پسر کلان حضرت اسماعیل ہیں جو اسماعیل الاعرج کرکے معروف ہیں موقوف ہوئی۔ کیونکہ امام جعفر نے اونکی امامت کے لئے کہہ دیا تھا کہ ان ھذا الامر فی الاکبر ما لم یکن بہ عاھۃ (یعنی یہ کام بڑے میں ہے جب تک اوس میں کوئی آفت نہو) اور سب اولاد امام جعفر میں وہ نجیب بھی ہیں۔ اسلئے کہ اونکی ماں جنکا نام فاطمہ ہے حسن بن امام حسن بن امیر المومنین علی بن ابی طالب کی بیٹی ہیں۔ تاریخ فرشتہ میں خواجہ عطاء اللہ ملک جوینی کی جہان کشا سے نقل کیا ہے کہ امام جعفر صادق نے اپنے بڑے بیٹے اسماعیل کو ولیعہد بنایا تھا جب اونھوں نے شراب پی لی تو اونکو معزول کرکے حضرت موسیٰ کاظم کو ولی عہد بنایا جو مسماۃ حمیدہ بربریہ کے بطن سے تھے لیکن صحیح روایت یہی کہ حضرت اسماعیل جن کی کنیت ابو محمد ہے امام جعفر کے سامنے مر گئے ہیں کہ مدینے میں [illegible]

وادی ہے جہاں اہل مدینہ کے اونٹ چرتے تھے فوت ہو گئے تھے اور وہاں سے اونکی لاش مدینے میں لائی گئی اور ۱۳۳ھ ہجری میں بقیع الغرقد میں جو مدینے کا ایک قبرستان ہے مدفون ہوئے تھے۔ اور انکے اسکے والد اسوقت بھی تک زندہ تھے ابتدا سے اسماعیلیہ میں دو گروہ قائم ہو گئے تھے جسکی تفصیل یہ ہے کہ امام جعفر صادق کی وفات کے بعد انکے شیعہ کے ایک گروہ نے یہ مان لیا تھا کہ اسمٰعیل زندہ ہیں مستور ہو گئے ہیں۔ مگر انکے فرزند محمد امام ہیں اسلئے کہ امامت انکے باپ میں تھی اور بیٹا بمقابلہ بھائی کے امامت کے لئے زیادہ حقدار ہے اور امام جعفر کے شیعہ کا دوسرا گروہ اسمٰعیل کی حیات کا معتقد نہ تھا کیونکہ یہ دونوں مقامات پر رہا کرتے تھے اور انکو امام سے کچھ خصوصیت نہ تھی ان دونوں فرقوں کے نزدیک امامت اسمٰعیل کی اولاد میں قیامت تک رہیگی۔ اور شیعہ امام جعفر کا تیسرا گروہ جسکو امام موصوف کے ساتھ خصوصیت تھی اور وہ امام سے روایت بھی کرتا تھا اسمٰعیل کی وفات کو یقینی طور پر جان گیا۔ اس لئے حضرت موسیٰ کاظم کی امامت کا معتقد ہو گیا[۱]

حضرت محمد بن اسمٰعیل بن جعفر صادق

عمدۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ حضرت محمد بن اسمٰعیل اپنے چچا حضرت موسیٰ کاظم کے ساتھ رہا کرتے تھے اور موسیٰ کاظم سے پوشیدہ مخالفت رکھتے تھے جب خلیفہ ہارون الرشید حجاز میں آیا تو اونہوں نے اپنے چچا کی اوس سے چغلی کھائی موسیٰ کاظم کو قید کر دیا جہاں اون کا انتقال ہوا۔ محمد بن اسمٰعیل رشید کے ہمراہ عراق کو چلے گئے۔ بغداد میں انتقال کیا۔ موسیٰ کاظم نے اونکے حق میں دعا کی تھی محمد کے بعد دو فرزند باقی رہے۔ اسمٰعیل ثانی اور جعفر۔ اور بعض کہتے ہیں کہ محمد اپنے باپ کے انتقال کے بعد اولاد کے ساتھ جہاں میں آگئے وہاں اولاد ہوئی

(۱) منقول از عمدۃ الطالب۔ اور طرائف جہاں ثانی لکھا ہے کہ اسمٰعیل اپنے باپ سے پانچ سال قبل فوت ہوئے ہیں۔۱۲

(۲) دیکھو کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ صفحہ ...

تاریخ فرشتہ کے مقالہ سوم میں بہمان نظام شاہ کے حالات میں لکھا ہے کہ محمد اپنے دادا کی حیات میں رے کی طرف چلے گئے۔ محمد آباد رے انھیں کی طرف منسوب ہے۔ حمد اللہ مستوفی کی تاریخ گزیدہ سے یہ ثابت ہے کہ رے کی طرف اون کا جانا عباسیوں کے ہاتھ سے ہوا تھا محمد آباد میں دفن ہوئے جب اونکی اولاد میں کثرت پیدا ہوگئی تو خراسان اور قندھار کی طرف چلے گئے۔ اور وہاں رہنے لگے۔

اسماعیلیہ

اسماعیلیہ کے کئی فرقے ہیں جن میں قدر مشترک یہ ہے کہ بعد حضرت جعفر صادق کے حضرت اسماعیل امام ہیں (۱) مبارکیہ (۲) میمونیہ (۳) خلفیہ (۴) قرامطہ (۵) شمطیہ (۶) برقعیہ (۷) جنابیہ (۸) مہدویہ

اسماعیلیہ کے ہاتھوں اسلام کی بربادی

انھیں میں بعض اولوالعزم ایسے ہو گزرے ہیں کہ جن کے ہاتھوں سے مذہب اسلام نے بڑے بڑے صدمے اوٹھائے ہیں جو کام اونہوں نے کئے ہیں اگر اس وقت کوئی عیسائی بڑی سے بڑی سلطنت مسلمانوں اور اسلام کے ساتھ ایسا کرے تو خود عیسائی دوسری سلطنتیں بھی اوس کا جو سر نکالدیں اور نہایت نفرت وحقارت سے ان کام کو دیکھیں۔ مثلاً ابوسعید حسن بن بہرام جنابی اوسے مصر حج میں گئے میں بہت سی جمعیت لیکر پہونچا آیا اور بہت سے حاجیوں کو قتل کیا اور اوس کا بیٹا ابوطاہر سلیمان ۳۱۷ھ ہجری میں موسم حج میں گئے میں بہت سی جمعیت کے ساتھ آ گیا اور مسجد الحرام میں گھوڑے پر سوار ہوکر داخل ہوا شراب پیا اور بالاخانے میں تالیاں بجائے اور اپنے گھوڑے نے کعبہ میں لید کی تو اوس نے حرم میں بیٹھ کر یا دور یا اور حاجیوں کو نہایت بے دردی سے قتل کرا کر چاہ زمزم میں ڈلوا دیا۔ اور باقی کو مسجد حرام میں دفن کرایا اور دروازہ کعبہ کو اوکھڑوا ڈالا اور حجر اسود کو اوکھڑوا کر ہمراہ ہجر کو جو اوس کا دارالحکومت

اٹھا لیگیا اور وہاں ستۂ استون میں جڑوا دیا اور بائیس برس تک حجر اسود اون کے
پاس رہا - یہانتک کہ سنہ ۳۳۹ھ میں بحکم ابن خلیفہ عباسی مطیع اللہ ابو القاسم مفضل بن مقتدر
بن معتضد والی بغداد نے تیس ہزار دینار کو اوس سے خرید کر کے بدستور خانہ کعبہ میں
رکھوا دیا - اسماعیلیہ کو بہت بڑی ثروت و قوت اوسوقت حاصل ہوئی جبکہ اون کی سلطنت
افریقیہ و مصر میں قایم ہوئی -

اسماعیلیہ کا اسلام کے احکام کو اٹھا دینا

اسماعیلیہ کے ایک داعی تھے جس کا نام عبداللہ بن میمون ہے کہا ہے کہ قرآن و حدیث
کے ظاہری مضمون پر عمل کرنا حرام ہے اور حشر کا اور جزا و سزا کا بھی انکار کردیا ہے
اور کہا ہے کہ نصوص قرآن و حدیث کے باطن پر عمل کرنا فرض ہے اسی لئے
اسماعیلیہ کو باطنیہ بھی کہتے ہیں ان کا قول ہے کہ اہل بیت سے ہی مذہب ہے انہیں سے
واسطے تو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا جاتا تھا اور یہ دونوں مذہب کی فکر میں قدر کا اٹھا - یہ لوگ
حرام چیزوں کو مباح جانتے تھے - بعض نے انہیں سے اپنے ناموں کے ساتھ رسول اللہ
کا لفظ مقرر کیا تھا معاد اور احکام شرع کا انکار کر دیا تھا اور بعض انبیا کی نبوت کا بھی
انکار کیا تھا - کہتے تھے کہ حشر و نشر اور معاد کی ساری باتیں جھوٹے قصے ہیں -
اور احکام شرع پر عمل کرنا نہ چاہیئے بلکہ ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے - انکے نزدیک
ظاہر قرآن جو لغت سے مفہوم ہوتا ہے عمل کے قابل نہیں ہے - بلکہ ہر ایک کا شرعی
کا مقصود باطن ہے نہ ظاہر - مثلاً روزے کا باطن یہ ہے کہ مذہب کو چھپائے رکھے اور
حج کا باطن امام کے پاس پہنچنا ہے - اور نماز کا باطن امام کی فرمانبرداری ہے
اور کہتے ہیں کہ ہر ظاہر کا باطن ہے اور وہ باطن اوس ظاہر کا مقصد ہے اور وہ ظاہر
اوس باطن کا مظہر ہے اور کوئی باطن نہیں جس کا ظاہر نہو ورنہ وہ فی الحقیقت کچھ
بھی نہیں - اور کوئی باطن نہیں جس کا ظاہر نہیں ورنہ وہ خیالی ہے - اللہ نے
عالم ظاہر و باطن پیدا کئے ہیں عالم باطن عالم ارواح و نفوس و عقول ہیں -
اور عالم ظاہر عالم اجسام علوی و سفلی و انفراد ہیں امام عالم باطن کا حاکم ہوتا ہے
کسی کو بغیر ذریعہ تعلیم کے عالم بالا تک رسائی نہیں اور نہ ہی عالم ظاہر اور شریعت

سچا حاکم ہوتا ہے جس کی طرف لوگ محتاج ہوتے ہیں اور یہ کام سوا نبی کے تمام نہیں ہوتا۔ اور شریعت کا ایک ظاہر ہوتا ہے جسے تنزیل کہتے ہیں اور ایک باطن ہوتا ہے جسے تاویل کہتے ہیں۔ اور زمانہ نبی یا شریعت سے خالی نہیں ہوتا اسی طرح امام یا اون کی دعوت سے خالی نہیں ہوتا اور دعوت کبھی مخفی ہوتی ہے اگرچہ امام ظاہر ہوا اور کبھی دعوت ظاہر ہوتی ہے اگرچہ امام مخفی ہو جسطرح نبی کو معجزہ قول و فعل سے جانتے ہیں اسیطرح امام کو وصیت اور دعوت سے جانتے ہیں اور اللہ کو بغیر امام کے نہیں پہچان سکتے اور امام کا ظاہر یا نہیں موجود ہونا ضرور ہے ظاہر ہو یا مستور جعفر نے کوئی وقت روئے زمین کی حجت سے خالی نہیں ہوتا۔

خلفائے مصر اور حضرت مہدی بانی سلطنت افریقیہ کا حسب و نسب

انکے اپنے نام اور انکے بیٹے حضرت قائم کے نام میں اختلاف ہے۔ تاریخ ابوالفدا اور جنات الفردوس میں مہدی کا نام صاف عبید اللہ اور کنیت ابو محمد لکھی ہے اور اونکے بیٹے قائم کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم لکھی ہے اور لفظ عبید عین کے ضمہ اور بائے موحدہ کے فتحہ سے عبد کی تصغیر ہے اور عبد اللہ بھی کتابوں میں لکھا ہے اور اس صورت میں لفظ عبد مکبر ہے نہ مصغر۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اور دونوں کے کلمات میں صاف عبد اللہ ہے کہ مکبر ہے نہ عبید اللہ کہ مصغر ہے مرات عالم روضۃ الصفا حبیب السیر اور تاریخ گزیدہ میں مہدی کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم تحریر کی ہے اور اونکے بیٹے قائم بامر اللہ کا نام احمد بیان کیا ہے اور پھر یوں کہا ہے کہ اسماعیلیوں میں سے جسنے اول ظہور کیا اور صاحب ملک و حکومت ہوا وہ ابوالقاسم محمد بن عبد اللہ ہیں اونکو مہدی کہتے تھے ۳۲۲ سنہ ہجری میں مہدیہ میں اونہوں نے انتقال کیا اونکے بعد جانشین اونکے القائم بامر اللہ احمد ہوئے جو اونکے بیٹے تھے مگر یہ اقوال صحت سے عاری ہیں۔

بقول مولف تاریخ فرشتہ تمام مورخین کے اتفاق کے ساتھ علویہ مصر کی سیادت مشکوک ہے اور مہدی کے نسب میں بڑا اختلاف ہے جسکی تفصیل یہ ہے

(۱) مہدی بن محمد بن عبداللہ قداح بن میمون بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق (۲) مہدی بن احمد بن اسماعیل ثانی بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق (۳) مہدی بن محمد حبیب بن جعفر شاعر بن محمد بن اسمٰعیل بن جعفر صادق (۴) مہدی بن جعفر بن حسن بن محمد بن جعفر شاعر بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق (۵) مہدی بن رضا بن تقی قاسم بن وفی احمد بن رضا محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق (۶) مہدی بن رضا عبداللہ بن تقی قاسم بن ولی احمد بن وصی محمد بن اسمٰعیل بن جعفر صادق (۷) مہدی بن عبداللہ بن قاسم بن احمد بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق (۸) جمہرۃ الانساب میں لکھا ہے کہ مہدی نے ایک بار یہ دعوے کیا تھا کہ میں حسین بن جعفر بن محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق کا بھائی ہوں۔ (۹) اور دوبارہ یہ بیان کیا کہ حسین بن محمد بن اسمٰعیل بن جعفر صادق کا بیٹا ہوں۔ حالانکہ محمد کا بیٹا حسین کوئی نہیں (۱۰) مہدی بن حسین بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن اسمٰعیل بن امام جعفر صادق بوہروں کا مختار یہ بھی روایت ہے۔

غرضکہ علماے محققین کو حضرت مہدی کے نسب میں بڑا اختلاف ہے اور جبکہ انکی سلطنت مصر میں غایت عروج پر تھی اوسی وقت میں اونکے فاطمی ہونے سے انکار کیا گیا تھا المغرب فی اخبار المغرب مطبوعہ شہر لیڈن کے صفحہ ۷۵ میں مذکور ہے کہ قاسم بن طبا طبا علوی کہتے ہیں کہ قسم ہے خدای پاک کی کہ عبداللہ مہدی یہودی ہیں سنہ ربیع الثانی سنہ ۴۰۲ ہجری میں قادر باللہ خلیفہ بغداد کے حکم سے ایک محضر لکھا گیا جسپر علویوں اور قضاۃ اور جماعت فضلا اور ابو عبداللہ بن نعمان فقیہ شیعہ کا نام لکھا گیا تھا۔ اس محضر کا مضمون یہ تھا کہ خلفاے مصر خارج از نسب ہیں انکو اولاد علی بن ابی طالب کے نسب میں کچھہ دخل نہیں اور یہ دیصان کی طرف منسوب ہیں جو فرقہ دیصانیہ کا سرغنہ ہے۔ اس محضر میں حاکم بامر اللہ بن عزیز بن معز بن منصور لکھہ کر بیان کیا ہے کہ یہ منصور عبدالرحمن بن سعید کے بیٹے ہیں۔ حالانکہ بوہروں وغیرہ کی روایت کے موافق منصور کے باپ کا نام محمد اور دادا کا نام عبداللہ مہدی ہے۔

بغداد میں میر عباسی اور مصر میں علوی لفظ شریف کے ساتھ پکارا جاتا تھا۔ جو لوگ ان کو علوی فاطمی نہیں مانتے وہ لکھتے ہیں کہ اسمٰعیل بن جعفر نے باپ کی حیات میں مقام عریض میں انتقال کر کے بقیع میں مدفون ہوئے اور اسمٰعیل کے بیٹے محمد جعفر صادق کے ساتھ بغداد میں آئے اور وہاں [illegible] اور تحفۃ المجاہدین میں ابن عثمان نے کہا ہے کہ بعض مورخین کا قول ہے کہ [illegible] کی ایک کنیز تھی ایک شخص کے ساتھ [illegible] یا یہودی تھا وصلی [illegible] اوس عورت نے [illegible] اس حمل کو پایا اور اپنے [illegible] سے اوس کنیز کے [illegible] پیدا ہوا جو [illegible] مہدی کو [illegible] خلاصہ میں لکھا ہے کہ عبداللہ [illegible] قداح [illegible] تھا اور [illegible] کیا کرتا تھا اسلئے [illegible] کہا جاتا تھا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ [illegible] آنکھوں کا علاج کیا کرتا تھا۔ اسلئے قداح کہلاتا ہے اور انساب سمعانی میں آیا ہے کہ میمون جعفر صادق کا غلام تھا میمون کا بیٹا عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بن جعفر صادق کے ساتھ مکتب میں رہتا تھا جب اونہوں نے وفات پائی تو اسمٰعیل کی خدمت میں رہنے لگا اور جب اسمٰعیل نے بھی وفات پائی تو اوس نے دعوے کیا کہ میں اسمٰعیل کا بیٹا ہوں حالانکہ میمون کا بیٹا تھا اور [illegible] میمون کے باپ کا نام دیصان تھا جسکی طرف فرقہ دیصانیہ منسوب ہے۔ مہدی اسی عبداللہ بن میمون بن دیصان [illegible] سے [illegible] ہیں۔ اہل سنت والجماعت [illegible] ملک افریقیہ کہتے ہیں کہ مہدی بانی خلافت خلفاء افریقیہ و مصر عبداللہ بن سالم بصری کی اولاد ہیں اور اون کا باپ بصرے میں نان بائی کی دوکان کیا کرتا تھا اور نسابہ عراق کہتے ہیں کہ مہدی ایک یہودی کی نسل سے ہیں اور اون کا اصلی نام عبداللہ یا عبیداللہ نہیں ہے بلکہ سعید نام ہے اور وہ بیٹے تھے احمد بن عبداللہ قداح بن میمون بن دیصان کے بعض نے لکھا ہے سعید بن حسین بن محمد بن احمد بن عبداللہ قداح پہلے قول سے سعید (یعنی مہدی) کے باپ کا نام احمد ثابت ہے۔ اور دوسرے قول سے مہدی کے باپ کا نام حسین ثابت ہوتا ہے۔ یہ حسین جب مقام سلمیہ یعنی حمص میں گئے تو ایک یہودن کے حسن و جمال کا ذکر

اونکے سامنے ہوا۔ اور خاوند اوس کا جو لوہار تھا مر چکا تھا۔ حسین نے اوس
سے نکاح کرلیا۔ اوس عورت کے ایک لڑکا پہلے خاوند لوہار سے تھا۔ حسین اوسے
بہت چاہنے لگے اور اوس کی تعلیم مین بڑی کوشش کی چونکہ حسین لاولد تھے
اسلیے اوسی کے واسطے اپنی قائمقامی کی وصیت کی اور اوسے دعوت کے اسرار
سکہا دیے۔ حسین کے بعد اوس نے بڑی ترقی کی اور عبداللہ یا عبیداللہ کے
نام سے شہرت حاصل کی اور اپنا لقب مہدی رکھا۔ اور ظاہر یہ کیا کہ پیغمبر خدا نے
میرے لیئے پیشین گوئی کی ہے۔

بعض مورخ مہدی کے خاندان کو علویہ اور اسماعیلیہ اور فاطمیہ کہتے ہین
اور اونکی اولاد عبیدیین اور بنو مہدی کہلاتی ہے اور اونکے علوی فاطمی ہونے
پر دوسرے ایسے بیانات بھی شاہد ہین جو وقعت کی نظر سے دیکھنے کے قابل ہین
مگر اس کا کیا کیا جاے کہ اونکے مخالفین نے اونکے خاندان سیادت مین ایسی
گڑبڑ پیدا دی ہے کہ جسکی وجہ سے یہی ماننا پڑتا ہے کہ مہدی حضرت علی کی نسل
سے نہ تھے پولیٹکل مصلحت پر نظر ڈالکر ادعاے علوی بن گئے تھے بعض یہانتک
کہتے ہین کہ علوی نسب اور مہدویہ مذہب اونکے لیئے خاص ابو عبداللہ شیعی
نے اختراع کیا تھا خلاصہ کلام یہ ہے کہ مہدی نے افریقہ مین خروج کیا سلطنت
عباسیہ مین ضعف تھا کسی سے اونکی مزاحمت نہو سکی۔ اونھون نے ایک بہت بڑی
زبردست سلطنت افریقہ مین قائم کی۔ بنو امیہ اور عباسیون کے بعد حدود اراضی
کے اعتبار سے اور نیز اس لحاظ سے کہ عرصے تک بادشاہ قائم رہے علوی سلطنت
تیسرے درجہ مین شمار ہوتی ہے۔ بغداد سے لیکر اندلس تک علویون کی بادشاہت
پہیلی تھی۔ یمن شام مکہ اور مدینہ مین بھی علویون کا زور رہا۔ اندلس ایسی مستقل
اور زبردست سلطنت اسلامی عرصے تک علویون کا ایک صوبہ رہی۔ حضرت
مستنصر باللہ مہدی کے بعد آٹھوین خلیفہ ہوے اونکے اشارے سے بساسیری
نے قائم باللہ کو بغداد مین شکست دیکر سال بھر تک مستنصر کا نام خطبے مین قائم رکھا
مستنصر کے عہد مین عباسیون کا خاتمہ ہو جاتا لیکن طغرل بیگ نے جو سلاطین
سلجوقیہ مین بڑا اولوالعزم بادشاہ گذرا ہے۔ اور جسکی سلطنت خراسان مین پہیلی ---

زور و شور کے ساتھ بھی بغداد پہونچکر بساسیری کو مغلوب کیا اور قائم بامر اللہ کو بڑے
اعزاز سے پھر تخت پر بٹھایا۔

خلفائے مصر کے مذہبی خیالات

سلاطین علویہ بہ نسبت خلفائے عباسیہ کے زیادہ پابند احکام شرع تھے
لہو و لعب سے انکو پرہیز تھا اسلئے عیسائی مورخوں نے براہ تعصب علویوں کو
متعصب لکھا ہے اور یہ لوگ اگرچہ باطنیہ تھے مگر تالیف قلوب رعایا کے لئے بظاہر
احکام شرع کی پابندی کرتے تھے اور در پردہ اپنے عقائد کے جاری کرنے میں برابر
مصروف تھے اور اپنے خاص خاص دوستوں کو طور باطنیہ کے بھی تعلیم دیا کرتے تھے
انکے عہد میں تمام مصر میں رواج مذہب اسماعیلیہ کا ہو گیا تھا قاضی و مفتی شیعہ
ہوتے تھے جو کوئی انکے خلاف کرتا تھا اس کو سزا دیتے۔ یہانتک کہ سوا اس
عقیدے کے کوئی عقیدہ اس سرزمین میں باقی نرہا اگرچہ مذہب شیعہ بہت پیشتر سے بھی
زمین مصر میں معروف تھا۔

ناصر خسرو اپنے سفرنامے میں کہتا ہے کہ میں شام سے قیروان تک گیا۔ تمام شہروں
اور گانووں میں جو مسجدیں تھیں سب کا خرچ وکیل خلیفہ مصر کے ذمے تھا۔ چراغ
کا تیل۔ چٹائی۔ بوریا۔ کمل۔ موذن اور فراش وغیرہ کی تنخواہ یہ سب چیزیں وہی
بہم پہنچاتا تھا۔ قاضی القضاۃ دو ہزار دینار مغربی ماہوار پاتا تھا اور اسیطرح
دوسرے قاضیوں کی بھی بیش قرار تنخواہیں تھیں تاکہ لوگوں سے رشوت کی طمع نکریں
ماہ رجب میں تمام مساجد میں حکم سلطانی سنایا جاتا تھا کہ اے مسلمانوں موسم حج
قریب آگیا ہے۔ سلطان کی طرف سے جو سامان اور فوج اور باربرداری اور خرچ
مقرر ہے وہ بدستور دیا جائے گا۔ رمضان میں بھی یہی منادی کی جاتی اول
ذیقعدہ سے آدمی شہر سے نکلنا شروع ہوتے اور ایک مقام معین میں ٹھہرتے
نصف ذیقعدہ میں قافلے کا کوچ ہو جاتا تمام لشکر کا خرچ ایک ہزار دینار روزانہ
ہوتا تھا۔ اور تنخواہ نوکروں کی اس کے علاوہ ہوتی ساٹھ ہزار کے قریب دینار خرچ
میں آجاتے تھے اور جو اہل مکہ اور اعیان مکہ کے لئے انعام و اکرام اور وظیفہ بھیجا جاتا
وہ اس کے علاوہ ہوتا اور سال میں دو بار جامۂ کعبہ بھیجا جاتا تھا۔

عقائد اسماعیلیہ

اسماعیلیہ کہتے ہیں کہ امامت حضرت اسماعیل کی اولاد میں قیامت تک بنی رہیگی اور امام کی رجعت کے دنیا میں لوٹ آنے کے قائل ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ایک جزو الہی نے آئمہ میں حلول کیا ہے۔ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اور دوسرے آئمہ بطریق وجوب مستحق امامت ہیں۔ جس طرح آدم علیہ السلام سجود ملائکہ کے مستحق تھے اور یہی عقیدہ فاطمیین کا بلاد مصر میں تھا اور اسماعیلیہ کا زعم یہ بھی ہے کہ اللہ تعالےٰ قادر و مختار نہیں ہے وہ جب کسی چیز کو پسند کرتا ہے تو وہ اوس کے بغیر اختیار موجود ہو جاتی ہے۔ جیسی سورج کی شعاع بغیر اختیار نکلنے لگتی ہے۔ اور نہ اللہ تعالےٰ واجب ارادہ ہے۔ بلکہ جو کچھ اس سے صادر ہوتا ہے وہ اوس کی ذات کو لازم ہے جیسے آگ کو گرمی اور آفتاب کو روشنی۔ اور اسماعیلیہ کے نزدیک آئمہ میں عصمت کا ہونا شرط ہے۔ مگر محمدویہ میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ امام حکومت وولایت کے وقت گناہوں سے معصوم ہوتا ہے کہ امام کا حکم اتباعاً مرد وعورت پر لازم الاتباع ہے۔ اگرچہ مرضی کے خلاف ہو۔ پس اگر امام کسی عورت کا عقد کسی مرد کے ساتھ کردے تو یہ عقد دونوں پر لازم ہو جاتا ہے اور فسخ نہیں کرسکتے۔ اسیطرح اور تمام معاملات بیع و اجارہ میں امام کا حکم نافذ ہے اور یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ امام کو خدائے تعالےٰ کے ساتھ مثل حضرت موسیٰ کے ہمکلام ہونا چاہئے۔ حضرت حاکم بامر اللہ خلیفہ مصر کو اس باب میں بڑے دعوے تھے۔ اور اکثر کوہ طور پر جاتے اور لوگو پر ظاہر کرتے کہ خدا سے مناجات کلام کیا ہے۔ ان کے نزدیک امام کے واسطے علم غیب کا ہونا ضرور ہے اور ان کا اعتقاد یہ ہے کہ لفظ علیٰ جو اوپر [illegible] اور دوسرے آل پر داخل کرنا ضروری نہیں کہنا حرام ہے اللہم صلے علے محمد وعلے آل محمد۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے۔ اللہم صلے علے محمد وآل محمد اور اس حرف کے استدلال میں یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ من فصل بینی وبین آلی بعلی لم ینل شفاعتی یعنی جو [illegible]

اور میری آل پر بھی لفظ علے کے ساتھ فاصلہ دیا وہ میری شفاعت سے محروم ہوگا
مگر بوہروں میں اس بات کی پابندی نہیں اور کہیں اللہم صل علی محمد علی آل محمد
کہیں دیکھا جاتا ہے اور کہیں علی محمد و علی آلہ اور کہیں علی محمد و آل محمد بلا آلہ

اسماعیلیہ کے دعوت کے طریق

کتب اسماعیلیہ کی بہت سے معلوم ہوتا ہے کہ دعاۃ اسماعیلیہ حضور جناب دعاۃ ثابتہ
کو دعوتیں ارشاد کرتے ہیں۔ مگر داعی مدعوین حسب قدر شوق اور قابلیت پاتا ہے
اوسی قدر دعوتیں اوس کو کرتا ہے۔ **دعوت اول** داعی نہایت وقار سے مسند
ارشاد پر بیٹھا ہوتا ہے جس کو دعوت کرتا ہے اول اوس سے تاویل آیات اور
معانی امور شریعت کی مشکل باتوں کے اور بہتوں سے علم طبعیات و شرع کے مشکل
مسئلے بھی سوال کرکے کہتا ہے کہ ایسے شخص اسرار دین پوشیدہ ہیں اور اکثر آدمی
اون سے منکر اور جاہل ہیں۔ اگر امت محمدی کے لوگ اون باتوں کو جان لیتے
جو اللہ تعالے نے آئمہ اہل بیت سے مختص کی ہیں تو آدمیوں میں اختلاف پیدا
نہوتا جب مدعو یہ بات سنتا ہے تو داعی کے پاس جو کچھ معلومات ہوتی ہیں اونکو
سننے کا مشتاق ہوتا ہے۔ پھر داعی اوسکی رغبت پاکر بیان کرنا شروع کرتا ہے اور
بڑی عمدگی سے آیات قرآن اور شرائع دین کے مطالب بیان کرتا ہے۔
اور کہتا ہے کہ جو کچھ اختلاف لوگوں میں آیا ہے اور گمراہی میں پڑے ہیں سبب اسکا یہ
ہے کہ آئمہ دین اور حافظان دین سے روگردانی کی ہے اور غیروں کی اتباع
کرتے ہیں۔ اور حق یہ ہے کہ آئمہ ہدیٰ شرع رسول کے حافظ ہیں اوسکی
حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ معانی ظاہری و باطنی اور تاویل و تفسیر
قرآن سے آگاہ ہیں جب مسلمانوں نے دوسروں کی اتباع کی۔ اور اپنی عقل سے
دلائل نکالنے لگے تو گمراہی میں پڑ گئے۔ اللہ تعالے نے علم دین کو بہت سے
مخفی رکھا ہے تاکہ اسرار الٰہی مبتذل نہو جائیں۔ پس اللہ کے بھید سوائے فرشتہ
مقرب اور نبی مرسل یا بندہ مومن کے جس کا دل خدا نے تقویٰ میں آزما
لیا ہے کوئی نہیں جان سکتا جب مدعو کا دل داعی کی باتوں سے مسرور
ہو جاتا ہے اوس وقت داعی دوسری باتیں شروع کرتا ہے۔ کہتا ہے

اور مسح عصا کیا ہے اور کس لئے حائضہ کو روزے کی قضا کا حکم ہے اور قضاء
نماز کی مخالفت ہے اور کیا سبب ہے کہ جنابت کے لئے غسل کا حکم ہوا ہے اور میت
پانی نہانے کے لئے غسل کا حکم ہوا اور کیا سبب ہے کہ خدا نے مخلوق کو چھ دن میں
پیدا کیا کیا ایک گھڑی میں پیدا کرنے سے عاجز تھا اور صراط کے کیا معنی ہیں۔۔ اور
کراماً کاتبین کیا ہیں اور کراماً کاتبین کو جو ہم نہیں دیکھتے اس کا کیا سبب ہے کیا ہم سے
چھپا ہے جیسے کہ مخالف ہیں اور ہم سے ان خوف سے محجوب کر گواہ بنے ہیں اور
ہمارے اعمال لکھتے رہتے ہیں۔

اور زمین کا بدل دینا قیامت کو اور عذاب جہنم کیا ہیں اور یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ
عاصی کی جس جلد نے گناہ کیا ہے وہ ایک جلد سے بدل دی جائے گی جو گناہ میں
شامل نہیں تا کہ اس کو عذاب دیا جائے۔ اور اس آیت کے کیا معنی ہیں وتکمیل عون
ربک تو فہم یوسف تمامیت اور شیطان اور اس کی صفت کیا ہے اور وہ کہاں
رہتا ہے۔ اور یاجوج ماجوج اور ہاروت ماروت کیا ہیں اور کہاں رہتے ہیں۔
سات زمینیں اور آٹھ بہشتیں کس وجہ سے ہیں اور کیا ہیں اور زقوم کا درخت
اور روایت اوس اور روس الشیاطین اور شجرہ ملعونہ اور تین اور زیتون کیا ہیں اور
اس آیت کے کیا معنی ہیں فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس اور حروف
مقطعات کے کیا معنی ہیں اور سات آسمان اور سات زمین اور سبع المثانی اور
بارہ مہینے کس وجہ سے ہیں۔ اور قرآن اور سنت پر عمل کرنا تمہارے حق میں کیا کریگا
اور توفیق لا الٰہ کے کیا معنی ہیں۔ اور دل اپنے نفس کی فکر کرنی چاہئے اور کہاں
ہے اور تمہاری اور اس کی صورت کس طرح کی ہے اور وہ جسم میں کس جگہ ہے
اور روح کا حال کیا ہے اور انسان کیا ہے اور کیا ہے تفاوت انسان اور
بہائم اور حشرات کی زندگی اور حیات میں۔ اور کیا فائدہ ہے حشرات کے پیدا
ہونے اور نباتات کے اگنے میں اور اس کے کیا معنی ہیں کہ حوا آدم کی پسلی میں سے
پیدا ہوئی ہے اور فلاسفہ کے اس قول کے کیا معنی ہیں کہ انسان عالم صغیر ہے اور
عالم انسان کبیر ہے۔ اور انسان کا قامت کیوں کھڑا پیدا ہوا۔ اور حیوان کا خلاف
اس کے۔ اور کس واسطے پاؤں اور ہاتھوں کی دس دس اور انگلیاں جڑی ہیں سا وہ

کیا وجہ ہی کہ ہر اونگلی مین تین تین ٹکڑے ہین اور انگوٹھے مین دو اور چہرے مین سات سوراخ کیون مقرر ہوتے۔ اور باقی بدن مین صرف دو ہی سوراخ کیون رکھے گئے۔ اور کیا وجہ ہی اس بات کی کہ پشت کی ہڈی مین بارہ گرہیان ہین اور گردن مین سات۔ اور کسواسطے آدمی کی گردن کی شکل میم کی سی ہی اور دونون ہاتھون کی شکل حاے حطی کی سی ہے۔ اور شکم کی شکل میم کی سی اور پانون کی شکل دال کیصورت پر کیون ہے تب ہی آدمی کے قامت مین اون حروف کا مجموعہ ثابت ہوتا ہے جو لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین جمع ہین اور کسواسطے آدمی کا قامت الف کی طرح سیدہا ہے۔ اور رکوع مین لام کی صورت پر ہو جاتا ہے اور سجدہ مین ہا بن جاتا ہے کہ مجموعہ ان تین حروف کا وہ ہی جو لفظ اللہ مین موجود ہی۔ اور کسواسطے انسان کی ہڈیان اسقدر ہین اور دانت کیون اسقدر واقع ہوتے۔ اور اسکی اعضا سے رگین اور رگون کی اتنی مقدار کیون ہو اسیطرح داعی تمام تشریح و اعضا کا ذکر کرتا ہی پہر کہتا ہی تم ہی نفس پر غور اور خیال کیون نہین کرتی ہو کہ تمہارا پیدا کرنے والا حکیم اور علیم ہی اور اوسکے سب کام حکمت سے لبالب ہین۔ حالانکہ اوس نے قرآن مین جابجا غور کرنیکے واسطے تاکید فرمائی ہے چنانچہ وفی الارض آیات للموقنین وفی انفسکم افلا تبصرون یعنی زمین مین نشانیان ہین یقین لانے والونکے لئے اور خود تمہارے اندر کیا تم نہین دیکھتے ہو دوسری جگہہ فرمایا ہی سنریھم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق یعنی اب ہم اونکو اپنے نمونے دنیا مین اور خود اونکی حالتون مین دکہاوینگے جب تک کہ اونپر کہل جاوے کہ یہ حق ہی۔ اس قسم کی آیتین سراسر دلالت کرتی ہین کہ مقصد اونکا لبادہ یہ ہے کہ تم کو اپنے اسرار مخفی حال ہے اگر تم متنبہ ہو جاؤ اور جان جاؤ تو تم سے سب حیرت زائل ہو جاوے اور شبہہ اور شک مٹ جاوے۔ اور معارف سینہ تمپر ظاہر ہو جاوین۔ کیا یہ نہین خیال کرتے کہ تم اپنے نفوس سے بھی بے خبر ہو۔ حالانکہ خدا نے فرمایا ہے من کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی و اضل سبیلا

جو کوئی اس جہان میں اندھا رہا ویسا ہی آخرت میں بہشت کی راہ سے اندھا ہے اور بہت دور پڑا ہے - جب داعی دیکھتا ہے کہ مدعو نے میری باتوں کو بغور سنا اور رغبت ہے تو اوس سے کہتا ہے کہ اے شخص جلدی مت کر خدا کا دین اعلےٰ ہے اس کو نا اہل آگاہ ہوں - بدون معاہدے کے آگاہ کرنا مناسب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ عادت ہے کہ جس کو ہدایت کرتا ہے اوس سے اول عہد و پیمان کر لیتا ہے چنانچہ قرآن میں ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا یعنی جب لیا ہم نے نبیوں سے ان کا عہد اور تجھ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسےٰ سے اور عیسیٰ بن مریم سے اور لیا ہم نے اون سے پختہ عہد اور فرمایا ہے مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ یعنی بعضے ایمان والوں میں تو وہ مرد ہیں کہ سچے کر دکھایا انہوں نے اوس چیز کو عہد کیا تھا اللہ تعالےٰ سے اور فرمایا ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ یعنی اے ایمان والو پورا کرو قراروں کو اور فرمایا ہے وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا یعنی مت توڑو قسموں کو اون کی مضبوطی کے بعد اسی قسم کی آیات پڑھ کر کہتا ہے کہ بیعت اختیار کرو اور ہم سے عہد استوار کرلو کہ ہرگز بیعت کو نہ توڑو گے اور ہرگز کسی پر افشا نہ کرو گے اور ہمارے دوست کو دوست اور دشمن کو دشمن سمجھو گے جب مدعو نے بیعت کر لی تو اوس وقت داعی اوس کے مال میں سے بقدر حیثیت کچھ امام کی نذر میں مانگتا ہے - اگر مدعو دیتا ہے تو داعی کی مجلس میں بار دیگر حاضر ہو سکتا ہے اور نصیحت وغیرہ سننے کا مجاز ہوتا ہے ورنہ اوسکو بار نہیں ملتا -

دعوت دوم جب مدعو سب باتیں پہلی دعوت کی تسلیم کر لیتا ہے اور مال بھی نذر کر دیتا ہے تو دوسری مجلس میں داعی اوس کو بار دیگر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا فقط طاعت سے اور عقیدے مذکور پر جو مقرر کیا ہے اوس کی بجا آوری سے جب تک ائمہ کی شناخت نہ کریں جن کو اللہ تعالےٰ نے آدمیوں کی ہدایت کے لئے مقرر کیا ہے اور اون کو شریعت کی حفاظت دیا ہے

پھر اون امور کی تشریح کرتا ہے اور اپنے کلام پر دلائل لاتا ہے جو اس فرقے کی کتب میں مفصل مذکور ہیں جب داعی کو معلوم ہوا کہ مدعو کے دل میں ائمہ کی طرف سے اعتقاد راسخ ہو گیا تو تیسری دعوت ارشاد کرتا ہے۔

دعوت سوم بیان تیسری دعوت کی مجلس میں مدعو [illegible] ہوتا ہے تو داعی کہتا ہے کہ ائمہ کل سات ہیں حضرت علی حضرت حسن حضرت حسین حضرت زین العابدین حضرت محمد باقر حضرت جعفر صادق اور ساتویں قائم صاحب الزمان ہیں اور جاننا چاہیے کہ قائم میں اختلاف ہے بعض محمد بن اسمٰعیل بن امام جعفر صادق کو کہتے ہیں اور بعض اسمٰعیل بن جعفر کو جب دلائل اور توجیہات سے مدعو کے دل میں ثابت ہو جاتا ہے کہ امام سات ہیں تو شیعہ اثنا عشری کو بیوقوف سمجھتا ہے جو دوازدہ امام کے قائل ہیں اور داعی بیان کرتا ہے کہ صاحب الزمان کو علم باطنی اور مخفی وہ کچھ حاصل ہے کہ اس سے زیادہ اور بہتر کسی کے پاس بھی نہیں اور وہی تاویل تفسیر قرآن اور تاویل تاویلات کے ماہر ہیں اور یہ ہی ہیں کہ تمام اسرار الٰہی کا علم ہے اور دعاۃ ان کے وارث ہیں اور کوئی دعاۃ کی ہمسری نہیں کر سکتا اور داعی اپنے ان بیانات پر بہت سی دلیلیں لاتا ہے جو اس فرقے کی کتب میں مذکور ہیں جب داعی نے خیال کیا کہ میری تقریر نے اس کے دل میں اثر کیا تو دعوت چہارم شروع کرتا ہے۔

دعوت چہارم اس دعوت میں داعی بیان کرتا ہے کہ شرایع کے مجددین سات ہیں اور ہر ایک کو ناطق کہتے ہیں اور ہر ناطق کے شرایع کے رواج دینے والے اور وصی بھی سات آدمی ہوتے ہیں جن کو صامت بولتے ہیں پہلے ناطق آدم ہیں جن کے صامت اول شیث علیہ السلام تھے جب ان سب صامتوں کا زمانہ گذر چکا تو دوسرے ناطق نوح علیہ السلام ہوئے جنہوں نے ناطق اول کی شریعت کو یک قلم موقوف کر دیا ان کے صامت اول سام تھے۔ تیسرے ناطق ابراہیم علیہ السلام ہیں اور ان کے صامت یعنی صامت اول اسمٰعیل ذبیح اللہ تھے ان کے بعد ناطق چہارم موسے

علیہ السلام ہوئے انکے وصی اول ہارون علیہ السلام تھے اور انکے بعد نون
اور پانچوین ناطق عیسے علیہ السلام تھے اور اونکے وصی اول شمعون تھے
اور ناطق ششم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور اونکے وصی اول حضرت
علی پھر امام حسن پھر امام حسین پھر علی بن امام حسین پھر محمد باقر پھر جعفر صادق
پھر اسماعیل بن جعفر آخر ہمو نشان صامت مفتحم ہین - ساتوین ناطق
صاحب الزمان محمد بن اسماعیل ہین کہ اونہین پر جملہ علوم اولین و آخرین
تمام ہوئے ہین - اور اونکی اطاعت مین ہدایت و نجات منحصر ہے جب
اس ترتیب کو عمدہ عمدہ تقریرون کے ساتھ جو انکی کتب مین مذکور ہین تلقین
کر دیتا ہے تو پانچوین دعوت آغاز کرتا ہے -

دعوت پنجم - داعی اس مین کہتا ہے کہ ہر امام صامت کی ساتھ
بارہ آدمی مطابق عدد مہینون اور برجون کے ہوتے ہین کہ ہر ایک نعمت کہلاتا ہے
خدا نے انسان کے جسم کو زمین کی طرح پیدا کیا ہے - اور چارون انگلیون
کو جزائر کی طرح بنایا ہے - پھر اونگلی مین تین تین ٹکڑے رکھے ہین جو کل بارہ
ٹکڑے ہوتے - اور یہ بارہ ٹکڑے اونہین مہینون کی طرف اشارہ ہین - اور
انگوٹھا باوجودیکہ سب سے افضل اور اعلےٰ ہے - مگر اس مین ساٹ گرہیان
نباتی ہین تو وجہ اسکی یہ ہے کہ اس مین سات ناطقون کی طرف اشارہ منظور
ہے اور انکے آئمہ جانشین کیطرف بھی اشارہ ہے اور اسی اشارہ
کی وجہ سے آسمان اور زمین اور دریا ہفتے کے دن اور کواکب سیارہ بھی
سات سات ہین جو عالم کے مدبر ہین - اور اسی سبب سے چہرے مین سات
سوراخ رکھے ہین - جب داعی تقریر طول کے ساتھ اس مطلب کو بھی
ہیکے ذہن نشین کر دیتا ہے تو دعوت ششم شروع کرتا ہے -

دعوت ششم اس مین آیات قرآنی کی تفسیر کرتا ہے نماز اور
روزہ اور زکوٰۃ اور خمس اور حج اور جہاد اور طہارت وغیرہ امور مختلفہ
شرعیہ کے قاعدے اور طریقے بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ سب امور مین کے
واسطے مصلحت اور سیاست عام کے جاری کئے گئے ہین تاکہ آدمی مشغول ہوکر

آسیبین فتنہ وفساد نہ پہنچائیں اور حاکم وقت کی حکومت اور تابعداری سے انحراف نکریں ورنہ فی الحقیقت روزوں سے مراد امام کی دوستی ہے۔ اور تیمم سے مراد یہ ہے کہ امام کی غیبت میں حجت سے ضروریات کا اخذ کرنا اور احکام عبادت ہی پر ان کے ظاہر کر دینے سے ایسے شخص کے سامنے جو اپنا ہم مذہب نہو بغیر قصد ہدایت کے اور صوم سے مراد امام کے اسرار کی حفاظت ہے اور زنا اسرار دین کے ظاہر کرنے کو کہتے ہیں اور غسل سے مقصود تجدید عہد و پیمان ہے اور زکوٰۃ سے مراد یہ ہے کہ اصول دینی سیکھ کر نفس کو پاک کرنا اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ نماز جماعت کی ساتھ ادا کرنے سے یہ مراد ہے کہ امام معصوم کی متابعت کرے۔ اور زکوٰۃ سے یہ مطلب ہے کہ اپنے مال سے خمس امام کو دے اور کعبہ سے مراد پیغمبر علیہ السلام ہیں اور باب کعبہ حضرت علی اور صفا سے مراد نبی علیہ السلام اور مروہ سے وصی اور دعا جیسے لبیک کہنے سے یہ مراد ہے کہ امام کی دعوت کو قبول کرے اور خانہ کعبہ کا سات بار طواف کرنے سے مراد یہ ہے کہ آئمہ سبعہ سے دوستی رکھے اور جنت سے مراد بدن کو تکلیف سے بچانا ہے۔ اور دوزخ سے مراد بدن کو مشقت اور تکالیف میں ڈالنا ہے۔ وغیرہ وغیرہ جب مدعو کے دل میں یہ باتیں جم جاتی ہیں تو داعی فلسفے کی باتیں شروع کرتا ہے اور اقوال افلاطون و ارسطو و فیثاغورس وغیرہ کو دلائل عقلی کے ساتھ سمجھاتا ہے۔ اور جب یہ مطالب بھی ذہن نشین ہو جاتے ہیں تو ایک عہد دوبارہ لیکر دعوت ہفتم شروع کرتا ہے۔

دعوت ہفتم اس میں کہتا ہے کہ صاحب ولایت اور صاحب شریعت کے لئے یہ مددگار اور مصاحب کی ضرورت ہے تاکہ صاحب ولایت جو کچھ ارشاد کرے یہ مددگار اس بات کو دوسرے آدمیوں کو سمجھاوے کہ ان میں سے ایک بجائے اصل کے ہوتا ہے اور دوسرا نائب کی مثل ہوتا ہے اور نظیر اسکی یہ ہے کہ یہ عالم اصل ترتیب اور نظام عالم ایک ہی ہے۔ اور جو کچھ مدبر عالم سے پہلے بلا واسطہ دیا سبب صادر ہوا ہے وہ بھی ایک ہی ہے جسکو عقل کامل کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں اور صادر اول بھی کہتے ہیں۔ اسلئے کہ پہلی مرتبہ

صادر ہوا ہی اور سب سے اول پیدا ہوا ہے اوسے عقل اول بھی بولتے ہین۔
چنانچہ اس مطلب کی طرف قرآن و حدیث مین کئی جگہ اشارہ ہوا ہے
انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون یعنی اوس کا حکم
یہی ہے کہ جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اوس کو کہتا ہے کہ ہو جا پس وہ
ہو جاتی ہے۔ اس آیت مین اول فی الرتبہ کی طرف اشارہ ہے اور دوسری آیت
کی طرف اس آیت مین اشارہ فرمایا ہے انا کل شیء خلقناہ بقدر یعنی
ہم نے ہر چیز کو پہلے اوس کا اندازہ کر کے پیدا کیا ہے۔ اور اس حدیث مین بھی
آنحضرت نے عقل کیطرف جسکی ابتدا اللہ تعالے سے صدور پایا ہے
اشارہ کیا ہے اول ما خلق اللہ القلم یعنی تحقیق اللہ تعالے نے جو چیز
کہ اول پیدا کی ہے وہ قلم ہے۔ قلم سے مراد عقل اول ہی اور اس قسم کی بہت سی
باتین ہین جو ان لوگون کی کتابون مین مشرح ہین اور در اصل یہ قول حکماء فلاسفہ
یونان کے علاء سے ماخوذ ہے جنکی رائے یہ ہے کہ الواحد لا یصدر عنہ الا الواحد
یعنی ایک سے صادر نہین ہوتا۔ مگر ایک ہی جب دعوت تمام ہو جاتی ہے تو داعی
دعوت ششم شروع کرتا ہے۔

دعوت ششم

اس دعوت مین داعی کہتا ہے کہ ان دونون ذاتون مین ایک مدبر الوجود ہی اور دوسری اوس سے صادر ہوئی ہے
اس طور کا تقدم و تاخر ہوتا ہے جیسے کہ علت کو معلول پر تقدم ہے خلاصہ یہ ہے
کہ سابق یعنی مدبر الوجود علت ہی اور لاحق یعنی صادر اول معلول ہے اور مدبر
الوجود نے موجودات کو سب سے اول پیدا کیا ہے اوسی سے عالم کی تمام چیزین
پیدا ہوئی ہین۔ اسطرح کہ مدبر الوجود یعنی اللہ تعالے نے عالم علوی کو بغیر آلہ
اپنے امر کے ذریعہ سے عقل کامل کہ جسکو عقل کلی اور عقل اول اور اول موجود اور
صادر اول بھی کہتے ہین پیدا کیا۔ اور پھر اوس کے ذریعہ سے نفس ناقص کو جسے
نفس کلیہ اور نفس اول بھی کہتے ہین پیدا کیا۔ پھر نفس کو عقل سے کمال حاصل
کرنے کا ذوق و شوق پیدا ہوا پس نقصان سے کمال کی جانب نفس نے
حرکت کی۔ مگر بدون آلے کے حرکت پوری نہین ہو سکتی تھی۔ اس لئے اجرام

فلکی پیدا ہوئے انکی نفس نے حرکت دوری کرائی اور اجرام فلکی کے حرکات کے
سبب اربعہ عناصر کی طبیعت پیدا ہوئیں اور اربعہ عناصر کے ذریعے سے مرکبات
یعنی نباتات اور جمادات اور حیوانات پیدا ہوئے اور ان سب مرکبات میں
افضل اشرف انسان ہے۔ ایسا کہ اس میں [illegible] خاص قدسی اسکے تعقل کرنے
کی استعداد ہے اور عالم علوی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور جبکہ عالم علوی میں
عقل کل اور نفس کل موجود ہیں جنہوں نے کائنات کو ایجاد کیا ہے
تو عالم سفلی میں بھی ایسی عقل کامل کا ہونا ضرور ہے جو نجات کا وسیلہ ہو۔ اور
اصطلاح شرع میں اسی عقل کامل شخصی کو رسول کہتے ہیں۔ اور رسول کی بنا
میں ایک نفس ناقص نجات کے طریقے بیان کرنے کے لئے ہوتا ہے جسکو
اس باب میں رسول کے ساتھ وہ نسبت ہوتی ہے جو نفس کلیہ کو عقل کلی کے
ساتھ کائنات کے ایجاد کرنے کے بارے میں نسبت ہوا کرتی ہے۔ اس نفس کو
جو رسول کا نائب ہوتا ہے امام اور رسول کا وصی کہتے ہیں اور جیسے افلاک
کو عقل اول اور نفس اول نے حرکت دیتے ہیں۔ اسی طرح رسول اور امام انسانوں کے
نفوس کو نجات کی طرف حرکت دیتے ہیں۔ مگر ان اسماعیلیہ کے ہاں مبدا الوجود
یعنی اللہ تعالی کے لئے نہ کوئی نام ہے نہ نشان نہ بیان نہ صفت اور نہ اوس کو
الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں پس انکے زعم میں خدا نہ موجود ہے نہ معدوم نہ
عالم نہ جاہل نہ قادر نہ عاجز وغیرہ وغیرہ کیونکہ ان کا زعم ہے کہ ان کے اوصاف
کے ثابت کرنے سے خدا کی مشارکت موجودات کے ساتھ لازم آجاوے گی۔
اور ان اوصاف کی اوس ذات پاک سے نفی کرنے سے تعطیل لازم آتی ہے
اسلئے یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ قدیم ہے وہ خدا کا امر یعنی کلمہ کن ہے اور جو کچھ حادث
وہ مخلوق ہے اور اوسکی تعبیر فطرت سے [illegible] مبدا سے کے واسطے [illegible] کہتا ہے کہ یہ دوسرا
جیسے عقل اول کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں اعمال ذات میں مبدا الوجود کی اتباع اختیار
کرتا ہے یہاں تک کہ یہ مبدا الوجود کے مرتبے کو پہنچ جاتا ہے [illegible]
[illegible] اور وصی بھی کہتے ہیں اپنے اعمال سے رسول کی پیروی کرنے سے
جیسے ناطق بھی کہتے ہیں مرتبے کو پہنچ جاتا ہے اور وہ دونوں ذرہ بھر

تفاوت نہیں رہتا اسی طرح داعی وصی کے مرتبے کو پہونچ جاتا ہے۔ غرضکہ عالم کے کاروبار اسی طریق پر جاری ہیں۔ اس کے بعد داعی کہتا ہے کہ رسول کا معجزہ یہی چیزیں ہیں جنسے انسانوں کی سیاست کا کام متعلق ہے۔ سوا اس کے کچھہ نہیں اور انتظام عالم کی غرض ہے ہی۔ زمین و آسمان جواہر و اعراض کی حقیقتیں بیان کرتا ہے کبھی ایسی وضاحت کے ساتھہ کہ لوگ اوسے سمجھہ لیتے ہیں۔ اور کبھی ایسی رمز کے ساتھہ کہ علماء بھی اوس کے ادراک سے عاجز آتے ہیں۔ اور اسی تدبیر کے ساتھہ رسول کی شریعت کو انتظام حاصل رہتا ہے۔ اور آدمی اوسے مانتے ہیں۔ اور داعی کہتا ہے کہ قیامت اور ثواب و عذاب کے معانی کچھہ اور ہی ہیں جو عام طور پر ہر ایک کی سمجھہ میں آنا دشوار ہیں اور وہ یہ ہے کہ کواکب کے دورے ختم ہوکر دوسرے دورے شروع ہو جاتے ہیں ورنہ سیارات اور ثوابت میں کسی طرح کون وفساد نہیں آسکتا۔ انکی طبایع برباد ہو سکتے اور فنا ہونے سے بری ہیں پس قیامت کے یہ معنی کسطرح درست نہیں ہیں کہ اجرام علوی فنا ہو جائینگی اس کے بعد داعی دعوت نہم شروع کرتا ہے

دعوت نہم یہ دعوت سب دعوات کا نتیجہ ہے۔ جب داعی مدعو کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے تو اسے ہدایت کرتا ہے کہ فلاسفہ یونان کی کتابیں پڑھا کر اور علوم الہی و طبعی کا مطالعہ کرتا رہ۔ جب داعی سمجھہ لیتا ہے کہ مدعو کو فلاسفہ کے اقوال سے خوب وقفیت حاصل ہو چکی تو اب داعی اپنے رازوں کو کھولنا شروع کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ جو کچھہ ہمنے اصول و حدود سے ابتک اطلاع دی ہے۔ یہ سب رموز و اشارات ہیں طرف معانی و مبادی اور انقلاب جواہر کے اور وحی تصفیہ نفس کی صفائی کا نام ہے اور رسول یا نبی کا کام یہ ہے کہ جو بات اوس کے دل میں آتی ہے اور اوسے بہتر معلوم ہوتی ہے۔ وہ لوگوں کو بتادیا کرتا ہے۔ اور اسکا نام کلام الہی رکھتا ہے۔ تاکہ لوگوں کے دلوں میں یہ قول اثر کرجاوے اور لوگ اسے مان لیں تاکہ سیاست اور مصلحت عام میں انتظام رہے

اور جب یہ نبی کی حقیقت ہے ٹھیری تو اوس کے تمام اقوال پر عمل کرنا کیا ضرور
اوس کے قصیہ پر عمل کرنا چاہئے جو اونکی مصلحت اور حاجت کے مناسب ہو
بلکہ عارف کے واسطے تو نبی کے کسی قول پر عمل درآمد اور پابندی ضروری نہین
اوس کے لئے صرف معرفت ہی کافی ہے۔ کیونکہ معرفت ہی اصل الاصول ہے
اور سب کمالات کی انتہا اسی کی طرف ہے۔ اور جو کچھ تبدیلیان اور اعمال کی
پابندیاں مقرر ہین وہ کافرون کے واسطے واجب ہوئی ہین۔ جو معرفت سے
آنکھ بند ہوتے ہین اور عارف کے حق مین یہ باتین بالکل عبث اور بار گران
ہین۔ اور اقسام معرفت سے ان لوگون کے نزدیک ایک یہ ہے کہ انبیا
ناطق صاحب شرائع واسطے سیاست عام کے مقرر ہین اور جن انبیا کے
پاس حکمت خاص ہے وہ فلاسفہ کی جماعت ہے اور عالم کا وجود روحانی ہے
اور جو کچھ ریاضت کتب معاشیہ کے مطالعہ مین کی جاتی ہے یہی ناظر کو امام
تک پہنچا دیتی ہے۔ اور امام کے ظہور کے معنی یہ ہین کہ وہ نماز کے ذریعہ سے
اوس کے احکام امر و نہی جاری ہون یعنی جہان امر و نہی کا ظہور بعینہ امام کا
ظہور ہے۔

سلاطین علویہ کے مختصر حالات ذیل مین درج ہین

عبد اللہ الملقب مہدی باللہ

تواریخ سے بعد تحقیق کے یہ بات ثبوت کو پہنچی ہے کہ عبد اللہ مہدی کے
دادا اھواز اور بصرہ اور سلمیہ مین آئے۔ لوگون کو تشیع اور اہل بیت کی
طرف بلانے لگے۔ اونکے انتقال کے بعد مہدی کے باپ قائم مقام ہوئے
اور انہون نے رستم بن حسین کو یمن کی طرف بھیجا کہ وہ لوگون کو اون کے
مذہب کی طرف دعوت کرے اور رستم نے ایک شخص ابو عبد اللہ شیعی کو بہت
مال و اسباب دیکر بلاد افریقیہ کو اپنے مذہب کی دعوت کے لئے بھیجا

عبد اللہ کے باپ نے جب سلمیہ مین انتقال کیا تو اپنے بیٹے کے واسطے خلافت
و نیابت کی وصیت کر دی اور دعاۃ کا حال اور پتا بتا دیا۔ عبد اللہ نے اپنا
لقب مہدی باللہ کہا اور خلفاے عباسیہ کے خوف سے سوداگرون کے
بھیس مین مصر ہوتے ہوے افریقہ مین طرابلس کی طرف بھاگ گئے۔ سجلماسہ
کے حاکم یسع بن مدرار نے زیادۃ اللہ گورنر افریقہ کے حکم سے اونکو گرفتار کر لیا۔
مگر ابو عبد اللہ شیعی کی کوشش سے زیادۃ اللہ کی قوت برباد ہو گئی اور ابو عبد اللہ مطلق
قابض ہو گیا۔ اور اوس نے ۲۹۶ ہجری مین سجلماسہ پہنچکر مہدی اور اون کے
بیٹے محمد کو قید خانے سے نکالا اور دونون کو سوار کرا کے بنی اور قبائل کے تمام
سردار اونکے آگے آگے چلتے تھے۔ ابو عبد اللہ مہدی کی طرف اشارہ کر کے کہتا
تھا کہ تمھارے مولا یہ ہین مہدی فرط خوشی سے رو دیتے تھے۔ ۲۹۷ ہجری تک
مہدی سارے افریقہ کے شہرون کے مالک ہو گئے اور خلفاے عباسیہ
کی حکومت سے وہ ملک نکل گیا۔ جب اونکی بادشاہت جم گئی تو تمام معاملات سلطنت
بذات خود انجام دینے لگے۔ ابو عبد اللہ شیعی اور اوس کے بھائی ابو العباس کو
بیدخل کر دیا۔ چونکہ ترک امارت طبع پر سخت تھی۔ یہ امر انکو ناگوار گذرا۔ ابو العباس
اپنے بھائی کو ملامت کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ تم نے بادشاہت اپنے ہاتھ سے
نکالکر غیر کو سونپ دی۔ ابو عبد اللہ شیعی بھائی کو سمجھاتا تھا کہ ایسی بات منہ سے
مت نکال یہانتک کہ مہدی کو خبر لگی کہ دونون سرداران قبائل سے یہ کہتے ہین کہ یہ
مہدی وہ مہدی نہین ہین جنکی طرف ہمنے تمھین بلایا تھا۔ مہدی نے دونون کو
بلا کر ۲۹۸ ہجری مین اور بقول بعضے ۲۹۹ ہجری مین قتل کر ڈالا۔ ۳۰۳ ہجری مین
مہدی نے سرزمین قیروان تک افریقہ مین کنارہ دریا پر ایک شہر آباد کر کے
اوس کا نام مہدیہ رکھا۔ جام جم کے صفحہ ۲۵ باب ۱۱۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ
شہر قلمرو تونس مین واقع ہے۔ ملک افریقہ مین مہدی کی حکومت نے بڑی قوت پکڑی
نسب اسمٰعیلیہ کا چرچا کرنے لگے اونکے داعی زمین مصر کی طرف پھیل گئے۔
اور ایک خلق کثیر نے اونکی دعوت قبول کی۔
تاریخ ابو الفدا مین مرقوم ہے کہ قاضی ابو بکر باقلانی کہتے ہین کہ مہدی باللہ

باطنیہ کا عقیدہ رکہتے تھے۔ علما کو قتل کراتے تھے۔ اس خیال سے کہ اونکی
مخالفت پر لوگون کو وعظ و نصیحت نکرین ہمیشہ اصحاب و ازواج رسالتمآب
کی ہجو کیا کرتے تھے۔ سواے حضرت علی اور مقداد بن اسود اور عمار بن یاسر
اور سلمان فارسی اور ابوذر غفاری کے اور کہتے تھے کہ سرور عالم کی رحلت کے بعد
تمام صحابی مرتد ہو گئے تھے۔ سوا ان پانچ تن کے اور فقہا کو حکم دیا تھا
کہ سواے اوس مذہب کے جو اون کا جاری کیا ہوا تھا دوسرے مذہب پر فتوی
دین اون کا مذہب یہ تھا کہ بیٹی پوری میراث کی وارث ہو جاتی ہے اور طلاق
باتہ سے عدت ساقط ہو جاتی ہے۔ اونہون نے افریقہ مین جا کر یہ دعوے
کیا کہ مین امام ہون اور کبھی مصلحت کے طور پر یہ بھی کہتے تھے کہ امام کے ظہور
کا وقت قریب ہے اور یہی ابتدا مین اہل کوفہ و عراق کے سامنے بیان کیا کرتے
تھے اور کہتے تھے کہ مین امام کا داعی ہون امام جلدی ظاہر ہوا چاہتے ہین
مہدی نے ۲۴ برس حکومت کر کے باسٹھ برس کی عمر مین ۳۲۲ھ مین انتقال
کیا اور مہدیہ مین مدفون ہوے۔ مولف تاریخ گزیدہ کہتا ہے کہ مہدی مغربی پانچ
سال مہدی آخر الزمان ہوی سے پہلے پیدا ہوئے تھے۔ اور مشہور یہ ہے کہ مہدی مغربی سنہ ۲۶۰
مین پیدا ہوے تھے اور مہدی آخر الزمان کی ولادت ۲۵۵ ہجری مین ہے۔

ابوالقاسم محمد الملقب قائم بامر اللہ بن مہدی

باپ کے مرنے کے بعد تخت نشین ہوے۔ انکے وقت مین ابو یزید خارجی ایک
معمولی شخص نے خروج کیا اور انکو شکست دی۔ تونس اور قیروان اور رقادہ
فتح کر لیا اور قائم مہدیہ مین محصور ہو گئے۔ حالت محاصرہ مین بیمار ہوے
اور ۱۲ شوال ۳۳۴ ہجری مین مرے۔ بارہ سال حکومت کی۔

ابو طاہر اسمٰعیل الملقب منصور بقوۃ اللہ بن قائم

بڑے شجاع تھے تخت پر بیٹھکر انہون نے ابو یزید کو بھگا دیا اور خود اوس
کے تعاقب مین سوڈان تک گئے اور اوس کا پیچھا نہ چھوڑا یہان تک کہ سنہ ۳۳۶

ہجری میں وہ گرفتار ہوا اور اوسکی کھال نکلوا کر بھس بھروایا گیا۔ انہوں نے شوال کی آخری تاریخ کو ۳۶۵ھ ہجری میں سات سال حکومت کرکے ۴۲ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

ابو تمیم معد الملقب معز لدین اللہ بن منصور

سلطنت نے ان کے زمانے میں عروج پایا اور ۳۵۸ھ ہجری میں ابو الحسن جوہر نامی اپنے والد کے غلام کی کوشش سے بے خونریزی کے فوراً اخشیدی والی مصر کے مصر کے مالک ہوگئے جہاں جوہر نے قاہرہ آباد کیا اور اپنا لشکر شام کیطرف روانہ کیا تمام ممالک افریقیہ و مصر و بعض بلاد شام میں یہی مذہب پھیل گیا۔ معز نے مصر کو اپنا دار الخلافت قرار دیا اور پھر یہ برابر سلاطین اسماعیلیہ کا یہی دار الحکومت رہا۔ ۱۹ ربیع الآخر ۳۶۵ھ ہجری روز جمعہ کو راہی ملک آخرت ہوئے ۲۳ سال ۵ ماہ حکومت کی ۴۵ سال کی عمر پائی۔

ابو منصور نزار الملقب عزیز باللہ بن معز

عضد الدولہ دیلمی سے انہوں نے مراسلت جاری کی شام سے اندلس تک تمام ممالک مغربی پر ان کا قبضہ تھا انہوں نے ایک یہودی کو وزیر شام میں تعینات کیا اور ایک مسیحی حاکم مصر کے لئے مقرر کیا۔ لیکن پھر یہی بلادی پر قبضہ ہوئے رمضان ۳۸۶ھ ہجری میں مر گئے ۔ ۴۲ سال کی عمر پائی ۲۱ سال خلافت کی۔

ابو علی منصور الملقب حاکم بامر اللہ بن عزیز

یہ بڑے متشرع بادشاہ تھے انہوں نے عورتوں کے پردے میں سختی کی مسکرات کی خرید و فروخت بند کرادی انکے وقت میں انتظام بہت اچھا تھا قاہرہ میں مسجد ازہر انہیں کی بنوائی ہوئی ہے ۔ لیکن بعض مورخ انکو مجنون ثابت کرتے ہیں ۔ اور انکی سختیوں کو حد درجہ سے تجاوز [illegible]

حکم دیا کہ کوئی یہودی اور نصرانی گھوڑے پر سوار نہو گدہے اور خچر پر سوار ہو
مگر گدہے کی رکاب استعمال نکرے اور ہمیشہ چند گھونگرو لٹکائے رہے اور
حمام مین جاے تو پانون مین گھنگرو رکھے تاکہ مسلمانون سے امتیاز رہے

انسائکلوپیڈیا مطبوعہ ۱۹۱۰ء کی جلد ساتوین کے صفحہ ۸۴۳ و ۸۴۴
مین لکھا ہے کہ حاکم بامر اللہ کا زعم یہ تھا کہ وہ خدا سے تعالیٰ سے براہ راست
گفتگو کرتے ہین بلکہ عقل الٰہی کے اوتار ہین اونہون نے اپنے دعوے کا
۴۰۸ ہجری مین قاہرہ کی مسجد مین اظہار کیا اور اسمٰعیل درازی کی شہادت
مین نئے طریقہ مذہب کی لوگون نے اتنی مخالفت کی کہ درازی کو جان
بچانے کی غرض سے بہاگنا پڑا۔ لیکن وہ اپنے معبود حاکم بامر اللہ کی علیحدگی
کے زمانے مین اون کا وفادار رہا اور لبنان کے نادان دروز لوگون کو
اس مذہب مین لانے مین کامیاب ہوا۔ دروز کے اقوال کے بموجب ۴۰۸
ہجری مین یہ مذہب قبول کیا گیا ہے۔ اس عرصے مین حاکم بامر اللہ اپنی
خدائیت کے دعوے کے منوانے کی کوشش کرتے رہے حسن بن حیدر فرغانی
کی حمایت ناکامیاب ثابت ہوئی لیکن ۴۰۸ ہجری مین ایک اچھا داعی
اس مذہب کا ظاہر ہوگیا یعنی حمزہ بن علی بن احمد وہ ایک ایرانی تھا اور وہ
حاکم کا وزیر ہوگیا اوسنے صورت اور مادہ اس نئے مذہب کو عطا کیا۔ اور اپنی
ہوشیارانہ کوشش سے اس مذہب کے مختلف اصولون کو موجودہ فرقون کے
توہمات سے ملانے مین کامیابی حاصل کی اور اس طرح بہت سے آدمی نئے
مذہب مین شامل ہوگئے۔

خلیفہ کو یہ معلوم ہوا کہ میری بہن کی سپہ سالار سے آشنائی ہے اسلئے دونون
کو سزا دینا چاہا سپہ سالار نے اونکے ارادے سے مطلع ہوکر اپنی آشنا
کی سازش سے کچھ آدمی گہات مین لگا دئے جنہون نے ۴۱۱ ہجری مین
خلیفہ کو شہید کر دیا ۳۶ سال کی عمر پائی ۲۵ سال حکومت مگر حمزہ نے
یہ بیان کیا کہ وہ صرف کچھ عرصہ بسر کرنے کے واسطے چلے گئے ہین۔
اور اونکے حامیون کو تسلی دی گئی کہ وہ اونکی کامیابی کے ساتھ لوٹنے کی

اسکے کمین درازی جو حمزہ سے خفیہ ہوئی تو وہ اس مذہب کی دشمنی کرتا تھا
اوسکو حمزہ نے کافر ظاہر کیا اور اسکے بعد اوسپر لعنت کرنے لگے۔
مذہب کی اشاعت پر حمزہ کے حکم سے اسمٰعیل بن محمد تمیمی اور محمد بن وہب
اور ابو الخیر سلامہ بن عبد الوہاب اور احمد سامری اور بہاؤ الدین مامور ہوئے
انمین سے آخر الذکر اپنی تصانیف کی وجہ سے قسطنطنیہ سے ہندوستان
کی حد تک مشہور تھا دو خط اوسکے نام سے منسوب ہیں المستنصر بن ہشیم
حیاتی فرنچ کو سمجھے ہیں اور ان دونو امر کے ثابت کرنے کی کوشش
کیا ہے کہ مسیح حمزہ کی شکل میں دوبارہ ظاہر ہوئے ہیں وہ دروز اپنے آپکو
موحد کہتے ہیں مگر ان کا عقیدہ ہے کہ خدا ایک ہے اوس کی تعریف نہیں
ہوسکتی اور اوسکا مقام نہیں وہ ملحقی نہیں کرسکتا اوس تک کی بات زبان اوسکی
پہنچ نہیں سکتی وہ دنیا میں مختلف اوقات اور اوتاروں کی صورت میں سلسلہ وار ظاہر
کیا جنکی تعداد قریب ستر کے پہنچ گئی ہے۔ اون میں حضرت علی خلیفہ چہارم
اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ و سلم اور آخری اون میں قائم بامر اللہ ہیں اور انہیں کے
نام بھی داخل ہیں (۱) حضرت علی بن ابی طالب (۲) البر (۳) علیا
(۴) معلی (۵) قائم (۶) معز (۷) عزیز (۸) ابو زکریا (۹) منصور
اب کوئی اوتار ظاہر نہیں ہو سکتا۔ حاکم کی صورت میں خدا نے آخری دفعہ
ظہور کیا اور رحم کا دروازہ ۴۰۸ سال اوسکے ظاہر ہونے کے بعد ہمیشہ کے لئے بند
ہوگیا جبکہ اپنی زمین کی تخلیق میں ... انتہا کو پہنچ جائیگی تو حاکم پھر دنیا کو
فتح کرنے اور اپنے مذہب کو فروغ دینے کے واسطے ظاہر ہوگا۔ خدا کی مخلوقات
میں سے پہلی مخلوق عقل الٰہی ہے جسنے حمزہ کی صورت میں آخری دفعہ ظہور
کیا۔ باقی دوسرے درجے کی ادنیٰ مخلوقات کو اسی نے بنایا ہے۔ خدا
قادر ہے سے براہ راست تعلق صرف عقل الٰہی کو ہے۔ عقل الٰہی کے

۱؎ ایک قول یہ ہے کہ ... سو سال کی حکومت کی تھی اور دوسری کتاب
سے ۵۰ سال کی حکومت ثابت ہوتی ہے ۱۲

بعد درجے میں یہ چار مخلوقات اور ہیں ۔ روح ۔ نفس ۔ سیدھا بازو اور الٹا بازو
یہ چاروں عقل الہی سے ۔ جو ملکہ خدا کا تخت سنبھالے ہوتے ہے بنا [illegible] اور یہ
یہ چاروں مخلوقات بالترتیب اسماعیل درزی ۔ محمد بن وہاب ۔ سلمہ بن [illegible]
اور بہاء الدین کی شکل میں ظاہر ہوئیں ۔ اور ان سے بھی نیچے [illegible] دوسرے
روحانی کارپرداز مختلف درجے کے ہیں ان کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ انسانوں کی
تعداد نہ گھٹ سکتی ہے نہ بڑھ سکتی ہے ۔ اور ایک باقاعدہ تناسخ کا سلسلہ
جاری ہے تناسخ کی روحیں چاہے مرنے کے بعد چینی دروزوں کی شکل میں منتقل ہوتی ہیں
اور جب دروز کو اوس وقت یا تناسخ کی شکل میں ظاہر ہوتی ہیں ۔ انکا عقیدہ ہے کہ شریعت
کا مفہوم ہیں [illegible] پیغمبر کی [illegible] اور [illegible] باطنی طور پر کرنا چاہئے
اور [illegible] مذہب میں داخل نہیں کئے جا سکتے ۔ اسلئے اپنا مذہب کو
اسرار کو چھپائے رکھنا چاہئے ۔ اور غرض اس چھپانے سے یہ ہے کہ وہ دین
کہیں [illegible] اسکے لئے کسی خطرے کا باعث ہو اور اسی احتیاط کی
وجہ سے ان کو یہ اجازت ہے کہ ظاہری طور پر وہ کسی مذہب میں ہونے کا اظہار
کر سکتے ہیں جو کہ انکے قرب و جوار میں عام طور پر رائج ہو ظاہرا یہی آخری
اصول کی وجہ ہے وہ مسلمانوں کی نمازوں میں بھی شریک ہو جاتے ہیں اور عیسائیوں کے
گرجوں میں بھی ہوئی رسم و رواج میں حصہ لیتے ہیں ۔ حمزہ کے سات حکموں
کی پابندی لازم ہے (۱) پہلا اور بڑا حکم یہ ہے کہ بول چال میں سچائی
اختیار کرنا چاہئے لیکن صرف دروز کو دروز کے ساتھ (۲) اپنے [illegible]
کی حفاظت کیلئے ہوشیار رہنا چاہئے (۳) جو اگلے دوسرے مذہب سے
علیحدہ رہنا چاہئے (۴) جو لوگ [illegible] ان سے قطع [illegible] کی اختیار کرنی چاہئے
(۵) ہر وقت خدائے تعالے کے ہونے کا عقیدہ رکھنا چاہئے (۶) اسکی
مرضی پر کامل بھروسا رکھنا چاہئے (۷) خدا کے احکام کی پوری فرمانبرداری
کرنی چاہئے

اور دروز کا عقیدہ یہ ہے کہ عبادت خدائے تعالے کے ساتھ ایک قسم
کی گستاخانہ [illegible] ہے اور انسانی [illegible] کی [illegible]

مجبور نہین ہی ۔ بلکہ اوس کو بالکل قدرت اور آزادی حاصل ہے اپنے عقاید
کو عام لوگون سے پوشیدہ رکھنے کے اصول پر سختی سے مستحکم رہنا چاہیے
بلکہ مذہب کے خاص خاص راز اپنے ہم مذہبون مین سے سوا خاص خاص
آدمیون کے عام آدمیون کو بھی نہ بتانا چاہیے ۔ اور یہ خاص خاص لوگ
جنکے واسطے اسرار مذہب بتانے کی اجازت دی گئی ہے عاقل کہلاتے ہین
جوکہ عربی لفظ عقل سے نکلا ہے اور ان عاقلون کے علاوہ باقی تمام
دروس خواہ کسی درجہ کے ہون جاہل کہلاتے ہین بالغ آبادی مین سے پندرہ
فیصدی عاقل ہوتے ہین ۔ ہر کوئی دروس خواہ مرد ہو یا عورت عاقلون
کے حلقہ مین شامل ہو سکتا ہے بشرطیکہ اس بات کی مرضی ظاہر کرے کہ اس جماعت
کے قوانین کی پابندی رکھیگا ۔ اور ایک سال تک آزمایش مین پختہ رہے اور یہ دکھادے
کہ اوس کے ارادے پختہ اور عقیدے مضبوط ہین عاقلون کے درمیان مین
کوئی قاعدہ درجون کے امتیاز کا نہین ہی اور اگرچہ امیر بشیر شہاب عاقلون کا
ایک شیخ مقرر کرتے تھے لیکن اس شیخ کو باقی عاقلون پر کوئی خاص
فوقیت حاصل نہین ہوتی تھی ۔ بلکہ تمام اثر زہد و تقوے اور قابلیت کی وجہ
شہرت پر منحصر ہے اور ہر ایک عاقل کو تمباکو اور شراب سے بچنا پڑتا ہے اور
اونکے عبادتخانے خلوت خانے کہلاتے ہین اور ہر ایک مین ایک
عبادتخانہ ایسا ہے کہ جسمین ایک چراغ رات دن جلا کرتا ہے دروس
اپنی مذہبی خاص رسم کے وقت دوسرے مذہب والون کو اسمین بیٹھنے نہین دیتے
اور جب کوئی ایسا آدمی آجاتا ہے تو اوس وقت قرآن خوانی کرنے لگتے ہین
ان کے عقاید کا ماخذ باطنیہ ہنود و قرامطہ کے عقاید ہین اور انکو یہ یقین
ہے کہ یہ چین سے آئے ہوئے ہین اور اب بھی چین مین ان کے ہم
مذہب موجود ہین ۔ حالانکہ چین مین کوئی دروس نہین ہے ۔ اور نہ پیشواؤن سے
انکی شکل و شباہت ملتی ہوئی ہے ۔

ابوالحسن علی الملقب ظاہر لاعزاز دین اللہ بن حاکم

یہ بڑے نیکنام بادشاہ تھے۔ انکی نیکنامی سنکر عمایدِ خراسان جمع کر کے لوٹے تو مصر سے ہوکے آئے اور وہاں سے خلعت لائے۔ محمود غزنوی کو اسکی خبر لگ گئی اوسنے فوراً قادر باللہ خلیفہ بغداد کو مطلع کیا حجاج ابھی مصر سے لوٹکر بغداد ہی مین ٹھیرے ہوے تھے کہ خلیفہ نے انسے بازپرس کی اور خلعت کے کپڑے جلائے گئے۔ ظاہر نے سپہ سالار اور اپنی پھوپھی کو مروا ڈالا تھا یہ خلیفہ شوال ۴۲۷ھ ہجری مین مرے ۳۳ سال کی عمر پائی۔ ۱۶ سال حکومت کی۔

ابو تمیم معد الملقب مستنصر باللہ بن ظاہر

ابوالفدا نے اپنی تاریخ مین بیان کیا ہے کہ مستنصر کے عہد مین اونکی والدہ حکمرانی مین اونپر غالب تھین آخرکار ناصرالدولہ نے زر باندھ کر مستنصر کی والدہ کو قید کر دیا اور حکمرانی کے عوض اونکو چالیس ہزار دینار دئے اور مستنصر کو اونکی اولاد اور بی بی سے علیحدہ کر کے قید کر لیا اور اونکی یہانتک تحقیر و تذلیل کی کہ اونکی شان و شوکت مین بٹہ لگ گیا مستنصر کی یہانتک نوبت پہنچی کہ ایک مسند پر بیٹھے رہتے تھے اور اسکے سوا کچھ اونکے پاس نہ تھا آخرکار ناصرالدولہ کو دوسرے [illegible] مروا ڈالا اور ۴۶۵ھ ہجری مین فوج کے ایک سردار نے جسکا نام بدر جمالی ہے ازسرِنو مستنصر کا اقتدار جمایا اور تمام سلطنت کی نیابت بدر کو دی اونے ۴۸۷ھ ہجری مین بدر نے انتقال کیا تو اوسکا بیٹا نائب سلطنت ہوا مستنصر ایسے صابر و شاکر تھے کہ اونپر بڑی بڑی مصیبتیں اور سختیان پڑین تمام مال و اسباب اور خزانہ اونکا دوسرے تصرف مین آگیا۔ سوائے ایک مسند کے جسپر بیٹھے رہتے تھے اونکے پاس کچھ باقی نرہا۔ مگر اونھون نے صبر کو ہاتھ سے نہ دیا مستنصر نے ۴۸۷ھ ہجری مین رحلت کی ۶۷ سال کی عمر پائی ۶۰ سال حکومت کی تاریخ گزیدہ مین مسطور ہے کہ مستنصر کو شطرنج مین بڑا ادراک تھا۔ چنانچہ سلیم سپاہی کو امرات کو ہاتھون مین اسپر کر کے ٹکڑی مین بہا دیتے تھے اور نہایت تھوڑی سپاہ کی تنخواہ و [illegible]

نہین دیتے تھے یہانتک کہ تنگ آکر سپاہ نے اونپر بلوا کردیا اور اونکو پکڑ کر
چڑھی ہوئی تنخواہ وصول کی - مگر ناصر خسرو اپنے سفرنامے مین اونکی فیاضی
کی بڑی تعریف کرتا ہے - اور کہتا ہے کہ رعایا کو سلطان پر بیحد اعتماد ہے
کوئی شخص چغلخور اور بیگاری نوکر سے نہین ڈرتا - سلطان نہ کسی پر ظلم
کرتا ہے - اور نہ کسی کے مال پر لالچ کرتا ہے -

ابوالقاسم احمد الملقب مستعلی باللہ بن مستنصر

انہون نے حکومت پائی تو نزار لڑ مرا اسکے دونون بیٹون کو قید کردیا - اور
تینون نے قید ہی مین وفات پائی سنہ ۴۹۵ ہجری مین اس خلیفہ کا انتقال ہوا
سات سال دو ماہ خلافت کی - ابن تغری بردی سے تاریخ روضۃ الصفا[1]
مین لکھا ہے کہ نزار کے ایک طرفدار نے مار ڈالا ۲۸ سال کی عمر پائی -

ابو علی منصور الملقب آمر باحکام اللہ بن مستعلی

اسکے وقت مین شمالی عیسائیون سے بڑی لڑائی ہوئی اور مسلمان غالب رہے - ان
شمالی عیسائیون کو مسلمان مورخ اہل فرنگ لکھتے مین - اسکے وقت مین حسن صباح
اور نزاریہ کو شام مین بہت قوت حاصل ہوئی - اور کچھ ملک سلجوقیون کا اور
خاندان کے قبضے مین آگیا - اسکے کوئی بیٹا نہ تھا اسلئے اپنے چچا کے بیٹے حافظ
بن ابوالقاسم بن مستنصر کو ولیعہد مقرر کیا تھا[2] - ذیقعدہ ۵۲۴ ہجری کو ایک فدائی نے
اوسکو مار ڈالا - ۲۹ سال ۵ ماہ ۱۵ دن حکومت کی حافظ ابرو کی تحریر سے ۳۴ سال
کی عمر پائی اور تاریخ گزیدہ سے ۳۴ سال کی عمر ثابت ہی ہوتی ہے - بعد اسکے روایت چلی
آئی ہے کہ آمر کا صلبی بیٹا ۷ مہینے کی عمر کا اسوقت مین موجود تھا جسکا نام ابوالقاسم
طیب تھا - اسلئے دشمنون کی اذیت کے لئے آمر نے کوشش کی - اونکو اور اونکی والدہ کو
قاہرہ سے چلے گئے اور مستور ہو گئے[3] - اسی لئے بوہرے آمر کے بھائی کی امامت کو تسلیم نہین کرتے

---

[1] دیکھو روضۃ الصفا ناصری [2] دیکھو ابوالفدا ۳ [3] منقول از مجالس سیفیہ

ابو میمون عبدالمجید الملقب حافظ لدین اللہ بن امیر ابوالقاسم بن مستنصر

آخر عرصہ دراز تک حافظ کی بیعت نہ کی گئی اس خیال سے کہ شاید محل میں کسی عورت کے حمل ظاہر ہو جائے بطور نیابت کے کام کرتے رہے انکی وزارت ابو علی احمد بن افضل بن بدر جمالی نے یا ابن حنفی نے جسنے ان کو ولی عہد اختیار کر رکھا تھا۔ یہانتک کہ علانیہ باغی ہو گیا اور حافظ کو قید کر دیا اپنا خطبہ جاری کیا اور اذان میں سے حی علی خیر العمل کا لفظ موقوف کرا دیا یہ بات شیعہ پر شاق گذری۔ غلاموں کی ایک جماعت نے قتل کر کے تمام سامان اوس کا لوٹ لیا اور حافظ کو قید خانے سے نکالا اور اسوقت انکی بیعت کی گئی۔ ابو الفدا نے اسیطرح لکھا ہے حبیب السیر اور روضۃ الصفا میں کہا ہے کہ حافظ فدائیوں کے ہاتھ سے مارا گیا اور بعد اس کے حافظ کے دوسرے وزیر کو بھی فدائیوں نے مار ڈالا اور زوال سلطنت علویہ شروع ہوا۔ جمادی الآخر ۵۴۴ھ ہجری میں یہ خلیفہ رہگرای ملک آخرت ہوا ۷۰ سال کی عمر پائی۔ اور ۲۰ سال کی حکومت کی۔

ابو منصور اسمعیل ثانی الملقب ظافر باللہ بن حافظ

اس کو اپنے وزیر عباس بن تمیم کے بیٹے نصر کے ساتھ تعشق پیدا ہو گیا یہانتک کہ اوس کو جدا نہ کرتا تھا اور اوس کو اکثر آباد قریے عطا کیا کرتا تھا مصر کی زبانوں پر یہ بات جاری ہوئی کہ نصر کا ظافر کے ساتھ زنا ہے۔ وزیر کو اس طعنوں سے غیرت آئی اور اپنے گھر دعوت کے بہانے سے بلا کر مروا ڈالا۔ یہ واقعہ ۵۴۹ھ ہجری کا ہے چھ کم پانچ سال حکومت کی

۴۲ سال کی عمر پائی۔

ابو القاسم عیسیٰ الملقب فائز بنصر اللہ بن ظافر

اہل فرنگ سے اس کے وقت میں بھی لڑائی رہی۔ بلاد غربی پر اہل فرنگ کا جو قبضہ ہو چکا تھا وہ مستحکم ہوا اور کچھ حصہ ڈاکوتے اوسنے واپس بھی لے لیا صفر ۵۵۵ھ ہجری میں وفات پائی پانچ سال حکومت کی اور بعض لوگ چھ سال اور چند ماہ سلطنت کی ۱۱ سال کی عمر پائی۔

ابو محمد عبد اللہ الملقب عاضد لدین اللہ بن یوسف بن حافظ

اس نے اپنے وزیر شاور کے ہاتھ سے تنگ آکر آتابک نور الدین سلطان موصل و دمشق سے مدد چاہی سلطان نے اپنی فوج شیرکوہ کے ساتھ روانہ کی وزیر نے اہل فرنگ سے مدد چاہی شیرکوہ نے لشکر مصر و فرنگ دونوں کو شکست دی۔ اور مصر کو فتح کر کے دو مہینے اور پانچ دن کی حکومت کی بعد فوت ہو گیا بعد اوسکا بھتیجا صلاح الدین حاکم مصر ہوا جمعہ کے دن ۲ محرم ۵۶۵ھ ہجری کو عاضد نے انتقال کے بعد خلیفہ بغداد کے نام خطبہ پڑھا۔

امام منتظر یعنی مہدی موعود اور دجال

مہدی مغربی کے پیرو اس بات کے معتقد تھے کہ مہدی آخر الزمان وہی ہیں اور دلیل اس مدعا پر یہ حدیث پیغمبر علیہ السلام کی بیان کرتے تھے علی راس ثلثمأة تطلع الشمس من مغربہا یعنی ۳۰۰ ہجری کے شروع میں آفتاب مغرب سے نکلے گا اور کہتے تھے کہ اس حدیث میں شمس سے کنایہ مہدی کی ذات سے ہے اور مغرب سے مراد ملک مغرب یعنی افریقہ سے۔ تاریخ گزیدہ میں مذکور ہے کہ اسماعیلیہ کا اعتقاد یہ ہے کہ دجال ابو یزید سے کنایہ ہے حسینی قائم

پر خروج کیا تھا اور ایک حدیث اس مضمون کی روایت کرتے ہیں کہ دجال پر مہدی یا قائم پر خروج کریگا مگر اثنا عشری شیعہ کہہ سکتے ہیں کہ اوس حدیث میں بھی سے مراد محمدؑ بن حسن عسکری ہیں کیونکہ وہ مہدی معرفی ہے پہلے پیدا ہوئے تھے۔ اور اہل سنت کہتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے اور یہ تاویل مہدی کے متبعوں کی مخترعات میں سے ہے۔

بوہرے امام منتظر عبد اللہ مہدی کو نہیں مانتے بلکہ اون کا عقیدہ یہ ہے کہ مہدی آخر الزمان امام طیب ابو القاسم امیر المومنین کی ذریت سے ہونگے اور جب خدا کا حکم ہوگا وہ ظہور کرینگے ابھی پیدا نہیں ہوئے ہیں چنانچہ جو دعا درسے کے ساتھ بوہروں میں قبروں میں رکھی جاتی ہے اوس میں سب آئمہ کے نام تا امام طیب ذکر کرنے کے بعد کہا ہے وبحق قائم آخر الزمان وحجۃ وآئمہ دورہ اور مولانا محمد بن طاہر کے۔ عاسے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی آخر الزمان مرتبہ نبوت ورسالت ووصایت (نصیحت) وامامت کو جامع ہونگے۔ چنانچہ اوس کے الفاظ یہ ہیں والتوسل الیک اللھم بمولانا قائم القیامۃ صاحب النبوۃ والرسالۃ والوصایۃ والامامۃ

مہدویہ و مستعلویہ اور نزاریہ کی تفصیل

جو اسماعیلیہ عبد اللہ مہدی کی امامت کو ماننے لگے اور اونکو محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق کی اولاد اور امام برحق جاننے لگے۔ وہ مہدویہ کہلاتے مستنصر کے وقت تک مہدویہ کے عقائد ایک ہی چال ڈھال پر رہے اور اسماعیل بن جعفر صادق سے لیکر مستنصر تک ہر ایک خلیفہ مصر وافریقہ کو امام مفروض مانتے رہے۔ مستنصر کے بعد سے مہدویہ میں اختلاف واقع ہوگیا کہ دو فرقے بن گئے۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ مستنصر نے اول اپنے بڑے بیٹے المصطفےٰ لدین اللہ نزار کی امامت کے لئے اپنے بعد نص کی پھر اُس سے ناراض ہوگئے۔ چھوٹے بیٹے ابو القاسم احمد المستعلی باللہ کی امامت کے لئے نص کردی۔ سو ایک جماعت نے نص ثانی کو

نص اول ہی کا نسخ قرار دیا اور مستعلی کو امام برحق مانا چنانچہ ان لوگوں کو
مستعلویہ کہتے ہیں اور ایک جماعت مستنصر کی نص اول کے بموجب
نزار کو امام ماننے لگی اور کہنے لگی کہ نص ثانی لغو ہے اسلئے کہ نص اول
اپنا کام پورا کرچکی تھی اور دلیل اسپر یہ بیان کی کہ حضرت جعفر صادق کے
بعد انکی نص کے بموجب اسماعیل امام ہوئے۔ موسی کاظم تو یہاں بھی
نزار کی نسبت حق وصیت باطل نہیں ہوسکتا اس فرقہ کو نزاریہ کہتے ہیں
یہ لوگ نزار کی دعوت دینے لگے۔

تحفہ اثنا عشریہ میں نزار کو مستنصر کا بھائی لکھا ہے اور دبستان المذاہب
اور تاریخ فرشتہ اور حبیب السیر اور مرآۃ عالم اور روضۃ الصفا وغیرہ سے
معلوم ہوتا ہے کہ وہ مستنصر کے بیٹے تھے۔ اور مجالس سیفیہ سے بھی یہی
ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ مستنصر باللہ نے دنیا سے رحلت
کی انکے پسر اکبر نزار پہلے ولیعہد تھے انکے بعد وہ خلیفہ ہوئے اور نزار کے
چھوٹے بھائی مستعلی ولیعہد ہوئے مستنصر کی وفات کے بعد مستعلی نے
تخت قاہرہ پر جلوس فرمایا اور نزار نے علیحدہ نشان حکومت قائم کیا۔
دونوں بھائیوں میں جنگ عظیم ہوئی فدائیان قلعہ الموت ایران سب نزار
کے طرفدار تھے اور اول میں سب مستعلی کے طرفدار تھے یاد رکھو کہ جب
احمد مستعلی خلافت پر متمکن ہوئے تو نزار اسکندریہ کو بھاگ گئے اور وہاں
مستنصر کا ایک غلام حاکم تھا اس نے تعظیم و تکریم کر کے سریر فرمانروائی
پر بٹھایا مستعلی نے ایک بھاری فوج اسکندریہ پر بھیجی جس نے جاکر غلام کو
مار ڈالا اور نزار کو قاہرہ میں پکڑ لائے مستعلی نے انکو قید کردیا قید ہی میں
انتقال ہوا۔ اگرچہ اول ہی [illegible] مذہب اسماعیلیہ کے دوسرے مذاہب
میں اپنی دنیاوی ثروت حاصل ہوسکتے [illegible]
اسماعیلیہ کے نام کی آڑ پکڑ کے [illegible]
اس عہد سے میں تمام [illegible]
میں [illegible] اور [illegible]

فسق و فجور اور الحاد کی آمیزش کا اسلام میں کوئی دقیقہ باقی نہ تھا اس مذہب
کے اماموں اور داعیوں کی سوانح کتب تواریخ میں دیکھنے سے ان کی رنگینی
ظاہر ہوتی ہے انہوں نے جاہل اور نیم وحشی مسلمانوں سے وہ وہ
کام بطور فدائیوں کے کرائے کہ جن سے مخلوق کی نیندیں بے انتہا متنفر
اور اندوہناک ہوگئیں اور قدرت خداوندی ہے کہ ان خلاف شرع کاموں [illegible]
ایک شخص [illegible] ان کے [illegible] کے پیروؤں سے صد درجہ نہ آیا
[illegible] حسن بن صباح حمیری
جسکے [illegible] تفصیل سے ساتھ کتب تواریخ میں مذکور ہیں اور جسکے حالات
اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ ایسا شخص کسی مذہب کا معتقد ہونا
دل میں فضول سمجھتا ہوگا۔ مگر ایک نیا دین یا مذہب اختراع کرنا [illegible]
سے خالی نہ سمجھ کر مصلحتاً مذہب نزاریہ کا معاون ہو گیا۔ اور نزار کی طرف سے
دعوت شروع کی اور ایک جھوٹا نسب لڑکے کو نزار کی اولاد میں
قرار دیکر ہادی نام رکھا [illegible] دھوکے سے قلعہ الموت پر جو
سرزمین ایران میں ہے قبضہ کر لیا۔ [illegible] اس کے پیروؤں کو حشاشین
کا لقب ملا [illegible] حشیش یعنی [illegible] کھلائی جاتی تھی جب
ان کو [illegible] آمادہ کیا جاتا تھا۔ یہ لوگ فدائی بھی
کہلاتے تھے [illegible] - نزاریہ کا اعتقاد یہ ہے
کہ امام کو اختیار ہے کہ [illegible] شریعت کو [illegible] معاد جسمانی
کا انکار کرتے ہیں۔ معاد روحانی کے قائل ہیں [illegible] دوزخ کے منکر ہیں
کہتے ہیں کہ ہر شخص کے لئے قیامت اسکی موت ہے۔ اور امام کو شرع کے ساتھ
مکلف نہیں مانتے۔ آغا خانی خوجے بھی اسی طریق پر ہیں۔

خلفاے مصر کے خوارق

خلفاے مصر کی طرف بہت سے خوارق منسوب کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ [illegible]
نے مجالس سبعہ کی مجلس سوم میں آمر کا ایک معجزہ لکھا ہے جو ناظرین کی

دلچسپی سے خالی نہوگا۔ کہا ہے کہ آمر کا وزیر افضل بن بدر اپنے دین میں
مذہب تھا ایک شخص جو جادوگری میں ماہر افضل کے پاس بیٹھا تھا اور ایک
خیال بغیر اوٹھنے والے کے خود بخود اوٹھا چلا آتا تھا۔ لوگ تعجب کرتے تھے
یہ خبر آمر کو پہنچی افضل کو حکم دیکر اوسے بلایا آمر کے سامنے بھی اوس نے
یہی شعبدہ دکھایا۔ پردے پر ایک شیر کی تصویر تھی۔ آمر نے اوس تصویر
کو حکم دیا مجسم شیر نے ساحر کو کھا لیا افضل شرمندہ ہوا۔

اسماعیلیہ کے مذہبی مناصب ومدارج ومراتب

شرح مواقف مین مذکور ہے کہ اس فرقہ کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر عصر مین واسطے
ہدایت لوگونکے سات آدمیون کا ہونا ضروری ہے ایک امام کہ جانب غیب سے
اوسکو علم اور احکام بے واسطہ پہنچتے ہین اور سلسلہ علوم کی انتہا اوسکی
ذات ہوتی ہے دوسرا حجت کہ امام سے حاصل کرکے دوسرے آدمیونتک
پہنچاتا ہے تیسرا ذو مصہ یہ حجت سے علم حاصل کرتا ہے چوتھا داعی اکبر
یہ مومنون کے درجات کو بڑھاتا ہے اور امام اور حجت کے نزدیک اونکو
ترقی دیتا ہے۔ پانچوان داعی ماذون یہ طالبین سے عہد وپیمان لیکر امام کی
بیعت مین داخل کرتا ہے اور لوگون کو علم ومعرفت سکہاتا ہے چھٹا مکلف
یہ شخص اگرچہ بڑے درجے کا آدمی ہوتا ہے لیکن اسکو دعوت کا اذن نہین ہوتا
اس کا صرف یہی کام ہے کہ غیر مذہب والے کے عقائد مین بحث اور دلیل کے
ساتھ شبہات ڈالدے اور اوسکے احتمالات کا جواب دے اور جب وہ متحیر
ہوکر طلب حق کی درخواست کرے تو یہ داعی ماذون کو بتا دیتا ہے کہ اوس آدمی
کے پاس جاؤ اوس سے یہ مقصد بخوبی حاصل ہوجائیگا۔ پھر داعی ماذون
اوس سے عہد وپیمان لیکر ذو مصہ کے حوالے کردیتا ہے۔ اگر طالب کی استعداد
ذو مصہ کے مبلغ علم سے بڑھکر ہوتی ہے تو وہ حجت کے پاس پہنچا دیتا
ہے۔ کیسے ہی حجت امام کے پاس اگر موجود ہو ساتوان مومن
اسماعیلیہ کے وظائف اور کمالات دعائیہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ

ہر امام کے تھے باب اور حجت اور داعی ہوتے ہیں اور داعی کی [illegible]
ماذون اور مکاسر وغیرہ کام کرتے ہیں - اور باقی مومنین کا گروہ ہوتا ہے
جو دعوت قبول کرتے ہیں -

بوہرہ کی وجہ تسمیہ

یہ ایک اسماعیلی المذہب قوم ہے ابجد العلوم اور سبحۃ المرجان میں لکھا ہے کہ بیوہار
ہندوستانی زبان میں تجارت کو کہتے ہیں اور بوہرہ کے معنی تاجر ہیں اور بیوہرے
راے مہملہ کسور دیا ہے مجہول سے تجارت کے معنی میں اس لفظ کی جمع ہے چونکہ
یہ ساری قوم تجارت پیشہ ہے اسلئے بوہرہ کہلاتی ہے اور اسیوجہ سے یہ لوگ
مرفہ حال کے ساتھ رہتے ہیں اور راس مالا کے مترجم گجراتی میں بوہروں کے
حالات میں لکھا ہے چونکہ ان مسلمانوں نے عربستان کے ساتھ بیوپار جاری
کیا جس سے وہ بیوپاری یعنی بوہرے کہلاتے ہیں -

بوہروں کا حسب و نسب

بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ جب سلطان صلاح الدین کی کوشش سے
ملک مصر سے [illegible] مذہب کا زور گھٹ گیا تو اکثر وہاں اسماعیلیہ اپنے داعی کے ساتھ
ملک مصر اور افریقہ سے نکل کر چند سے یمن میں رہے چونکہ وہاں شہر حراز میں قدیم سے
ان کا داعی موجود تھا اس لئے ہندوستان کو چلے آئے اب گجرات دکن
مالوہ - کوٹہ اور راجپوتانہ میں بوہرہ کے نام سے مشہور ہیں - انکے داعی سابق
میں احمد آباد - ملک گجرات اور برہانپور ملک خاندیس اور اوجین ملک مالوہ
میں رہتے تھے - اب کئی پشت سے بندر سورت میں رہتے ہیں اور وہی انکا
روپیہ کے ذریعہ سالانہ قوم بوہرہ سے انہیں ملتا ہے - امیرانہ ٹھاٹھ سے
بسر کرتے ہیں -

قاضی نور اللہ شوستری اثنا عشری نے جو سنہ ۱۰۱۹ ہجری میں مقتول ہوئے
مجالس المومنین کی جلد اول میں لکھا ہے کہ اس زمانے سے تخمیناً تین سو برس

بنیتر ایک فاضل ملا علی نامی کی ہدایت سے یہ لوگ مسلمان ہوئے ہین - ملا علی کی قبر کھنبایت مین ہی قاضی صاحب نے نام کے لکھنے مین غلطی کی صحیح نام عبد اللہ ہے نہ علی -

انگریزی بعض کتب تواریخ مین بھی لکھا ہی کہ بوہرے اصل مین ہندو تھے اسکی تصریح کتاب گجرات اینڈ گجراتی مولفہ بہرامجی ملباری کے صفحہ ۲۴۹ کے نوٹ مین مندرج ہے - کہ بوہرے دراصل ہندو تھے - اور کسی قدر ہندون کے رسم ورواج اور عقیدے پر ابتک وہ چلتے ہین - راس مالا کے ترجمہ گجراتی کی جلد اول کے صفحہ ۱۵۰ مین لکھا ہی کہ بہاٹ لوگ کہتے ہین کہ احمد شاہ نے برہمنون اور مہاجنون کو مسلمان بنایا تھا وہ بوہرے بن گئے - اور پریچنگ آف اسلام مولفہ آرنلڈ کے ۲۲۵ مین لکھا ہے کہ محمود بیگڑہ کے عہد مین جسکی حکومت ۱۴۵۹ء سے ۱۵۱۱ء تک گجرات مین رہی ہی بوہرونکی جماعت اسلام لائی ہے اور بارہوین صدی اور چودہوین صدی عیسوی مین غالباً مسلمان ہوئے ہونگے - کیونکہ شمالی گجرات کے ہندو راجہ انہل واڑے والے شیعہ واعظونکے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے - اور غالباً انکی کوششون مین وہان اسلام پھیلا ہوگا انہل واڑے کو عربی وفارسی زبانونکے مورخ نہروالہ لکھتے ہین - اور تاریخ فرشتہ کے مقالہ چہارم مین سلطان مظفر گجراتی کے حالات مین لکھا ہے کہ نہروالہ پٹن کے نام سے مشہور ہی - اور پیران پٹن اور پاک پٹن بھی اسی کو کہتے ہین بعض کتابون مین لکھا ہے کہ نہروالہ منسوب ہی نہروال بن ہندو کی طرف حکیم زخمی کا شعر ہے ؎

چو نہروالہ کہ اندر دیار ہند ہمہ ٭ ز نہروالہ ہمی کرد بر شہان مفخر

پٹن شہر ملک گجرات مین واقع ہی - سائیکلو پیڈیا آف انڈیا کی جلد اول کے صفحہ ۴۰۳ مین لکھا ہے کہ ولسن صاحب تحریر کرتے ہین کہ بوہرون کی بنیاد گجرات مین ہوئی ہے اور اب پایا جاتا ہے کہ وہان ہندؤن کو مسلمان بنا لیا گیا ہے مگر لیا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سندھ کی طرف سے آئے ہوئے ہین -

ایک فاضل بوہرے نے جنکا نام عبد العلی سیف الدین ہی اور سیفی تخلص ہے

اور ۲۲ ذیقعدہ سنہ ۵۳۲ ہجری کو وفات پائی ہی اور رتبہ دعوت پر بھی فائز ہوئے تھی
ایک کتاب زبان عربی مین بنائی ہی اوس کا نام مجالس سیفیہ ہے اور ۲۲ ذیقعدہ
سنہ ۵۲۴ ہجری کو یہ کتاب تمام ہوئی - اوس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ بوہرے
ہندو سے مسلمان ہوئے ہین -

راجہ سدھ راو جی سنگھ والی گجرات اور اوسکے وزیر بھارمل اور دوسرے ہندوون کا اون مولائی عبداللہ کے ہاتھ پر مسلمان ہونا جو حضرت مستنصر کے حکم سے ہندوستان مین اشاعت اسلام کے لئے آئے تھے

مجالس سیفیہ کی نوین مجلس مین اسطرح مذکور ہے کہ شیخ آدم صفی الدین نے کہا ہے کہ مستنصر باللہ نے اپنے پاس مصر کے دو آدمی بنائی اونمین سے ایک کا نام عبداللہ اور دوسرے کا نام احمد تہا - اور اون کو داعیان یمن کے پاس بھیجا اور اون کو حکم دیا کہ ان دونون کو ہندوستان کی طرف روانہ کر دیا جائے حسب الحکم وہ دونون یمن سے چلکر سندہ مین آئے اور شہر کھنبایت کے ساحل پر اترے - یہان کا راجہ ایک بیجہ راجپوت تھا جس کا نام سدھ راو جی سنگہ تہا - تمام ملک گجرات اوسی کے زیر نگین تہا اور دار الحکومت اوس کا شہر پٹن مین تہا - سدھ راو کے وزیر کا نام بھارمل تھا - (اس لفظ مین باے موحدہ مفتوح کے بعد ہاے ہندی ہے اور راو کے بعد الف ساکن اور راے مہملہ موقوف اور میم مفتوح اور لام ساکن) اور وہ بھی راجپوت تھا اور عقیل اور مدبر آدمی تہا تمام ملک کی عنان حکومت اوس کے قبضۂ اقتدار مین تھی - اور ہر

استقلال سے کام چلاتا تھا سدھ راوبھے سنگھ نہایت متعصب تھا مسلمانون
... دلی بغض رکھتا تھا۔ جو مسلمان اوس کے ہاتھ لگتا اوسکو قتل کرا دیتا
اسلام کا سخت دشمن تھا اور ہندو کی بڑی عقیدت کے ساتھ پرستش کرتا تھا۔ پھر
صورت شیخ عبداللہ مین سے [illegible] زبان ہندی سیکھ کر آئے تھے۔ اور کفنیات کو ساتھ
[illegible] اور اونکو اپنی جان کا بہت اندیشہ تھا خوف و رجا کی حالت مین رہی
اور ساحل کے باغون مین چھپے رہتے۔ ایک روز سمندر کی طرف اون کا گذر
ہوا ایک آدمی سے اپنی عورت کے ساتھ رو رہا تھا۔ عبداللہ اون کے پاس گئے
اور باعث دریافت کیا تاکہ [illegible] جواب دیا کہ ...... پانی تو اس کنوین مین تھا۔
لیکن چند روز ہوئے کہ وہ سوکھ گیا ہے عبداللہ نے کہا اب تم کہا [illegible] وہ
کنوان کہان ہی اون دونون نے کہا کہ وہ ان [illegible] کیا اگر [illegible] کیا تم اون مین
پھر پانی نکال سکتے ہو عبداللہ نے جواب دیا نہین لیکن اللہ تعالی قادر ہی
اور جو چاہے کرے اور اوس کا حکم ٹل نہین سکتا۔ پھر عبداللہ نے
اون دونون سے کہا کہ اگر خدا تعالے اس وقت اس کنوین مین پانی سے
تم پر اپنا احسان کرے تو اسوقت تم دونون میرے ہاتھ پر مسلمان ہو جاؤ گے
اور میرے رب پر ایمان لاؤ گے دونون بولے ہان جو تم کہتے ہو اگر اللہ کوئی
تو ہم وہی کریں گے جو تم کہتے ہو۔ پس عبداللہ کنوین مین اوترے اور اوسکی تہہ مین
زبان [illegible] جو اونکی [illegible] تہا [illegible] پانی [illegible] ہو گیا۔ [illegible]
باہر نکل آئے اور پانی کنوین سے باہر ابلنے لگا۔ یہانتک کہ بھر گیا۔ اور دونون
عورت و مرد یہ حال دیکھ کر مسلمان ہو گئے اور ایمان لائے اور عبداللہ نے
جو کچھ اون سے کہا قبول کیا مرد کو [illegible] اکیلا اور عورت کو [illegible] کہنے لگی
کہتے ہین۔ عبداللہ ان دونون کے پاس ٹھہرے رہے۔ دونون انکی
خدمت و حفاظت کرتے تھے یہانتک کہ [illegible] سے محبت پیدا ہو گئی۔ اور
دونون سے عبداللہ نے زبان ہندی کی تکمیل و ترقی کی پھر اس کے اون
دونون سے ظاہر کیا کہ مین اسلئے بھیجا گیا ہون کہ سندھ مین اسلام ظاہر کرون۔ اور
اہل ہند کو ایمان کی طرف دعوت کرون [illegible] اس بارے مین مشورہ کیا دونون نے

جواب دیا کہ یہ جو تم چاہتے ہو اوس وقت تحقیق ممکن ہوگا کہ جب کوئی ایک
شخص ہند کے راجاؤں اور رایوں میں سے مسلمان ہو جاوے اور اس ملک میں
تمھاری کوشش سے اوس وقت نفع ظاہر ہوگا جب راجہ کا ذخیرہ تمھارے قابو
میں آجاوے اور ہمارے بڑے بیٹے پوجاریوں میں سے ایک شخص سے ساتھ
بہت عقیدت رکھتا ہے اور اوس کی بزرگی کا معترف ہے اور بچپن سے سر پیچھے میں
اوسکا ہے اور اسکی قدمبوسی کے جایا کرتا ہے اور اوس کے حکم سے سرمو اختلاف
نہیں کرتا بہت مانتا ہے اور اسکی رائے پر چلتا ہے۔ پس اگر تم اوس پوجاری کے
پاس پہنچ جاؤ اور وہ تمھارے ہاتھ پر ایمان لے آئے تو جو کچھ تم چاہتے ہو
اوس کا ظہور ممکن ہے۔ شیخ عبداللہ اس مشورے کے بموجب روانہ ہوئے اور
شہر کہنبایت میں پہنچے اور اوس صورت سے سندھ تک چلے گئے جہاں وہ
پوجاری رہتا تھا اور وہ لڑکوں کو پڑھاتا تھا اور کلو (کہہ) کھلو (آکھ)
کے حرف بتاتا تھا۔ شیخ صاحب یہ سنکر کہنے لگے کہ پنڈت جی ایک عجیب بات
تمھاری تعلیم میں دیکھی کہ تم سکھاتے تو ایک حرف ہو اور بولتے ہو چار حروف —
پنڈت اونکی بات سنکر متحیر ہوا اور کیفیت اس کی دریافت کرنے لگا اونھوں نے
خلوت کا اشارہ کیا پس خلوت میں جا کر اوس کے ساتھ بات چیت کی کہ جس سے
اوس کا دل اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور جبکہ وہ اونکی طرف مائل ہو گیا۔ اور گڑگڑا کر
گفتگو کرنے لگا تو اوس کو راز سے تنہائی میں آگاہ کیا اور کہا کہ تم ہندی میں کہتے
ہو ایک حرف ک (کہہ) اور پڑھتے ہو چار حروف گو وہ تین کاف ہیں اور
ہاوت کے دو پس ان میں پہلے دونوں کاف ہر دو اصل روحانی کی نشانی ہیں
اور وہ ایک سے ہیں اور دونا عقل ہے اور تیسرا ہات اور وہ ہر دو اصل جسمانی
کی نشانی ہیں اور دونوں کے درمیان ایک نسبت ہے [illegible]
اور [illegible] ہے ایک [illegible] اور دوسرا ساکن اور دلیل
اس بات [illegible] دونوں [illegible] اور [illegible] قسم کی
باتیں ہوتی رہیں یہاں تک کہ پنڈت عبداللہ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اور
ایمان لایا پھر عبداللہ اوس کے پاس کچھ دن رہے اور اوسکی تعلیم و ادب

و تہذیب مین سرگرم رہے اور سمجھاے کہ بھاریل کو اس راہ پر لے آوے وہ پوجاری
عبداللہ کی راے پر عمل کرتا رہا جب بھاریل اوسکے پاس آتا خلوے مین باتین
کرتا بتون کے نقص اور اونکی عبادت کے عیوب اوس کے سامنے بیان کرتا۔
جب اوس کے کلام نے اثر کیا تو بھاریل دین اسلام کی تعظیم و تکریم کرنے لگا
وہ ہمیشہ شرف اسلام بیان کرتا تھا۔ بھاریل وزیر اوسکی مراد اوسکی جانب اسلام
سمجھ گیا اور کہنے لگا کہ آپ صاف صاف بیان کیجیے کہ اگر آپنے اپنا دین قدیم
ترک کیا ہے اور اوس کے سوا اور دین اختیار کیا ہے تو مین بھی آپکے ساتھ ہون
جس دین پر آپ ہین جبکہ نوبت یہانتک پہنچی اوس کی آپنے بھائی بھاریل کے سامنے
اوس پنڈت نے اپنا حال بیان کیا اور عبداللہ کا اظہار کیا یہانتک کہ
بھاریل داخل اسلام ہوا اور اوسی نے عہد لیا۔ بھاریل مومن مخلص ہو گیا۔
اور ایمان پوشیدہ رکھتا تھا۔ اور جب کہ نماز پڑھتا تھا اور دشمن سے مخفی
آتا جاتا رہتا تھا اور پنڈت کے پاس چھپکر عبداللہ سے مخفی وہ دین اسلام
اور اخلاق ایمان اور علوم آئمہ آل محمد علیہم السلام سیکھا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ
اوس کا دین اسلام مین آجانے کے حال سے اوس کا ایک خدمتگار واقف
ہو گیا۔ اور سیدھ راو جے سنگھ سے یہ سارا حال بیان کر دیا راجہ نے کہا
کہ اگر مین اوس کو اپنی آنکھ سے نماز پڑھتا ہوا دیکھ لون تو جیسا کہ اور لوگون کے
ساتھ کیا جاتا ہی اوسکو ویسی ہی سزا دون پھر جاسوس بھیجا جو ایسے وقت مین راجہ
کو لاے کہ بھاریل نماز پڑھ رہا تھا۔ بھاریل نے جب یہ بات دیکھی کہ راجہ یہان
آیا ہوا ہے اوٹھ کھڑا ہوا اور سلام کیا۔ راجہ نے کہا اے بھاریل یہ جو تم
کر رہے تھے بڑی بات ہی۔ وزیر نے عرض کی کہ یہ جو کام مین کر رہا تھا کوئی
ایسی چیز نہین ہی جو میرے خلاف حضور سے عرض کیا گیا ہے بلکہ مینے
اسوقت ایک سانپ دیکھا تھا کہ نکل کر اس صندوق کے تلے چلا گیا جو میرے
پاس رکھا ہوا ہے۔ بس مین کھڑا ہوا اوسے ڈھونڈھتا رہا۔ پھر جھک کر
دیکھنے لگا تو بھی نہین پایا۔ پھر زمین پر سر لگا کر دیکھتا تھا کہ شاید نظر آجاے
راجہ نے اوس صندوق کے نیچے سانپ کو ڈھونڈھنے کا حکم دیا تاکہ

اوس کے نیچے سے ایک سانپ بل کھاتا ہوا نکل آیا راجہ نے بھارمل کی بات
کو سچ جانا اور جیمل خود جھوٹے بنے اور بھارمل کی آبرو خدا نے بچالی۔
اور اوسپر وثوق زیادہ ہوگیا اوس مندر میں ایک لوہے کا ہاتھی تھا معلق
بلا تعلق نیچے سطح سے اور بڑے بت کے بعد اوسکی تعظیم و تکریم کی جاتی تھی۔
اور راجہ سدھ راؤ جے سنگھ ہر سال اکثر تہ کھنبایت میں زیارت کے لئے
آکر بڑے بت کی پوجا کرتا تھا۔ جو قربانیاں ممکن ہوتی تھیں چڑھاتا تھا ایک
سال جبکہ راجہ کھنبایت میں آیا اور یہ ارادہ کیا کہ صبح کے وقت بت کی زیارت
کے لئے مندر میں جاوے عبداللہ نے پوجاری سے کہا کہ راجہ سے جاکر
کہہ کہ شب کو ہاتھی نے مجھ سے خواب میں بیان کیا کہ مدت دراز سے معلق ہوں
بغیر سہارے کے کھڑے کھڑے اوکتا گیا ہوں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ ایک
پاؤں زمین پر ٹیک دوں یہ بات سنکر راجہ اور اوس کے ساتھی متحیر ہوئے
جب رات ہوئی تو عبداللہ اوٹھکر ہاتھی کے پاس گئے اور بغور دیکھا تو وہ
ہوا میں معلق پایا گیا۔ اور اوس کے چاروں طرف سطح میں سنگ مقناطیس
مرصع جڑا ہوا تھا اور ہر سنگ اپنی طرف کھینچے ہوئے تھا۔ بس ایک پتھر جو
ایک پاؤں کے مقابل تھا اوکھیڑ لیا۔ ہاتھی نے ایک پاؤں زمین پر ٹیک دیا
جب صبح ہوئی یہ خبر لوگوں میں منتشر ہوئی اور ہجوم عام ہوا۔ راجہ نے سنا تو
حیرت و غم میں گرفتار ہوا۔ پھر کئی روز بعد عبداللہ نے پوجاری سے کہا کہ
پھر جا اور راجہ سے کہہ کہ ہاتھی چاہتا ہے کہ دوسرا پاؤں بھی زمین پر ٹیکے
اور ویسا ہی کیا جیسا کہ پہلے کیا تھا یعنی شب کو زمین چاروں طرف سے پتھر
اوکھیڑ ڈالے یہانتک کہ وہ ہاتھی چاروں پاؤں سے زمین پر آرہا
اور راجہ کو نہایت غم و الم اور حیرت و استعجاب ہوئی بعض آدمیوں نے
راجہ کو خبر دی کہ پوجاری نے اپنا دین ایک عرب مسلمان کے لئے جو چند روز
سے اوس کے پاس ٹھیرا ہوا ہے تبدیل کر ڈالا ہے۔ عرب اور بدبخت دونوں نے
یہ کچھ کرتب کیا ہے۔ راجہ سنکر پوجاری اور عبداللہ پر نہایت غصہ ہوا
اور گرفتار کرنے کے لئے سپاہی بھیجے۔ اوسوقت عبداللہ ظاہر ہوئے

ار سند کی سیڑھیون پر جا بیٹھے اور کچھ آیات و ادعیات پڑھتے ہیں۔ جب
لشکری اونکے قریب پہنچے تو پھر آگے نہ بڑھ سکے سپاہی اونکی طرف دیکھتے تھے
اور بڑھ نہ سکتے تھے۔ بلکہ بھاگ گئے تھے۔ جب یہ خبر راجہ کو پہونچی تو خود
نکلے جب اتنے قریب پہنچ گیا کہ شیخ عبداللہ اچھی طرح نظر آنے
لگے تو پاؤن اوس جگہ جم گئے اور پاؤن میں آگ بھڑک اوٹھی۔ راجہ نے
اس حالت سے فریاد کی اور توبہ کر کے عہد کیا کہ مین تمہارے دین میں داخل
ہوتا ہون۔ عبداللہ نے اوس پر نظر رحمت کی تو گویا راجہ اور اوس کے ساتھی
زنجیرون سے آزاد ہو گئے۔ اب راجہ شیخ صاحب کے پاس آیا اور اون کا
حال پوچھنے لگا۔ عبداللہ نے کہا کہ اے راجہ اگر یہ مورت جسکی تو پوجا
کرتا ہے مجھے میرے سامنے ذلیل ہو کر میری خدمت کرنے لگے تو تو اسلام
لا کر میرے دین میں داخل ہو جاوے گا۔ جواب دیا جو کچھ [illegible] ہو کر
دکھاوے گے تو ایسا کرون گا۔ عبداللہ نے کہا واللہ علی ما نقول وکیل
(یعنی جو کچھ ہم کہتے ہیں خدا اوس پر مختار ہے) تو راجہ کی [illegible] کو دیکھ کر
فرمایا او ملعون اوٹھ اور میرا [illegible] تالاب سے [illegible] اور [illegible]
لوٹ آ۔ بس یک بیک بحکم خدا وہ بت [illegible]۔ اور جواب دیا لبیک
وسعدیک اور ڈول اٹھا کر تالاب پر گیا۔ اور اوس میں تمام پانی جو
تالاب میں تھا بھر لیا اور تالاب کو [illegible] یہانتک کہ مچھلیان تڑپنے
لگیں اور ڈول بھر کر عبداللہ کے پاس لا رکھا۔ لوگون نے شور و غل
مچایا کہ جاندار بغیر پانی کے فنا ہو جائینگے۔ اور [illegible] کرنے لگے [illegible]
اور جاندارون پر رحم فرما کر بت کو حکم دیجئے کہ پانی پھر تالاب میں چھوڑ دے
چنانچہ اونہون نے حکم دیا بت نے پانی ڈال دیا۔ اور تالاب بھر گیا۔
شیخ عبداللہ کی یہ کرامات دیکھ کر بہت [illegible] ہوئے۔
مقدر [illegible] مسلمان ہوئے اونکی تعداد ایک سو سے زیادہ [illegible] تھے
غرضکہ اس کارروائی کے بعد شیخ محمد اللہ [illegible] ایمان
بھی بہت آدمی مسلمان ہوئے۔ اور سید [illegible] نے بھی بہت سے آدمی

دست کی سپر ہو نہیں چڑھ گئے تھے اور کچھ آیات و ادعیات حرز پڑھتے تھے۔ جب
لشکری اونکے قریب پہنچے تو پھر آگے نہ بڑھ سکے سپاہی اونکی طرف دیکھتے تھے
اور بڑھ نہ سکتے تھے۔ بلکہ بھاگ گئے تھے۔ جب یہ خبر راجہ کو پہنچی تو خود
لشکر لیکر چلا جب اتنے قریب پہنچ گیا کہ شیخ عبد اللہ اچھی طرح نظر آنے
لگے تو پاؤن اوس جگہ جم گئے اور آنکھون میں آگ بھڑک اوٹھی۔ راجہ نے
اس حالت سے زیادتی اور توبہ کرکے عہد کیا کہ مین تمھارے دین میں داخل
ہوتا ہون۔ عبد اللہ نے اوس پر نظر رحمت کی تو گویا راجہ اور اوس کے ساتھی
زنجیرون سے آزاد ہو گئے۔ اب راجہ شیخ صاحب کے پاس آیا اور اون کا
حال پوچھنے لگا۔ عبد اللہ نے کہا کہ اے راجہ اگر یہ کرامت جسکی تم پوجا
کرتے ہو مجھے میرے سامنے ذلیل ہو کر میری خدمت کرنے لگے تو تم اسلام
لاکر میرے دین میں داخل ہو جاؤ گے۔ جواب دیا [illegible] دیکھ کر
دکھا دو گے تو ایسا کرون گا۔ عبد اللہ نے کہا واللہ علی ما نقول وکیل
دیکھی جو کچھ ہم کہتے ہین خدا اوس پر مختار ہے) اور راجہ کی [illegible]
فرمایا او ملعون اوٹھ اور میرا قول [illegible]
[illegible] ایک تھکا ہوا [?] [illegible] اور جواب دیا لبیک
[illegible] اور دوڑ آیا [illegible] تالاب پر گیا۔ [illegible] پانی [illegible]
تالاب میں تھا بھر لیا اور تالاب کو [illegible]
[illegible] اور دوڑ کر عبد اللہ [illegible] لوگون نے [illegible]
[illegible] پانی [illegible]
اور جانا [illegible] تالاب میں [illegible]
جیسا کچھ اونھون نے [illegible] اور تالاب [illegible]
شیخ عبد اللہ کی یہ کرامات [illegible]
مسجد [illegible] مسلمان ہوئے [illegible] زیادہ [illegible]
غرضکہ اس کا [illegible] شیخ محمد اللہ [illegible]
بھی بہت آدمی مسلمان ہوئے۔ اور [illegible] بھی بہت سے آدمی

سامان ہوتے ۔ بعد اسکے شیخ عبداللہ بہارمل کے بیٹے یعقوب
کو علم دین سکھایا اور موت کے وقت اون کو اپنا جانشین کیا یعقوب سنہ ۔۔۔ سے
داعی رہے پہر یعقوب نے اپنے چچا تارمل (ثلاثے فوقانی اور رای مہملہ
موقوف) کے بیٹے فخرالدین کو باگڑہ (باے موحدہ اور کاف فارسی مفتوح
اور رائے ثقیل سے) مین جو راج ڈونگرپور ملک راجپوتانہ مین واقع ہے بہیجا۔
اور وہان اسلام قایم ہوا۔ اور فخرالدین (۲۷ محرم کو) کفار کے ہاتھ سے باگڑ
مین شہید ہوکر او نکا گلیا کوٹ (کاف فارسی مفتوح لام ساکن یای
تحتانی مفتوح الف ساکن کاف تازی مضموم واو مجہول تاے ثقیل موقوف
سے) مین مدفون ہوے اونکی قبر بوہرون مین زیارت گاہ عام ہے یعقوب
نے داعیان یمن کے اذن سے ہندوستان مین کار دعوت انجام دیا۔
اور وفات کے وقت اپنے بیٹے اسحاق کو اپنا جانشین کیا اسحاق نے
اپنے بیٹے علی کو اپنا قایم مقام بنایا ۔ علی بن اسحاق نے ملا آدم اور پیرحسن
اور اپنے فرزند داود کو علم الکتاب سکہایا مگر ملا آدم کو احمدآباد پیرحسن کو سدھپور
بہیجا اور داود کو اپنے پاس کہنبایت مین رکہا اور وفات کے وقت پیرحسن کو اپنا جانشین
کیا اور پیرحسن (۲۳ محرم کو شہید ہوتے وقت) اپنا جانشین ملا آدم کو کرگئے ۔ بعد
ملا آدم نے اپنے بیٹے ملا حسن کو اپنا جانشین کیا ۔ ملا حسن نے اپنے فرزند
ملا راجح کو اور ملا راجح نے اپنے بیٹے ملا جعفر کو اپنا قایم مقام بنایا جہانتک
داعیان گجرات داعیان یمن کے تابع رہے ۔ ملا جعفر کے زمانے مین یمن کی
دعوت عظمی کا رتبہ منتقل ہوکر ہندمین داعی یوسف پر آگیا ۔ اور داعی ملا
جعفر داعی یوسف کے نائب ہوگئے ۔

کتب تواریخ سے مجالس سیفیہ کی حکایت صدر کا مقابلہ

ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے جرنل جلد تین کے صفحہ ۲۸۰ سی بوہرون کی

ابتدا کے حالات راس مالا کے گجراتی ترجمے کے صفحہ ۱۴۵ مین اسطرح نقل کئے ہین
کہ یعقوب نامی ایک آدمی اپنے گھر کی فساد کی وجہ سے اپنا ملک چھوڑکر ۵۳۲ ہجری
مطابق ۱۱۳۷ء مین مصر سے کھنبایت کو آیا اوس کو مذہب والوہین سے ہندوستان مین
پہلا قدم رکھنے والا آدمی تہا اوسوقت مین اس مذہب کا سب سے بڑا ملاجو کہ یمن سے
یمن مین رہتا فاطمی (ذویب) بن موسیٰ نامی تہا۔ مصر مین خلیفہ مستنصر باللہ
کا عمل تہا اور سدراس سنگہ (سدہ راج جے سنگھ) ہندوستان مین بیان کئے گئے
کا راجہ تہا بہت سے ایسے ثبوت ملتے ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مستنصر
۴۸۷ ہجری مین مر چکے تھے اور اونکا لڑکا حافظ گیارہوان خلیفہ جس نے
۵۲۴ ہجری سے ۵۴۴ ہجری تک حکومت، حکمران تہا اُس وقت کے بارے مین گجرات کی
تواریخ کا سلسلہ کو گڑبڑ سے بہرا ہوا ہے۔ تو بھی اوپر کے وقت کے بیچ مین ملتا ہوا ہے
کیونکہ سدہ راج جے سنگہ کے جس نام سے بگڑا ہوا لفظ سدراس بنا ہوا معلوم
ہوتا ہے ۱۰۹۴ء (مطابق ۴۸۷ ہجری) مین اہل مہاراشٹر (پٹن) کا راجہ تہا
ان بیان کے بعد راس مالا مین اس قصے کو اس طرح پورا کیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ یعقوب کھنبایت مین آکر ایک مالی کے شامل رہا جسکو اوس نے اپنے مذہب
مین داخل کیا بعد اوس نے ایک برہمن کے لڑکے کو مسلمان کیا سدراس راجہ
اور اوس کے دو دیوان تارمل (تائے فوقانی سے) اور بہارمل دکہائی تھے وہ
کھنبایت کے ایک مندر مین اکثر جایا کرتے تھے۔ وہان پر ایک لوہے کا ہاتھی سنگ
مقناطیس کے زور سے لٹکا رکھا تہا۔ یعقوب نے اون پتھرون کو نکال ڈالا اور برہمنون کے
ساتھ بحث ہوئی جس مین بھی یعقوب جیتا۔ سدراس اور اوسکے درباریون کو ایسی
کرامت دکہائی جس سے اونہون نے اوس کا مذہب اختیار کیا۔ اور اونکی متابعت
دوسرے ہندوون نے بھی کی اور ان نومسلمون نے عربستان کے ساتھ بیوپار
جاری کیا جس سے وہ بیوپاری یعنی بوہرے کہلاتے ہے۔
اس قصے کے صحیح امور مین بہت گڑبڑ پائی جاتی ہے۔ سدراس سنگہ
واقع مین سدراجے سنگہ ہوگا۔ گجرات مین اس نام (سدراجے سنگھ)
سے سدہ راج جے سنگہ مشہور ہے۔ لیکن تارمل اور بہارمل یہہ

دو دیوان جو لکھے ہیں قیاس ایسا جاتا ہے کہ ویردھول[1] دا گھیلہ (دیکھیل) کے دیوان دو بھائی تیج پال اور وست پال[2] تھے۔ یہ وہی دو ہون تو ہون جن کو تاریل اور بھاریل مشہور کر دیا ہے۔ اور پھر کمار پال یا اجے پال کی باتیں جو دوسری جگہہ لکھی ہوئی ہیں۔ اور جنکے مطابق راجہ نے دوسرا مذہب اختیار کر لیا تھا سدھ راج جے سنگھ کی طرف منسوب کر دی ہیں کیونکہ یہ بات تحقیق ہے کہ سدھ راج نے اپنا مذہب نہیں بدلا تھا۔ بلکہ وہ ہندو مذہب پر مرا ہے۔

سدھ راج جے سنگھ کے مسلمانون کے ساتھ عدل وانصاف اور مہربانی کا ثبوت

سدھ راج جے سنگھ جسکو مجالس سیفیہ میں سدھ راو جے سنگھ لکھا ہے سولنکی راجپوت تھا اس کے حالات کتب تواریخ میں مفصل مذکور ہیں۔ گجرات اور مالوہ اور برہانپور اوس کے زیر نگین تھے۔ قلعہ بھروچ اوسی نے بنایا تھا۔ اور سدھ پور بھی اوسی نے آباد کیا ہے۔ اس راجہ کا نام جے سنگھ اور سدھ راج اس کا لقب تھا۔ سدھ بکسر سین کے کسرے سے کراماتی کو کہتے ہیں اور سدھ راج کے معنی اہل کرامات کا سردار اور پیشوا ہیں۔ کیونکہ وہ بڑا مذہبی آدمی تھا۔ اس راجہ کی حکومت کا زمانہ سمت ۱۱۵۰ بکرمی مطابق سنہ ۱۰۹۴ء موافق سنہ ۴۸۷ ہجری سے سمت ۱۱۹۹ بکرمی مطابق سنہ ۱۱۴۳ء موافق سنہ ۵۳۷ ہجری تک ہے۔ سمت ۱۱۹۹ بکرمی میں کمار پال اوس کا ایک رشتہ دار اوسکی جگہہ مسند نشین ہوا۔

جامع الحکایات سے الیٹ نے تاریخ ہندوستان کی دوسری جلد میں ایک قصے کا ترجمہ کیا ہے جس کی نسبت اوس کا مولف محمد عوفی کہتا ہے کہ میں نے اس قصے سے بہتر دوسرا قصہ نہیں سنا۔ محمد عوفی ایک دفعہ کھنبایت میں تھا جو سمندر کے کنارے پر

[1] واو مکسور اور یای معروف اور رای مہملہ کے وقف اور دال مہملہ مخلوط بہا کے فتحہ اور سکون سے ۱۲

[2] واو مفتوح سین و تاے فوقانی ساکن سے ۱۲

آیا ہو گو - اوس میں بہت سے سنی مسلمان رہتے تھے جو مذہب کے نہایت پابند اور
سخی سے تھے - وہان اوس نے سنا کہ یہ شہر (کھنبایت) گجرات کے راجہ جے سنگھ
کے قبضہ مین تھا جس کا دارالحکومت نہروالہ پٹن تھا اور اوس کے عہد مین یہان
آتش پرستون اور مسلمانون کی بڑی آبادی تھی - مسلمانون کی ایک مسجد تھی اوسکی
پاس ایک مینار بھی تھا - جسمین کھڑے ہو کر موذن اذان دیتا تھا - آتش پرستون
نے غیر مذہب والونکو مسلمانو نپر حملہ کرنے کیلئے بھڑکایا جنہون نے وہ مینار توڑ ڈالا
اور مسجد جلا دی اور اسی مسلمان مارے گئے - مسجد کے خطیب کا نام قطب علی تھا
وہ بچ کر نہروالہ کو گیا اور اوس نے تمام مظالم کی فریاد کی - راجہ کے درباریون مین
سے کسی نے اوس کے حال پر توجہ نہ کی اور نہ مدد دی ہر ایک درباری اپنے ہم مذہبون
کے بچانے کی کوشش کرتا رہا - قطب علی نے یہ سنا کہ راجہ شکار کو جانے والا ہے
وہ جنگل مین جا کر راجہ کی رہگذر پر ایک درخت کے تلے بیٹھ گیا جب راجہ ادہر
پہنچا تو قطب علی نے عرض کیا کہ آپ ہاتھی کو ٹھہرا کر میری جو شکایت ہے وہ سن لیجیے
راجہ نے ہاتھی روک لیا قطب علی نے ایک نظم جو ہندی کی شاعری مین بنائی تھی
اور اوس مین یہ تمام واقعہ لکھا تھا راجہ کے ہاتھ مین دیدی - راجہ نے وہ نظم
پڑھ کر اپنے ایک نوکر کو حکم دیا کہ قطب علی کو اپنے ساتھ حفاظت سے رکھے اور
جب مین کہون اوس کو دربار مین پیش کرے - اسکے بعد راجہ لوٹا اور اپنے نائب
کو بلا کر فرمایا کہ تمام ریاست کا کام تم کرتے رہنا مین تین روز کے لیے تمام کام
چھوڑ کر زنانے مین رہونگا - اس عرصے مین کسی ریاستی کام سے مجھے دق نہ کیا جاوے
اور اوسی شب کو راجہ ایک سانڈنی پر سوار ہو کر نہروالہ سے کھنبایت کو
راہی ہوا اور چالیس فرسنگ کے فاصلے کو ایک رات دن مین طے کیا اور سوداگر
کے بھیس مین شہر مین داخل ہوا - اور بازارون اور کوچون مین الگ الگ موقعون پر
ٹھہر کر قطب علی کی شکایت کے متعلق حالات ٹٹولتا رہا - راجہ کو خوب محقق ہو گیا
کہ مسلمانون پر بڑا ظلم ہوا ہے اور وہ قتل کیے گئے ہین - بعد اس کے ایک برتن
سمندر کا پانی بھر کر اور لیکر نہروالہ کو لوٹ گیا - جہان پر اپنی روانگی سے تیسری رات
کو پہنچ گیا تھا - اور صبح کو اوس نے دربار کیا - اور قطب علی کو بلا کر فرمایا کہ تم اپنا سارا

واقعہ بیان کر و اوس نے تمام وکمال حقیقت سنائی دربار کے گروہ کے غیر مذہبی آدمیون نے چاہا کہ اوس کو جھوٹا بنائیں اور دھمکائیں - اسپر راجہ نے اچھے پانی والے کو فرمایا کہ وہ پانی کا برتن حاضرین کو دیدے تاکہ وہ سب اوس مین سے پیوین ہر ایک شخص نے اوس کو پینا چاہا اور چکھکر چھوڑ دیا اور سمجھ لیا کہ سمندر کا پانی ہے پینے کے قابل نہین - اس کے بعد راجہ نے کہا کہ چونکہ اس معاملے مین جدا جدا مذہب والون کا ایک دوسرے سے تعلق تہا اسلئے مینے کسی پر بہروسا نکیا اور خود کھنبایت کو جاکر تمام حالات کی تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ مسلمانو پر بڑی الوان قسم جبر و ظلم ہوا ہے - پھر اوس نے کہا کہ میرا یہ فرض ہے کہ اپنی تمام رعایا کے حال کی نگرانی رکھون تا - اور ان کی ایسی حفاظت کرون کہ وہ امن کے ساتھ رہ سکین - اس کے بعد اوس نے حکم دیا کہ غیر مذہب والون یعنی برہمنون اور آتش پرستون اور دوسری ذات والون مین سے دو دو معزز آدمیون کو سزا دیجائے اور ایک لاکھ بالوترے (چاندی کا سکہ) اوس منار و مسجد کی دوبارہ تیاری کے لئے دئے - اور چار پارچے کا خلعت عطا کیا اس خلعت کے ٹکڑے اب تک حفاظت سے رکہے ہوئے ہین اور کسی بڑے تیوہار کی تقریب مین دکہائے جاتے ہین وہ مسجد و منار کچھ روز دن پہلے تک کھڑے تھے لیکن جب بالا (مالوہ) کے لشکر نے ملک نہروالہ پر حملہ کیا - اوس وقت مین وہ توڑ ڈالے گئے - سید شرف تمیم (تا سے فوقانی سے برو زن تکمین) نے اپنے خرچ سے اونھین پھر بنوایا - اور انکی بجائے چار منار تعمیر کرا دئے اور سونے کے کلس چڑہوا دئے ہین وہ اپنے مذہب کی اس عمارت کو غیر مذہب والونکے ملک مین چھوڑ گیا اور وہ عمارت اب تک موجود ہے - غرضکہ بقول محمد عوفی جے سنگہ ہندوستان کے اون زمانے کے والیان ملک مین سب سے بڑا اور نہایت مدبر تھا - وہ بڑی نرمی کے ساتھ حکومت کرتا تھا - اور دوسرے سردارونکو اپنے دباؤ مین رکھتا تھا - جامع الحکایات شمس الدین التمش کے وقت مین سنہ ۶۲۵ھ کے قریب بنی ہے -

ائمہ کی ترتیب

بوہرے مستنصر کے بعد مستعلی باللہ کو امام حق جانتے ہین مستعلی کے انتقال کے
بعد اونکے بیٹے آمر باحکام اللہ تخت سلطنت پر متمکن ہوئے ۴ ربیع الثانی سنہ ۵۲۴
ہجری کو آمر کے ہان بیٹا پیدا ہوا جن کا نام ابوالقاسم طیب رکھا اور جس مکان مین
اونکی ولادت ہوئی عین آرائی تھی اوس کا نام بیت حق معمور مقرر کیا گیا ۔ ۳۔ ذیقعدہ
سنہ ۵۲۶ ہجری کو آمر قاہرہ مین سر راہ زخمی ہوئے تو اپنی جانشینی کے لئے طیب
کے واسطے وصیت کی اور ابن مدین کو بلا کر تربیت کے لئے اونکے حوالے کیا
اور کہا کہ اپنے بیوہ ابنے وداع ابو علی کو باب مقرر کیجیو اور وصایا کر کے راہ مین آمر نے
رحلت کی اور امراے دولت طیب کو لیکر قاہرہ چھوڑ کر چلے گئے اور مستور ہو گئے
جب یہ خبر یمن مین پہونچی تو حرہ ملکہ اور داعی ذویب دعوت مین قایم ہوئے
اور طیب بن آمر کی بیعت لیتے رہے ۔ قاہرہ مین مسند نشین خلافت عبدالمجید ہوا
جس کا لقب الحافظ لامر اللہ تھا اور افضل بن بدر وزیر آمر نے قاہرہ کو خوب
لوٹا اور دین نواصب جاری کیا ۔ جیسا کہ مجالس سیفیہ مین لکھا ہے ۔ جو آدمی
امام مخفی و مستور اور اوس کے شیعہ کے درمیان مین سفارت کرتا ہے اوسے
باب کہتے ہین ۔

آمر کا شہید ہونا ۳ ذیقعدہ سنہ ۵۲۶ ہجری کو مجالس سیفیہ مین لکھا ہے ۔
اور دوسری کتب تواریخ مثلاً حبیب السیر تاریخ گزیدہ ۔ روضۃ الصفا ناظر
اور جنات الفردوس وغیرہ سے سنہ ۵۲۴ ہجری مین اون کا مقتول ہونا ثابت ہے
اور ابوالفدا سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۵۲۳ ہجری مین مارے گئے تھے ۔

بوہرے شیعہ مین سے اسماعیلیہ اور اسماعیلیہ مین سے مجیدیہ اور مجیدیہ مین
مستعلویہ اور مستعلویہ مین بھی خاص طیبیہ ہین اسلئے کہ تمام خلفاے مصر کو
جنہون نے حکومت مصر پائی امام نہین مانتے ۔ بلکہ اون مین سے آمر بن مستعلی
بزرگ جانتے ہین ۔ آمر کے بعد اونکے بیٹے طیب ابوالقاسم کو امام حق جانتے ہین
اور آمر کے بعد حافظ اور ظافر اور فائز اور عاضد کی امامت کے قائل نہین ہین
تو اونکے نزدیک یہ چارون خلفاے غاصب قرار پاے ہین ۔ کیونکہ خلافت
و امامت آمر کے بعد طیب کا حق تھا ۔ پس اونکے نزدیک جناب سرور کائنات

کے بعد وصی اور آئمہ کی ترتیب اسطرح ہے (۱) وصی حضرت علی (۲) امام حسن (۳) امام حسین (۴) امام زین العابدین علی (۵) امام محمد باقر (۶) امام جعفر صادق (۷) امام اسماعیل (۸) امام محمد (۹) امام عبد اللہ (۱۰) امام احمد (۱۱) امام حسین (۱۲) امام مھدی (۱۳) امام قائم (۱۴) امام منصور (۱۵) امام معز (۱۶) امام عزیز (۱۷) امام حاکم (۱۸) امام ظاہر (۱۹) امام مستنصر (۲۰) امام مستعلی (۲۱) امام آمر (۲۲) امام طیب۔

امام و داعی کے تقرر کا طریق

بوہروں کے نزدیک وجوب امامت کا طریق نص ہے۔ اسیطرح منصب کا حال ہے جو امام یا داعی اپنی حیات میں جسکے لئے اپنی قایم مقامی کی نص کردیتا ہے وہی اوس کا جانشین مانا جاتا ہے بس نہ کوئی اپنی مرضی سے اوس منصب کا دعوے کرنے سے حقدار سمجھا جاتا ہے اور نہ دوسروں کے انتخاب کو اس میں دخل ہے۔ اگر چند آدمی جمع ہوکر کسی شخص کو ...... کسی کی قایم مقامی کے لئے منتخب کرلیں اور اوسکے ساتھ بیعت کریں تو حقدار اور وارث جایز نہیں قرار پا سکتا۔ جب تک کہ اگلے کی طرف سے تخصیص نہ واقع ہو یہی وجہ ہے کہ آمر کے بعد ابو القاسم طیب کو تو امام سمجھتے ہیں کیونکہ انکے لئے آمر نے نص کی تھی اور حافظ وغیرہ کو امام نہیں مانتے۔ اور انکے نزدیک نص دوم نص اول کی ناسخ ہے۔ یعنی اگر امام ایکبار یہ نص کردے کہ میرے بعد فلان میرا جانشین ہوا۔ بعد اس کے پھر امام کسی دوسرے شخص کے لئے نص کردے تو دوسری نص واجب العمل ہے اور پہلی منسوخ ہے یہی وجہ ہے کہ نزار کو امام نہیں مانتے۔ اور مستعلی کو امام مانتے ہیں کیونکہ اول مستنصر نے نزار کی امامت کے لئے اپنے بعد نص کی بعد مستعلی کی امامت کی نص کردی۔ صبوری میں لکھا ہے کہ داعی صاحب جب مرنے کو ہوتے ہیں تو اپنی وفات سے قبل ایک تحریر میں اپنے جانشین کا نام لکھکر مسند کے نیچے رکھدیتے ہیں۔ اونکی وفات کے بعد لوگ اوس تحریر کو لیکر مطابق اوسکے

اوریں شخص کو داعی مان لیتے ہیں - اور جہانتک ہوتا ہی داعی سابق داعی لاحق
میں نفس و کمال کے اوصاف دیکھکر جانشینی کے لئے نامزد کرتے ہیں - اگر بیٹا
ایسا لائق نہین ہی جیسا کہ بھائی یا بھتیجا ہے تو بیٹے کو چھوڑکر بھائی یا بھتیجے
کا انتخاب کر لیتے ہیں -

آئمہ مستور

بوہرے امام جعفر صادق کے بعد چار اماموں کے مستور یعنی مخفی ہونے کے قائل ہیں
اور وہ چارون یہ ہیں - عبداللہ - احمد - حسین - اور طیب

حرۂ ملکہ کے اوصاف اور اون کے قائم مقام کا بیان

ابو الفدا نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ نام ان ملکہ کا سیدہ اور لقب حرہ تھا ان کے
باپ کا نام احمد بن جعفر بن موسیٰ صلیحی ہے سنہ ۴۴۰ ہجری مین پیدا ہوئی تھین اور
شہاب کی بیٹی اسما نے اونکی پرورش کی تھی سنہ ۴۶۱ ہجری مین اسما کے بیٹے احمد الملقب
بہ ملک مکرم بن علی قاضی محمد بن علی صلیحی نے جو صنعا مین سلطنت کرتا تھا اپنے
اپنا نکاح کیا تمام کام حرۂ موصوفہ انجام دیتی تھین احمد مکرم نے اپنی حیات مین
اونکو تخت پر بٹھا لیا تھا - حرۂ ملکہ انتظام سلطنت اور تدبیر ملکت اور لڑائیوں کا
انتظام کرتی تھین احمد مکرم کھانے پینے اور عیش و عشرت مین مشغول رہتا تھا -
سنہ ۴۷۷ ہجری مین احمد مکرم نے وفات پائی تو اوس کے چچا کا بیٹا ابو حمیر سبا بن
احمد بن مظفر بن علی صلیحی والی ریاست ہوا تمام عمر ریاست کرتا رہا یہانتک
کہ سنہ ۴۹۵ھ مین سبا نے انتقال کیا - یہ شخص صلیحیوں کا سب سے پچھلا بادشاہ [illegible]
اس کے عہد مین بھی سلطنت کے تمام امور حرۂ ملکہ ہی کے ہاتھ مین تھے
حرۂ ملکہ کے ایام حکومت مین ابن نجیب الدولہ سنہ ۵۱۳ ہجری مین مصر سے
آکر سلطنت پر قابض ہوگیا اور یمن کے بہاڑون مین پھرا رہا - یہان تک

کہ حضرت آمر باحکام اللہ والی مصر کے لشکر جرار نے اوس کے سرپر پہنچکر سنہ ۵۲۰ ہجری کے بعد ابن نجیب الدولہ کو گرفتار کرلیا۔ اوراب سلطنت ابن ذریع بن عباس بن کرم کے ہاتھ میں آگئی آل زریع کا نام آل معن ہے۔ اور یہ لوگ آل ذویب بہی مشہور ہیں۔ مگران تمام انقلابات مین حرۃ ملکہ کا اقتدار برابر قایم رہا۔ ان کے وقت مین ملک مفضل ابو البرکات بن ولید حمیری حاکم تعز کا کہنا سننا بہت چلتا تھا۔ بلکہ یہ شخص انکے سامنے احکام نافذ کرتا تھا مجالس سیفیہ مین حرۃ ملکہ کی بڑی تعریف لکھی ہے۔ کہا ہے کہ وہ علم تنزیل و تاویل و حدیث ائمہ و رسول مین متبحر تہین اور وا عیان زمان اونسے پس پردہ سے مسائل سیکھتے تھے اور احکام حاصل کرتے تھے اور مشکلات مین اونکے پاس رجوع کرتے تھے پس جس بات کے طالب ہوتے تھے اونکے پاس پاتے تھے اور اونکو علم زہد و ورع و عبادت کے ساتھ سیاست و تدبیر مین بھی کمال حاصل تہا۔ ملوک یمن اونکی گہند گی کے خواہان اور اہل یمن اونکی اطاعت مین یکزبان تھے۔ وہ اپنی حیات مین دعوت و حکومت پر اپنے مردان صاحب فضل کی وفات کے بعد قایم رہین اور اونہین کے عہد مین مستتر واقع ہوا یعنی طیب بن آمر مستور ہوے اور جب تک یہ ملکہ زندہ رہین انتظام مین کچہ خلل واقع نہین ہوا حرۃ ملکہ نے بانوے سال اور چہ ماہ کی عمر پاکر ۲۲ شعبان سنہ ۵۳۲ ہجری مین وفات پائی۔ مجالس سیفیہ اور صحیفۃ الصلوٰۃ کلان مین اسی طرح ہے۔ اور ابو الفدا نے اونکی وفات کا سال سنہ ۵۳۲ ہجری لکہا ہے۔ بہرصورت جامع ذی جبلہ مین بائین جانب قبلے کے مسجد کی ایک منزل مین مدفون ہوئین اونکی قبر آج تک زیارت گاہ ہے مسجد مذکور کی دیوار جانب قبلہ مین اونکے حکم سے تمام اماموں کے نام علی بن ابی طالب سے اونکی زمانے کے امام تک لکہے گئے ہین۔ حرۃ ملکہ کے لئے ائمہ طاہرین کے نزدیک مقام محمود اور مرتبہ عالی تہا اور خاصکر آمر باحکام اللہ نے اونکو اسطرح جلیے فضل سے مخصوص کیا تہا اور تمام آدمیون میں سے اونکے مرتبے کو بڑہا دیا تہا اونہین مقام نور حجاب اور بیت الستور کا حسین مین طیب ابی القاسم پیدا ہوے تھے باب مقرر کیا تہا اور آمر نے حرۃ ملکہ کو حکم دیا تہا کہ وہ طیب

ابی القاسم کی حالت ظہور ہین اور استتار کے بعد اونکی طرف دعوت کرتے ہین اور
دعوت کو اونکی طرف اور اون آئمہ کی طرف جو اونکی اولاد سے ہونگے برابر جاری
رکھتے ہین پس حرہ ملکہ کو جس بات کے لئے اون کے مولا نے حکم دیا تہا اوسپر مستعد
اور قایم رہتین - داعی عماد الدین ادریس بن حسن نے کہا ہے کہ حرہ ملکہ نے
داعی ذویب بن موسے کو اپنا قایم مقام کرکے اور دعاۃ یمن کا اونکو قدوہ بنا
کے اور داعی خطاب کو اونکا معاون کرکے دنیا سے رحلت کی - پس وہ دونون
طیب بن آمر کی وفات و حیات مین اونکی دعوت کرتے رہے اور قواعد دعوت
کو بلند کیا اور طیب کے نشان اور داعی ذویب **دعاۃ مطلقین**
مین سے یمن و مضافات و جزائر یمن مین پہلے ہین - طیب کے استتار کے بعد اور
داعی یحیی بن لمک نے بھی اونکے لئے رتبہ تسلیم کیا تہا - داعی ذویب داعی لمک
کے شاگرد تھے اور داعی لمک المؤید فی الدین شیرازی سے علم تحصیل
کیا تھا -

متفرق داعیونکا بیان

خلفاے مصر سے بیشتر اسماعیلیہ کے پاس سواے کتاب البیان باطنیہ مولفہ
غیاث کے اور کوئی کتاب نہتی جب مہدویہ نے مصر اور افریقہ پر تسلط حاصل کیا
تو اونکے خاندان مین بڑے بڑے علما صاحب تصانیف اور داعی پیدا ہوے
جیسے نعمان بن محمد بن منصور قاضی اور علی بن نعمان اور محمد بن نعمان اور عبد العزیز
اور محمد بن نسیب عقیلی اور ابو الفتوح رضوان اور محمد بن عمار کتامی الملقب
بہ امام الدین وغیرہ خاصکر مستنصر کے عہد مین عامر بن عبد اللہ رواحی یمنی
اور علی بن قاضی محمد صلیحی یمن کا قاضی زادہ یہ دو بڑے بڑے داعی تہے یہانتک
کہ علی بن محمد نے سنہ ۴۲۹ ہجری سے یمن مین ایسا قدم جمایا اور سے نجاح رئیس
تہامہ کو زہر دلوا کر سنہ ۴۵۳ ہجری سے دو برس کے عرصے مین یعنی سنہ ۴۵۵ ہجری
تک سارے قلمرو یمن کا بتدریج مالک ہوگیا - اور اہل یمن کو مذہب مہدویہ
مین کیا - یمن مین قوم بنی یام اور قوم بنی ہمدان اسماعیلی المذہب ہین علی بن

محمد صلیحی ابتدا میں سنی المذہب تھے عامر بن عبد اللہ سواحی کی کوشش سے شیعہ اسماعیلی ہوگئے تھے۔[1] اور انکے بیٹے احمد بن علی بن محمد صلیحی دونوں یمن کے حکمران بھی رہے اور بعد انکے اور بڑے بڑے داعی بھی گذرے ہیں جیسے صالح بن رزیک ارمنی وزیر فائز بن ظافر اور فقیہ عمارہ یمنی صاحب تاریخ یمن بھی باطن میں شافعی تھا اور ظاہر میں مہدویہ کا داعی حسین بن سید سعد بن حسن بن علی بن سینا المعروف بہ شیخ الرئیس کو بھی اسماعیلی المذہب بتاتے ہیں اور احمد بن عبد اللہ مصنف رسالہائے اخوان الصفا کا بھی یہی مذہب تھا اور فوائد الحجبیہ میں لکھا ہے کہ رسالہائے اخوان الصفا کا واضع زید بن رفاعہ ہے۔ مگر داؤد یہ بوہرونکے علماء کے نزدیک اول صحیح ہے۔ اور حکیم ناصر خسرو کو بھی اسماعیلی مہدوی بتایا ہے۔ یہ سات برس تک حضرت مستنصر کے پاس مصر میں رہا تھا۔ ہر سال یہاں سے حج کو جاتا اور پھر مصر لوٹ آتا۔ آخر کار مکہ سے بصرہ ہوتا ہوا خراسان کو چلا گیا۔ اور وہاں پر لوگوں کو مذہب اسماعیلیہ کی طرف ہدایت کرنے لگا۔

علمائے دعوت اور داعیوں کا سلسلہ وار بیان

مجالس سیفیہ کی مجلس بستم میں آثر فضائل عید غدیر کے بیان کیا ہے کہ عالم دعوت اسماعیلیہ داعی المؤید فی الدین شیرازی ہیں جو حضرت مستنصر باللہ کی طرف سے حجت تھے۔ اور تفصیل اس کی اس طرح ہے کہ داعی علی بن محمد صلیحی کے ہاتھ سے جب اللہ نے امر ایمہ ظاہر کیا اور انکو بلاد یمن میں تمکین دی تو صلیحی نے داعی لمک بن مالک حمادی کو مصر میں بھیجکر اجازت طلب کی۔ لمک مصر میں پہنچے اور انکو داعی

[1] دیکھو تاریخ یمن مؤلفہ نجم الدین عمارہ یمنی ۱۲

موید فی الدین کے مکان مین ٹہیرنے کی اجازت ملی سات برس تک داعی لمک داعی موید سے علوم آئمہ کو حاصل کرتے رہے اور جب وہ یمن کیطرف واپسی کی اجازت مانگتے تھے تو قیام کے لئے حکم ہوتا تہا یہانتک کہ داعی لمک نے ستائیس مسائل دقیق داعی موید سے دریافت کئے جسپر موید نے ہم کہا کہ ان سکا جواب مین نہین دیسکتا امام دین گے اور اون کو امام کی خدمت مین لے گئے تو ہر مسئلے کے جواب کے ساتھ خلعت ملتا گیا - داعی علی بن محمد صلیحی کے انتقال کے بعد داعی لمک یمن کے داعی قلم مقرر ہوے اور یہ بڑے عالم شخص تھے - داعی لمک سے بہت سے داعیون نے علم حاصل کیا اور یون تو اونکے بہت سے شاگرد تھے مگر اعلے درجے کے دو ہی ہوے ایک اونکے بیٹے داعی یحیی اور دوسرے داعی ذوئب بن موسی جب داعی ذوئب کی عمر پوری ہوئی تو اونہون نے اپنی قایم مقامی کے واسطے داعی ابراہیم بن حسین کے لئے نص کی اور اونہین اپنی طرح امام کے لئے باب مقرر کیا اور ابراہیم نے اپنی وفات کے وقت اپنے بیٹے **حاتم** کے حق مین ایسا ہی کیا اسیطرح ابراہیم کے بعد دعاۃ یہی سب کرتے رہے اور اپنے قایم مقام کے لئے نص کرتے رہے یہانتک کہ سلسلہ دعوت ایک سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتے ہوتے **داعی عماد الدین ادریس بن حسن** تک پہنچا یہ عالم متبحر تھے اس وقت دعوت مین بڑا اختلاف پیدا ہو گیا تہا - اور یہ بات کہی جاتی تھی کہ دعوت ہندوستان کو منتقل ہوگی پھر ہند سے تحصیل علم کے لئے چند شخص بلائے گئے یہ چار شخص کہ اہل حسب و فضل سے تھے ہند سے یمن مین بھیجے گئے (۱) داعی یوسف بن سلیمان ساکن سدھ پور (۲) داعی جلال الدین (۳) داعی داؤد بن قطب شاہ (۴) داعی داود بن عجب شاہ - یہ تینون شخص احمد آباد کے رہنے والے تھے -

آخرکار داعی ادریس بن حسن نے جو یمن کے آخری داعی تھے دعوت کی - نص **یوسف بن سلیمان** پر کی اوسوقت سے دعوت یمن سے ہند کو منتقل ہوئی - یوسف اپنے زمانہ حیات تک دعوت مین قایم رہے اونہون نے

اپنے بعد داعی **جلال الدین** کے لئے نص کی اور داعی جلال الدین
نے داعی **داؤد بن عجب شاہ** کو اپنا جانشین بنایا اور داعی
داود بن عجب شاہ نے داعی **داؤد بن قطب شاہ** کے لئے
اپنی قائم مقامی کی نص کی یہ چاروں شخص بڑے کامل و ماہر تھے۔ خاصکر
داعی داؤد بن قطب شاہ علماء سے زیادہ اور علماء سب سے بزرگ تھے ان سے
بھی علماے دعوت نے علوم حاصل کئے مثلاً (۱) داعی شیخ آدم صفی الدین
(۲) داعی عبد الطیب زکی الدین بن داعی داؤد بن قطب شاہ (۳)
شیخ امین الدین راجی بن جلال

داعی عبد الطیب زکی الدین سے اونکے بھائی داعی قطب الدین
نے علم سیکھا اور داعی قطب الدین سے داعی **شجاع الدین پیرخان**
نے تحصیل علم کی اور داعی شجاع الدین سے اونکے بیٹے **شیخ پیرخان**
نے مفصل کمال کی تحصیل کی پھر ان سے اونکے شاگرد **خانجی بھائی**
ابن پیرخان نے علم ادب حاصل کیا اور یہ اپنی اوستاد کی طرح فاضل
متبحر اور بڑے ہوشیار تھے اور اجل علماے دعوت سے تھے جو اونکے بعد تھے
داعی بدر الدین نے خانجی بھائی کو خدمت سے معزول کر کے احمد آباد کو بھیجا تھا
شیخ خانجی بھائی جب احمد آباد سے مراجعت کر کے اودیپور میواڑ میں آئے تو
یہاں ایک مدرسہ قایم کیا۔ اور درس علوم و عبادت میں مشغول ہوئے
انکے علمی فیض کی دو شاخیں دو شاگرد و نکے ذریعہ سے چلیں (۱) شیخ صفی
الدین سے کہ انہوں نے داعی بدر الدین کے حکم سے احمد آباد جا کر خانجی
بھائی سے پڑھا تھا۔ جب صفی الدین اپنے اوستاد کے پاس سے تحصیل علم کر کے
واپس آئے تو اپنے آبائی وطن نگر میں علوم پڑھاتے تھے اور احکام دین کے اجرا میں
مصروف تھے۔ اونہیں سے **شیخ عبد القادر حکیم الدین**
بن ملا خان نے علم حاصل کیا۔ اور شیخ عبد القادر سے اونکے بھتیجے
شیخ حبیب اللہ بن اکرم بھائی بن ملا خان
نے علم تحصیل کیا اور شیخ حبیب اللہ سے **نبلے رحمت اللہ بن ملا حسن**

نے سیکھا ان سے داعی **عبد العلی سیف الدین** نے علم دعوت پڑہا

(۳) دوسری شاخ شیخ لقمان جی ملا حبیب اللہ سے چلی یہ عنفوان شباب میں ما سر بورہ علاقہ اندور سے چلکر اودیپور میں آئے اور شیخ خانجی بھائی سے تحصیل علم کرنے لگے اور شیخ لقمان جی سے اونکے پوتے **ھبۃ اللہ** (بن ملا ولی محمد بن شیخ لقمان جی) نے تحصیل علم کی شیخ ھبۃ اللہ سے بھی داعی عبد العلی سیف الدین نے پڑہا ہے۔

خانجی بھائی بن پیر خان کا مزار اودیپور ملک میواڑ میں ہے

اور بوہرے بڑے ذوق و عقیدت سے اوسکی زیارت ہمیشہ کرتے ہیں۔ ناریل لیجاتے ہیں۔ وہان توڑکر کھوپرہ تقسیم کرتے ہیں۔ اگرکی بتیان جلاتے ہیں۔ بوہرے کے بیتے پڑہلاتے ہیں جن سے بہت ہی مست خوشبو آتی ہے۔

داؤدیہ بوہرے ایک فاتحہ دعاۃ مطلقین کے لیئے پڑہتے ہیں جس میں یہ نام ہیں ابو القاسم اور ابو عبد اللہ اور جعفر بن منصور اور قاضی نعمان بن محمد اور ابو یعقوب سجستانی اور ابو حاتم رازی اور ابو یعقوب و نہار اور حمید اور احمد حمید الدین اور ہبۃ اللہ اور ابو برکات اور بدر جمالی اور علی بن محمد صلیحی اور حرۃ ملکہ اور لمک اور یحیی ذویب اور خطاب اور ابراہیم اور حاتم اور محمد بن طاہر اور علی بن حاتم اور علی بن محمد بن ولید اور علی بن حنظلہ اور احمد بن مبارک اور حسین بن علی اور علی بن حسین اور ادریس اور حسن اور حسین اور علی اور محمد اور یوسف اور جلال الدین اور برہان الدین اول اور برہان الدین دوم اور صفی الدین اور زکی الدین۔ اور شمس الدین اور زین الدین اور قطب الدین اور شجاع الدین اور بدر الدین اور زکی الدین اور کلیم الدین اور نور الدین اور بدر الدین اور وجیہ الدین اور ہبۃ اللہ اور عبد الطیب زکی الدین اور یوسف نجم الدین اور عبد العلی سیف الدین اور محمد عز الدین اور طیب زین الدین اور محمد بدر الدین۔

ایک دوسری فہرست بھی دعاۃ مطلقین کے ناموں کی پیش کرتا ہوں جو فائدے سے خالی نہیں (۱) حرہ ملکہ بنت احمد (۲) لمک بن مالک (۳) یحیی بن لمک (۴) ذویب بن موسی (۵) ابراہیم بن حسین (۶) حاتم بن ابراہیم

(۷) علی بن حاتم (۸) علی بن محمد بن ولید (۹) علی بن حنظلہ (۱۰) احمد
بن مبارک (۱۱) حسین بن علی (۱۲) علی بن حسین (۱۳) علی بن حسین
(۱۴) ابراہیم بن حسین (۱۵) محمد ابن حاتم (۱۶) علی ابن ابراہیم (۱۷)
عبدالمطلب بن محمد (۱۸) عباس بن محمد (۱۹) عبداللہ ابن علی (۲۰)
حسن ابن عبداللہ (۲۱) علی بن عبداللہ (۲۲) ادریس بن حسن (۲۳)
حسن بن ادریس (۲۴) حسین بن ادریس (۲۵) علی بن حسین (۲۶) محمد بن حسین
(۲۷) یوسف بن سلیمان (۲۸) جلال الدین بن حسن (۲۹) داؤدجی بن عجب شاہ
(۳۰) داؤدجی ابن قطب شاہ (۳۱) شیخ آدم بن طیب شاہ (۳۲) زکی الدین بن
داؤد (۳۳) علی بن حسن (۳۴) قاسم جی پیرخان (۳۵) قطب الدین بن محمد
بن داؤدجی (۳۶) پیرخان شجاع الدین بن پی محمد جی (۳۷) اسماعیل جی بن علی راج
(۳۸) زکی الدین بن بدر الدین (۳۹) موسی بہائی بن کلیم الدین (۴۰)
نورالدین بن موسی بہائی (۴۱) بدر الدین بن شیخ آدم (۴۲) وجیہ الدین
بن حکیم الدین (۴۳) موید الدین بن وجیہ الدین (۴۴) زکی الدین بن بدر
الدین (۴۵) نجم الدین بن زکی الدین (۴۶) عبد علی سیف الدین بن زکی الدین
(۴۷) محمد عز الدین بن جیون جی (۴۸) طیب زین الدین بن جیون جی (۴۹)
محمد بدر الدین بن سیف الدین (۵۰) عبدالقادر نجم الدین (۵۱) عبدالحسین
حسام الدین (۵۲) محمد برہان الدین (۵۳) ابوالفضل عبداللہ بدر الدین

امام اور داعی میں فرق

ان لوگوں کی علمی و تاریخی تحقیق پر افسوس ہے جو سورت کے بڑے ملا صاحب
کو بوہروں کا امام لکھ مارتے ہیں۔ نواب صدیق حسن خان مرحوم کو بھی داعی
اور امام میں فرق نہ معلوم ہوا اور ان پر یہ امر منقح نہ ہوا کہ داعی ہیں امام نہیں۔
اسی لئے انہوں نے القول کشف الغمہ اور خبیئۃ الاکوان میں امام لکھا ہے۔
فرقہ اسماعیلیہ میں امامت منحصر ہے بی بی فاطمہ علیہا السلام کی اس اولاد میں
جو حضرت اسماعیل بن جعفر صادق کے سلسلہ نسب میں ہو اور سورت والے

ملا صاحب اونکے نسب سے نہین اور بوہرونکے امام طیب علیہ السلام حضرت آمر کے بعد مستور ہو گئے ہین - اسلئے اونکی اولاد کا بھی پتہ نہین اور بغیر اولاد حضرت طیب ابوالقاسم کے دوسرا امام ہو نہین سکتا - پس سورت والے ملا صاحب داعی ہین - یہ نہ اپنے آپ کو اولاد اسماعیل کہتے ہین نہ امامت کا ادعا کرتے ہین - مینے حضرت نجم الدین عبد القادر مرحوم کی مہرلگا کاغذ بد لکھی تھی جس مین صاف داعی کا لفظ اونکے نام کے ساتھ تھا - اور جو دعا داعی حاضر کے حق مین داؤدی بوہرے پڑھتے ہین اوس سے بھی یہ بات ثابت ہی چنانچہ اوس کے لفظ یہ ہین **اللهم ان هذا داعی آل نبیك محمد ووليك علی ولی كل مومن وهو سيدنا ومولانا الخ** مولانا نجم الدین عبد القادر جبکہ ادیپور مین تشریف لائے تو میرے والد مرحوم کے ساتھ اونکو بہت محبت پیدا ہو گئی - اور وہ اونکے علم و فضل کی بہت قدر کرتے تھے - کچھہ تحائف بھی دیے تھے -

فائدہ داعی صاحبان کی مانند نظری نے اس بات کو بھی تاڑ لیا ہے کہ مومنین کو امام کے وجود سے مستغنی کر دیا چاہتے ہے - اسی لئے دعوت مین کسی نہ کسی موقع پر یہ بات مومنین کے ذہن نشین کر دیجاتی ہے کہ داعی اپنے اعمال مین امام کی پیروی کرکے اوسی کے مرتبے کو پہونچ جاتا ہے - اور جو کوئی پورے طور سے داعی کا تعلق باندہتا ہے اوس کو امام کی زیارت کا شرف نصیب ہو جاتا ہے -

کتب اصول علم دعوت

اصول علم دعوت مین چار کتابین ہین اول واعلی اونکے رسائل اخوان الصفا دوم کتاب راحة العقل سوم کتاب تاویل الدعائم - چہارم المجالس المؤیدیہ جو شخص ان کتب کا عارف ہو اور مبلغ علما کو پہنچا ہو وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اوس سے مسائل حاصل کئے جائین اور اوس کے قول پر وثوق کیا جائے اور ہر ایک علم رسائل اخوان الصفا مین موجود سمجھا جاتا ہے

ادبکا التزام کرے مجالس سیفیہ مین اسیطرح لکھا ہی۔

علمی و ادبی کیفیت و مذہبی راز داری

بوہرون مین بڑے بڑے ادیب زبان عربی کے ہوتے ہین۔ نظم و نثر فصاحت و بلاغت کے ساتھ لکھتے ہین۔ ہمیشہ کتب عربی دیکھتے ہین۔ از زبان فارسی و اردو وغیرہ کی کتابین شغل مین نہین رکھتے۔ علما خط کتابت بھی آپس مین عربی زبان مین کرتے ہین۔ اور جو بے علم ہین وہ گجراتی اور اردو مین لکھتے ہین۔ زبان گجراتی انکے ہان کی مام مادری زبان ہے۔ بوہرون کے علما کسی سے مناظرہ نہین کرتے خصوصکر مذہبی مناظرے سے بالکل بچتے ہین نہ اپنے مذہب کے اصول و فقہ و حدیث و تفسیر و عقائد کی کتابین غیر مذہب والے کو دکہاتے ہین۔ اس بات مین ان کا ضبط ہے۔ اور مجھکو جو کچھ کتابین انکی بالن کی دیکھنے کو ملی ہین وہ ایک بڑی تدبیر سے اور دیر ہوئی بوہرون سے ہاتھ لگی ہین جس کا ان مین سے خاص خاص آدمیونکو اتنا قلق ہے کہ بہت سے گمنام خط مجھکو گندے الفاظ کے لکھکر ڈاک مین ڈلے ایک خط مین یہ دو شعر بھی عربی کے لکھ بھیجے تہے

نجم الغنی	آہٖ غنی یعین
۱۱۸۴	۱۱۸۴

اَلشَّیخُ آلَ اللّٰہ بانجم المعتی ‏ فَلاَنتَ باللّٰہ الدنی [illegible] الدنی
جہلاً تسب بنی النبی محمد ‏ فَلاَنتَ من اتباع شراب المنی

شراب منی کے معنی [illegible] ہوئے مین۔

یہان ایک بات قابل غور ہے کہ شارب بکسر را سے مہملہ پینے والے کے معنی مین ہے جمع اسکی شرب بفتح اول و سکون رائے مہملہ آتی ہے اور شرب جمع آتی ہے۔ شراب نظر سے اور جگہ نہین گذرا۔ شراب المنی کے ترجمے مین تین شخصونکے نام لکھے ہین جن مین سے ایک شخص اسماعیل بردوسی

کہ جسکو یورپ - ایشیا اور افریقہ کے تمام عالی دماغ اور بہادر اعلے درجے کا
شجاع اور مدبر اور کامل قوت بشری کا رکھنے والا مانتے ہین اور جسکے پنجہ
فولادی نے زردشتیون اور عیسائیونکی بڑی سے بڑی سلطنتونکی اینٹ سے
اینٹ بجادی تھی - اور دس برس چھ ماہ ۴ دن کے عرصے مین فتوحات کو اتنی
وسعت دی کہ مکہ معظمہ سے شمال کی جانب ۱۰۳۶ میل مشرق کی جانب ۱۰۸۷
میل جنوب کی جانب ۴۸۳ میل اور مغرب کی جانب جدہ تک اعلاے کلمۃ اللہ
کا پھریرا اوڑنے لگا - انمین شام - مصر - عراق - عرب - جزیرہ - خوزستان
عراق عجم - آرمینیہ - آذربایجان - فارس - کرمان - خراسان - اور کچھ حصہ بلوچستان
بھی شامل تھا اور ایسے زبردست اسلامی خدمات کے معاوضے مین بیت المال سے
صرف اسقدر روزینہ جناب امیر کے مشورے سے لینا قبول کیا جو معمولی خوراک
ولباس کے لئے کافی ہو - اور اپنے دسترخوان پر معمولی روٹی اور روغن زیتون کے
سوا اور چیزین کم آتے دین - آٹا کبھی گیہون کا کھایا اور کبھی جو کا - لیکن چھنا ہوا
نہوتا تھا - اور ہمیشہ موٹے کپڑے اکثر پیوندار پہنے کہ جن مین بعض وقت بارہ
پیوندون سے زیادہ لگے ہوتے تھے - اور یہ کتنا بڑا شرف حاصل ہے کہ ام کلثوم
بنت امیر المومنین علی بن ابی طالب جو خاص رسول اللہ کی نواسی تھین نکاح
مین تھین جسکی تصریح بڑے بڑے معتبر و معتمد مورخین مثل طبری ابن حبان - ابن
قتیبہ اور ابن اثیر وغیرہ نے کی ہے -

بوہرون کا طرز معاشرت

یہ سارا فرقہ نماز و روزہ کا پابند ہے اور اپنے مرشد کی اطاعت مین سرگرم ہے
کوئی داڑھی نہین منڈاتا - بلکہ داڑھی کو کبھی قینچی بھی نہین لگاتا - اور سر پر بال
نہین رکھتا نہ حقہ پیتا ہے نہ تنباکو کھاتا ہے نہ سونگھتا ہے - یہ لوگ مسکرات
کے قریب بھی نہین پھٹکتے - جس قصبہ یا شہر مین بوہرے رہتے ہین وہان انکی
تمام جماعت ایک محلے مین سکونت رکھتی ہے - دوسرے مذہب والے کو اوسمین
جگہ نہین دیتے - اور اپنی مسجد اور جماعت خانہ اور قبرستان بھی سب سے علیحدہ

رکھتے ہین اور اپنی شادی غمی مین سوا اپنی برادری کے دوسرے کو دخل
نہین دیتے اپنی ہی قوم مین بیاہ شادی کرتے ہین اور ناچ رنگ وغیرہ نہین
کرتے صرف آتش بازی چھوڑتے ہین اور باجہ بجواتے ہین کسی غیر مذہب والونکی
مسلمانون مین سے بیٹی نہ لیتے ہین نہ اوسے دیتے ہین - بوہرے باوجودیکہ ہندوؤن
سے سخت پرہیز رکھتے ہین - مگر اتنک اون مین کچھہ باتین ہندوونکی باقی ہین مثلاً ان کے
ہان مستورات کے پردے کا رواج نہین عورتین باہر بے حجاب پھرتی ہین
لہنگے پہنتی ہین - یہ لوگ سود علانیہ دیتے لیتے ہین اور دیوالی مین جگمگھٹ کی رات
کو ہندوون سے زیادہ روشنی اور سامان خوشی کا اہتمام کرتے ہین اوسی شب حساب
وکتاب کی نئی بہیان شروع کرتے ہین - پرانی بہیان بند کرتے ہین - اور اس مین
عامل کے فائدے کی یہ بات رکھی گئی ہے کہ ہر دوکان پر عامل جا کر نئی بہی
پر تیمناً بسم اللہ لکھہ دیتا ہی اور صاحب دوکان کچھہ اوسکی نذر کردیتا ہے -
اور ہندی مہینون اور تاریخون کے اعتبار سے حساب وکتاب رکھتے ہین -
شاید اسی وجہ سے مرآت احمدی کے ترجمہ انگریزی کے نوٹ مین مندرج ہی
کہ بوہرے کسی قدر ہندوونکے رسم ورواج اور عقیدے پر اتک چلتے ہین
مگر عجیب بات یہ ہی کہ ہندوون کے یہان کے کہانے پانی سے حتی الوسع
بہت بچتے ہین اس کام کے واسطے ملا لقمان جی نے اونکو چالیس سکھاوتون مین
یون نصیحت کی ہے -

ہندوئے ہاتھ نے سیر نکہا جو   مومن تھئی نے کافر نتہا جو

یعنی ہندو کے ہاتھ کی مٹھائی مت کھائیو - مومن ہوکر کافر مت بنیو - اگر ہندو
دھوبی کپڑا دھوکر لاتا ہے تو پھر اوسے پاک اور نماز کے قابل کرتے ہین
جو مچھلی اپنے سامنے نہ مری ہو اوسکے کھانے کے واسطے بھی ملا صاحب کی
نصیحت ہے -

مردار مچھی نکہاؤ منا چھے   مردار کہاتا ڈہیرا نباب چھے

یعنی مردار مچھلی نکہاو اس کا کہانا ممنوع ہے - کیونکہ مردار مچھلی کے کہانے سے
آدمی احول یعنی بھینگا ہوجاتا ہے -

مردے کو دفن کرتے ہین تو قبر مین تختے نہین دیتے تھوڑی سی مٹی ہاتھون سے صاف
کرکے باریک نکال کے اوسے اول میت کے اوپر ڈالتے ہین اور اوسے ہاتھون
سے خوب دباتے ہین۔ بعد اس کے دوسرے لوگ مٹی دیتے ہین اور دستور ہے
کہ جو قبر ہوتی ہے اوسی کی مٹی دیجاتی ہے۔ دوسری جگہ کی نہین ڈالتے اسے
کار گناہ سمجھتے ہین جب سب مٹی بھر جاتی ہے تو قبر کو ہموار کر دیتے ہین اور پانی
چھڑکاو کرکے پھول ڈالدیتے ہین۔ بعد اس کے تمام آدمی اوس قبر کو درمیان سے
بوسہ دیتے ہین۔ اس کا نام زیارت کرنا ہے۔ بعد اس کے میت کے وارث سے
سب بغلگیر ہوتے ہین۔ اور تعزیت کی کوئی بات منہ سے نہین کہتے۔ عامل
میت کے ساتھ نہین جاتا بلکہ پہلے ہی سواری کے ذریعہ سے قبرستان
مین پہنچ جاتا ہے۔

برادری کے کھانے کا یہ دستور ہے کہ جماعت خانے مین مردون سے پہلے عورتون
اور بچون کو کھلا کر رخصت کر دیتے ہین۔ اور مردون مین سب سے پہلے عامل کے
سامنے بڑے تھال مین کھانا رکھا جاتا ہے اور جو معزز یا سیٹھ ہوتا ہے وہ عامل
کے ساتھ شریک طعام ہوتا ہے اور عامل کے ساتھ کھانا کھانا عزت کی نشانی
سمجھی جاتی ہے۔ بعد اس کے معمولی آدمی کھاتے ہین۔

عاشورے کے دن کسی سنی جماعت کو اپنی مجلس مرثیہ خوانی مین شریک نہین ہونے
دیتے اس کا بڑا انتظام رکھتے ہین۔ سوائے عاشورے کے دوسرے دنون
مین شریک ہونے دیتے ہین۔

ان مین لڑکی کا ختنہ ہوتا ہے اور وہ بوڑھی عورت کرتی ہے جو مدینہ منورہ اور
مکہ معظمہ اور کربلائے معلی ہو آئی ہو اور حضرت فاطمہ زہرا کے روضے کی جالیون کو
بوسہ دے چکی ہو۔ اس ختنے کی تقریب مین مرد کو نہین آنے دیتے۔
پانچ سال سے ۸ سال کے اندر ختنہ ہوجاتا ہے ایک چھوٹا سا نشتر ہوتا ہے
جس سے ایک گیہون کے دانے کے برابر لمبا سا شگاف جلدی سے کردیا
جاتا ہے جسکو چار پانچ روز کے اندر ہی آرام ہوجاتا ہے۔

بابا فخرالدین شہید جنکا کوٹ والے اور مولانا قطب الدین علی احمد آباد والے

اور خانجی پیر اودیپور والے اور داؤد بھائی اودیپور والے اور ملا لقمان جی اودیپور والے ان پانچ بزرگون کے نام کی جھنڈیان اپنے لڑکون کی وہ عورتین کہتی ہین جنکے بچے نہین جیتے۔ فخرالدین شہید کے نام کی چاندی کی بیڑی پہنے ہین اور ان کا ایسا ہوتا ہے کہ روضے کے پاس جاتے ہی وہ بیڑی از خود کھل جاتی ہے۔ اسی طرح خانجی پیر اودیپور والے کے نام کی بھی بیڑی پہنتے ہین۔

جو کوئی بوہرہ مانتا ہے کہ اگر میرا یہ کام بابا فخرالدین ولی شہید یا قطب الدین صاحب داعی شہید پورا کردینگے تو مین دس روز یا بیس روز یا چالیس روز تک زائر بنکر روضے پر رہونگا۔ تو اوسپر اس نذر کا ایفا واجب ہوجاتا ہے۔

کہتے ہین کہ بابا فخرالدین شہید کے روضے کے آس پاس بیشمار سانپ ہین مگر وہ کسی زائر کو کاٹتے نہین بوہرون مین یہ بھی دستور ہے کہ خواہ غم ہو یا خوشی اوس مین مرثیہ خوانی کراتے ہین۔

بعض عورتون کا نکاح ثانی بے تکلف جاری ہے۔ تاریخ مالوہ مین لکھا ہے کہ اگر اس قوم کی عورت سے زنا کرایا یا کوئی اور قصور کیا تو شوہر نے عورت کی خفیہ پانچ روپئے اوس کے دوپٹے مین باندھ دئے۔ جب عورت نے روپئے نیکھے معلوم کیا کہ شوہر نے اوسے طلاق دی وہ اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئی۔

بوہرون مین اگرچہ باہم کتنی ہی مخالفت ہو مگر دوسری قومون کے مقابل مین سب ایکدل اور ایک زبان ہوجاتے ہین۔ اور اپنے ہان کے مفلسون کی اتنی خبرگیری کرتے ہین کہ وہ کسی دوسری قوم کے سامنے دست سوال نہین پھیلاتا۔

داعی۔ ماذون۔ مکاسر۔ مشائخ۔ عامل

ملا۔ میان صاحب

داعی کی نسبت بوہرے یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ گویا یہ امام الزمان کے قایم مقام ہین اور انکی عزت کرنا ایسا ہے جیسے امام الزمان کی عزت کرنا اور یہ بھی زعم ہے کہ امام الزمان نے داعی کو اس مسند پر بیٹھنے کی اپنی طرف سے اجازت دی ہی اور امام الزمان اس وقت مستتر ہین جسوقت وہ ظاہر ہونگے اپنی مسند پر قایم ہوجاینگے اور داعی اونکی طرف دعوت کرتے رہینگے ۔ گجراتی زبان مین بہورجی نام ایک رسالہ ہی کہ جس مین لکھا ہی کہ جو کوئی پورے طور پر داعی کا تصور باندھتا ہی اوس کو امام کی زیارت کی عزت حاصل ہوجاتی ہی۔

تاریخ مالوہ مین منشی کریم علی نے لکھا ہی کہ بوہرے زیادہ یا داعی کی اردلی مین دوڑتے ہین دست بستہ اون کے روبرو کھڑے رہتے ہین پشت دیکر اونکے روبرو سے نہین جاتے ہین - جب تک اجازت بیٹھنے کی نہیں پاتے نہین بیٹھتے ہین - جب ملا صاحب وضو کرتے ہین تو بوہرے کلی تک کا پانی ہاتھوں ہاتھ لیکر پی جاتے ہین اگر ملا صاحب نے مسجد یا کسی اور جانب کا زیادہ یا قصد کیا اونکے زیر قدم کی خاک کو بوہرون نے آنکھون کا سرمہ بنایا ۔ داعی کے دوسرے درجہ پر ماذون ہے اوس کو اس بات کا اذن ہی کہ داعی کی عدم موجودگی ہین وہ کام خود داعی کرتے ہین یہ انجام دے ۔ اور جب داعی موجود ہون تو تمام معاملات کی تحقیق کرکے داعی کے سامنے پیش کرے ۔

تیسرا عہدہ مکاسر کا ہے یہ ماذون کا نائب سمجھا جاتا ہی اور چھوٹے چھوٹے دینی کام خود طے کرتا ہے ۔ اور مناسب سمجھتا ہے تو ماذون تک پہونچا دیتا ہے ۔

مکاسر کے بعد **مشائخ** کا درجہ ہی ان کا یہ کام ہے کہ سب کو مجلس مین بالترتیب بٹھائین اور داعی کا جو حکم ہو وہ مومنین کو سنادین ۔ انہین مشائخون کے عامل بھی مقرر ہوتے ہین ۔

ملا وہ ہوتا ہے جو روزے نماز کے مسئلے جانتا ہو ۔ اس کا درجہ **شیخ** سے کم ہے اور داعی کی طرف سے اوسکو بطور اعزاز کے ایک گول پگڑی ملتی ہے

میان صاحب عامل سے چھوٹا ہوتا ہے ۔ اور بعض وقت عامل کسی

سبب سے مسجد یا مجلس مین نہ آسکے تو میان صاحب کو وہ اپنی قایم مقامی کی اجازت دیدیتا ہے۔ اس کے پاس ایک سفید چادر رہتی ہے کسی وقت وہ اوس کو اوڑھ لیتا ہے اور کسی وقت بغل مین دبا لیتا ہے اکثر میانصاحب جامہ بھی پہنے رہتا ہے میانصاحب ہی عامل بنا دیا جاتا ہے۔

عامل کے سوا کسی کو پیش امامی کی اجازت داعی کی طرف سے نہین ہوتی عامل اپنی طرف سے کسی ملا یا شیخ کو دوسری مسجد مین نماز پڑھانے کے وقت وقت پر اجازت دیدیا کرتا ہے اور حاضر اجازت بھی ہوتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کا وقت آجاتے اور عامل سے اجازت لانے مین دیر منظور ہو تو ملا یا شیخ حاضر ہو وہ نماز پڑھا دیتا ہے اسلئے مسجد کے سوا بوہرے جماعت نہین کر سکتے۔ اگر کوئی شخص بغیر اجازت کے نماز پڑھا دے تو وہ نماز ناجائز ہے۔ امام اور مقتدی دونوں کو لوٹنا چاہئے۔

مجلس حسین مین جو لوگ عامل سے قریب بیٹھتے ہین وہ زیادہ معزز اور مقدس سمجھے جاتے ہین۔ چنانچہ عامل کے قریب نشست حاصل ہونے کی غرض سے لوگ سیکڑون روپئے خرچ کر دیتے ہین۔

کوئی بوہرہ عامل سے ملتا ہے تو پہلے ہاتھ چومتا ہے پھر اوس کو ناک سے لگاتا ہے پھر آنکھ سے لگاتا ہے۔

قرآن مین تحریف اور کمی بیشی

جسطرح غلاۃ مین سے بعض فرقے مثلاً نصیری اور عماویہ یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ حضرت عثمان نے اوس قرآن مین جو حضرت محمد صلعم پر نازل ہوا تھا کمی بیشی کی ہے اسیطرح اثنا عشریہ کی بعض روایات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن موجودہ مین دس پارے کم ہین۔ اور بعض اثنا عشری سورۃ حسنین اور سورۃ علی اور سورۃ فاطمہ پڑھا کرتے ہین۔ اسیطرح بوہرون مین بھی بعد رانکے یہ روایت سنی جاتی ہے کہ مصحف عثمانی مین دس پارے نہین ہین جن مین اہل بیت کے فضائل اور دوسری خاص خاص باتین تھین۔ یہ دس پارے جناب امیر کے پاس

موجود تھی۔ مگر انہون نے حضرت عثمان کو اس خیال سے نہ دئے کہ وہ اہل بیت کے ذکر کیوجہ سے تلف کردینگے اسلئے مصحف عثمانی مین تیس ہی پارے جمع ہوئے۔ اور انمین بھی کئی جگہہ تحریف ہے مثلاً پارہ ۲۳ کے آٹھوین رکوع مین ہے سلام علی الیاسین یعنی سلام الیاس پر ہو۔ یہ بہرے کہتے ہین کہ در اصل یون تھا سلام علی آل یاسین یعنی سلام اوپر آل محمد کے ہو۔ یاسین حضرت محمد مجتبے کے نامون سے ایک نام ہے۔ اور آل فرزندون کے معنی مین ہے۔ یاد رکھو کہ الیاسین حرف اول اور سین مہملہ کے کسرہ سے الیاس پیغمبر اور اونکے پیرو پر اطلاق پاتا ہے۔ اور بعض کہتے ہین کہ الیاسین لغت ہے الیاس مین جیسے میکائیل لغت ہے میکال مین۔ ملا صاحبان کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اہل سنت کے بعض قاری لوگ بھی اس آیت مین آل یاسین الف ممدودہ سے پڑھتے ہین اور اس صورت مین آل محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد ہوتی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ الیاسین حضرت الیاس کے دادا اون مین سے ایک شخص کا نام تھا اور یہ زیادہ مناسب ہے۔ پس قرآن کے اختلاف کو حضرت عثمان کی نیت پر حملہ کرنیکا آلہ بنانا فہم و فراست سے دور ہے۔ کیونکہ قرآن تو قرآن اختلاف قرأت خود اصل لغات عرب مین موجود ہے۔ یعنی اگر کسی نے مالک یوم الدین پڑھا اور کسی نے ملک یوم الدین پڑھا اس مین کچھ فرق نہ ہوا دونون قرأت پر قرآن پڑھا گیا۔ اسیطرح سورہ یٰسین مین کسی نے ما عملت ایدیہم پڑھا اور کسی نے ما عملتہ ایدیہم پڑھا یا مثلاً کسی نے سورہ برأت کے اخیر تجری تحتہا الانہار پڑھا اور کسی نے تجری من تحتہا الانہار پڑھا تو دونون نے قرآن کے کلمات پڑھے اسلئے کہ دونون طرح سے نزول قرآن ہوا ہے اور دونون قرأتین متواتر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہین۔

قرآن کی آیتین نزول قرآن ہی سے متواتر ہوجاتی تھین۔ اور جن قرأت پر نزول ہوتا تھا اونھین زمانہ حیات حضرت رسالتمآب ہی مین متواتر سمجھنا چاہیے قرآن کے جمع کرنیکے بارے مین حضرت عثمان کی سعی اللہ تعالے کی نظر مین مشکور ہوئی اور تمام عالم مین اونکی اس سعی کی بدولت جن جن قرأت پر قرآن نازل ہوا تھا اونھین قرأت لکھا یقین بلا احتمال کمی بیشی کے کتاب قرآن شائع

ہوئی اور پروردگار جلشانہ کا وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون پورا ہوگیا۔ ساتھ ہی اس کے بوہرے اس بات کے بھی پابند ہیں کہ اگر دس پارے نہ ملیں اور جو قرآن کہ اہل بیت میں محفوظ تھا ہاتھ نہ لگے تو اس مصحف عثمانی ہی سے کام نکالا جاوے۔ کہتے ہیں کہ دس پارے خاص خاص کابر شیعہ کے پاس پائے جاتے ہیں ـ

مگر یہ بات سمجھ نہیں جاتی کہ شیعہ اثنا عشری کا وہ قول صرف جہلا کی گپ ہے سلف سے لیکر خلف تک کوئی محقق شیعہ اثنا عشری یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ قرآن میں کوئی تغیر تبدل یا کمی بیشی ہوتی ہے۔ اور علماے اثنا عشری اس خیال کی برا‌ءت اپنی کتابوں میں بڑے شد و مد سے کرتے ہیں۔ چنانچہ رسالہ عقائد شیخ صدوق تفسیر مجمع البیان اور کتاب مصائب النواصب مولفہ قاضی نور اللہ شوستری اور شرح کافی کلینی مولفہ ملا صادق میں اسکی تصریح موجود ہے

صحابہ وغیرہ کے ساتھ سلوک

بوہروں نے علانیہ نام لیکر لعنت سے اپنی دعاؤں میں کل آل زیاد اور کل آل مروان اور کل بنی امیہ اور ابن مرجانہ (یعنی عبیداللہ بن زیاد) اور عمر بن سعد اور شمر کو معاف نہیں رکھا ہے۔ اور بھوری میں جو چھوٹا سا رسالہ گجراتی زبان میں چھپے ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ وغیرہ صحابہ پر تبرا کی ہدایت کی گئی ہے اور گندے الفاظ کے عوض ثواب آخرت کی بشارت دی گئی ہے اور خلفائے رسول اللہ کے بیگناہ دامن کو اون الودگیوں سے تحبس کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جس کو کوئی ذی عقل قبول کرنے آمادہ نہیں ہو سکتا مثلاً جب حضرت رسول مقبول نے ہجرت کے لئے ملے سے کوچ کیا اور مع ابوبکر صدیقؓ کے مکان سے نکلکر رات ہی کو ایک غار میں جنوب کے بقدر سے جو اسفل مکہ جبل ثور میں تھا۔ عبداللہ بن ابی بکر روزانہ غار پر آتے اور اہل مکہ کے مشورے اور حالات سے آگاہ کرجاتے تھے۔ اور عامر بن فہیرہ (مولیٰ ابی بکر صدیق) اونکی بکریوں کو عبداللہ بن ابی بکر کے پیچھے پیچھے نشان مٹانی کو چراتی ہوئی لاتے اور شب کو وہیں رہجاتے۔ الغرض ہی کہ لقہ ر ہجاتے وغیرہ وغیرہ

آپ کو دیدیا جاوے اور اسما بنت ابی بکر روزانہ مکہ سے کھانا لاکر کھلا جاتی تھیں باوجود کمال احتیاط کے قریش بھی ڈھونڈھتے ہوئے غار تک ہو نکلے۔ چونکہ وہاں غار پر مکڑیوں نے پہلے ہی سے جالا لگا رکھا تھا اس وجہ سے مطمئن ہو کر واپس آئے اور اونٹوں کا انعام آنحضرت صلعم اور ابوبکر کی گرفتاری کا اعلان کر دیا۔ ابوبکر صدیق کی جان نثاری کا صلہ ملا صاحبان کی طرف سے ابوبکر کو جو کچھ مرحمت ہوتا ہے وہ سن رکھنے کے قابل ہے قرآن میں جو آیا ہے اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا جب پیغمبر نے اپنے یار کو کہا کہ اندوہگین مت ہو کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ ملا صاحبان کہتے ہیں کہ غار کے اندر ابوبکر چار چار آنسو جلا جلا کر روتے تھے۔ ظاہر میں تو یہ دکھاتے تھے کہ میں حضور کی غم میں روتا ہوں اور دل میں یہ مقصود کہ کوئی شخص باہر سے رونے کی آواز سن لے اور آکر پیغمبر کو گرفتار کرے۔

اسی طرح کہتے ہیں کہ جب خم غدیر کے مقام سے پیغمبر خدا علی کی مولایت کا خطبہ فرما کر آگے بڑھے اور عقبہ نامی پہاڑ کے نکاتے میں پیغمبر خدا اور حضرت علی کی سانڈنیاں پہنچیں تو آٹھ آدمی منہ کو ڈھاٹے باندھے غار کے سر پر آئے اور کپوں میں پتھر بھر کر اونٹوں کے پاؤں میں لڑکائے تاکہ آواز سے بھڑک جائیں اور یہ دونوں بزرگوار گر پڑیں اور ہلاک ہو جائیں۔ خدائے پاک نے اوسی وقت بجلی چمکا دی جس کی روشنی کچھ دیر قائم رہی اور ان دونوں بزرگوں نے ان آٹھوں کو پہچان لیا جن میں اصحاب ثلثہ بھی تھے۔

اور یہ جو لوگ بسبیل تنزل کہتے ہیں کہ جبکہ جناب سرور کائنات کی اولاد موجود تھی تو صحابہ نے کیوں اون کی چیزوں پر قبضہ کر لیا۔ جواب اس کا یہ ہے کہ صحابہ نے حضرت کی کسی چیز پر قبضہ نہیں کیا۔ بلکہ اس کو اہل استحقاق پر خرچ کرنے لگے اور اوس مال کے ساتھ وہ برتاؤ کیا جو مال صدقہ کے ساتھ کیا جاتا ہے کیونکہ آنحضرت نے فرما دیا تھا لا نورث ما ترکناہ صدقۃ ہم گروہ انبیا نہیں چھوڑتے ہیں میراث جو کچھ ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے پس حضرت نے خود ہی اپنے متروکے میں میراث جاری ہونے دی۔ صدیق نے آنحضرت کے حکم کی تعمیل کی اور پیغمبر علیہ السلام نے اولاد کو کوئی چیز میراث میں نہ دی۔ اگر صدیق اوس میں میراث جاری کر دیتے تو گنہگار قرار پاتے۔

ملا صاحبان کو سوچ لینا چاہیے کہ تمام صحابہ کو مرے ہوئے زمانہ دراز گذر گیا ہی اون مین سی جسکو اچھا سمجھا جاتا ہے نہ اوس نے انکے ساتھ کوئی سلوک کیا ہے اور جسکو برا بتایا جاتا ہے نہ اوس نے انکے ساتھ کوئی بدسلوکی کی ہی پس ایسے لوگونکو برائی کے ساتھ یاد کرکے جن کو مرے ہوئے ہزار برس سے زیادہ عرصہ گذرا وقت عزیز کو خراب کرنا کیا ضرور ہی اللہ نے ہمکو اپنا بندہ ادائے طاعات شرعیہ کیلئے بنایا ہے ہم پر یہ بات واجب نہین کہ ہم یہ سمجھا کرین کہ فلان شخص برا ہے فلان شخص قابل لعن ہے وہ سب روز قیامت کو اللہ پاک کے سامنے کھڑے ہونگے وہان سچا جھوٹے سے حق دار غیر حق دار سے ممتاز ہو جائے گا دیکھو شیطان فرعون نمرود اور ابولہب برے ہین مگر انکو کسی نے سب کا داعی برا کہلوانا عبادت نہین سمجھتا حالانکہ جن لوگون کو برا کہنے مین ثواب کی امید رکھتے ہین وہ تو رسول پاک کے سرکام مین ایسے وقت مین آ رشے آتے تھے کہ جس وقت مین دین اسلام کو کوئی شروت جاہ جلال نہ تھی اور نہ اس مین داخل ہو کر کسی قسم کا دنیاوی فائدہ دیکھ رہا تھا بس اگر ایسے لوگون کی نسبت یہ گمان کیا جاوی کہ وہ ظاہر مین مسلمان تھے اور باطن مین کافر اور حضرت کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تو اس بات سی ہر شخص کو تعجب ہوگا اور ہر ذی ہوش یہ خیال کرے گا کہ مسلمانون کے پیغمبر کی ہدایت سی اونکے پاس کے رہنے والونکو پورا فائدہ حاصل نہ ہوا اور اس سے حضور کی نبوت پر الزام وارد ہوتا ہے اور سننے والے کو آپکی نبوت پر شبہ ہوتا ہے اسلیئے کہ جب کوئی اس امر پر یقین کریگا کہ جو لوگ حضرت پر ایمان لائے اونکے دلون پر کچھ اثر ایمان و اسلام کا نہ تھا تو وہ حضرت کی نبوت کی تصدیق نہین کر سکتا کیونکہ اگر آپ سچے نبی ہوتے تو آپ کی رسالت کا کام بے نتیجہ نہ رہتا بلکہ کچھ آپ کی ہدایت مین تاثیر ہوتی اور یہ جم غفیر صحابہ کا ضرور دل سے آپ پر ایمان لایا ہوتا۔ باوجودیکہ آنحضرت کے دین کے ایک مذہب کے ایک داعی صاحب کی ہدایت مین وہ تاثیر ہے کہ جو بہرہ اونسے راہ راست پا لیتا ہے وہ پھر گمراہی کے گڑھے مین نہین گرتا اور نہ اونکی ہدایت یافتہ آدمیون مین سے کوئی آدمی منافق ہوتا ہے۔ برخلاف پیغمبر اسلام کے کہ اونکی صحبت مین منافق صحابہ ہوئی

مجمع کثیر رہتا تھا اور آپ اونکو حقیقی اور اصلی راہ راست دکھانے سے قاصر ہے۔ تف ایسی سمجھ پر۔

تقیہ

سب سے پہلے شیعہ کے فرقون مین جسنے تقیہ کا قول منہ سے نکالا وہ کیسانیہ ہین بوہرے بھی تقیہ کے پابند ہین اور انکو اجازت ہی کہ اگر یہ ایسے آدمیون مین موجود ہون جو ان کے ہم عقائد نہون اور بوہرے بہت کم ہون تو اپنے آپ کو بھی اوسی مذہب مین ظاہر کرے تاکہ انکو کوئی ضرر نہ پہونچے۔ اسی لئے جب وہ مکہ مین ہوتے ہین تو حرم امام کے مصلے مین جگہ پاتے نہین وہین کھڑے ہوکر اوسطرح نماز پڑہنے لگتے ہین۔

نماز۔ زکوۃ۔ صدقہ فطر۔ لیالی مکرمہ۔ صوم مسنونہ۔ وغیرہ

بوہرے وضو مثل اہل سنت کیئے کرتے ہین۔ اذان مین اشہدان محمدا رسول اللہ کے بعد اشہد ان مولانا علیا ولی اللہ دوبار کہتے ہین اور حی علی الفلاح کے بعد حی علے خیر العمل حی علے خیر العمل محمد و علی خیر البشر و عترتہما خیر العترہ دوبار کہتے ہین اور بعد اذان کے دعا پڑھ کے با آمین کرکے چند قدم چلتے پھر ہین ہاتھ کھول کر نماز پڑہتے ہین اور نماز کا اتنا سامان تہ بند کرتا ٹوپی مصلا جدا رکھتے ہین۔ نماز کے وقت ملبوس مستعمل اوتار کر نماز کے کپڑے پہن لیتے ہین مگر یہ بات مسجد مین ہوتی ہی کسی اور جگہہ مستعمل کپڑونسے بھی نماز پڑھ لیتے ہین سبحانک اللہم کی جگہ پڑہتے ہین وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا مسلما وما انا من المشرکین ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا من المسلمین علی ملۃ ابراہیم

ودین محمد وولایہ علی وابرء الیہ من اعداءہ الظالمین اعوذ
باللہ من الشیطان الرجیم ۔ رکوع کے اندر تین بار سبحان ربی العظیم
و بحمدہ کہتے ہین اور سجدے مین سبحان ربی الاعلی و تعالی تین بار کہتے ہین
اور پہلے سجدے کے بعد بیٹھکر ایک بار یون کہتے ہین اللھم اغفرلی وارحمنی
واجبرنی وارفعنی اور دوسرے سجدے کے بعد کھڑے ہوتے ہین یون
کہتے ہین اللھم انی بحولک وقوتک اقوم واقعد نماز کی دو
رکعتون کے بعد تشہد اسطرح پڑھتے ہین بسم اللہ وباللہ
الحمد للہ والاسماء الحسنی کلھا للہ اشھد ان لا الہ الا اللہ
وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ
اللھم صل علی محمد و نبیک وتقبل شفاعتہ فی امتہ و
صلی علیہ وعلی اہل بیتہ الطاہرین ۔ اور بڑا تشہد اسطرح
التحیات الطیبات الصلوات الطاہرات الزاکیات
الناعمات التابعات الغادیات والرائحات للہ
نماز تین وقت پڑھتے ہین ۔ ایک بار فجر کو پڑھتے ہین ۔ دوسری بار ظہر کو اور ظہر و
عصر کو ملا لیتے ہین دن کے بارہ بجنے کے بعد جب آدھا گھنٹہ گذرا تو ظہر کی نماز شروع
کرتے ہین اور اوس کو ختم کرکے پیش امام اور مقتدی بیٹھے رہتے ہین اور ایک
بجتے ہی عصر کی نماز پڑھا دیجاتی ہے ۔ غرضکہ ڈیڑھ بجے تک دونون نمازین ختم
ہو جاتی ہین ۔ تیسری بار مغرب کے وقت پڑھتے ہین اور مغرب و عشا کو ملا لیتے
ہین اور مغرب کی نماز بہت اول وقت پڑھتے ہین اوسکو پڑھ چکنے کے بعد بام
کرتے ہین ۔ پھر بعد اس کے عشا کی نماز پڑھ لیتے ہین ۔ ایک بوہرے نے
ایسا ہی بیان کیا ہے ۔ باولیا مین اول دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے ۔ پہلی
رکعت مین الحمد اور قل ہو اللہ احد پڑھتے ہین اور دوسری رکعت مین الحمد
اور قل یا ایہا الکافرون پڑھتے ہین ۔ سلام کے بعد مولانا محمد بن قاسم کی دعا
پڑھتے ہین جسمین عقول عشرہ کا بیان ہے ۔ اور اسی لئے اسے عقل اول کہتے
ہین ۔ اسکے بعد سجتن کی تسبیح مقررہ قاعدے کے ساتھ پڑھتے ہین ۔ اور

سجدہ کرتے جاتے ہیں اور مختلف تعداد میں اونکو ناموں کے ساتھ ندا کرتے ہیں سب کے بعد امام طیب کے نام سے کئی بار ندا کی جاتی ہے اور کچھ پڑھکر سجدہ کیا جاتا ہے اور پھر ایک دعا بھی پڑھی جاتی ہے اور ایک جڑا با دیتا ہے جس میں عقل اول کی دعا ہر ایک دو رکعت ہر رکعت کے بعد دعا پڑھتے ہیں تو اللہ تعالے مقامات ربانیہ کے وسیلے سے پڑھنے والے کے تمام گناہ بخشتا ہے۔

مسجد میں عورتوں کے واسطے بھی ایک حصہ علیحدہ رکھتے ہیں شیخ امام مطلق عامل اور قاضی کے داعی کی طرف سے ہر بستی میں بوہروں کے لئے مقرر ہوتا ہے اوسکی معرفت سالانہ نذرانہ ہر ایک اپنے مقدور کے موافق اور زکوۃ کا روپیہ داعی کو بھیجتا ہے۔

مجالس سیفیہ کی ساتویں مجلس میں لکھا ہے کہ زکوۃ فطر ایک صاع گیہوں یا ایک صاع جو یا ایک صاع چھوارے یا ایک صاع مویز ہیں۔ اگر گیہوں اور جو اور چھوارے اور مویز نہ ملیں تو اس کے عوض نقد دام قبل افطار کے دیوے

فائدہ صاع عمر آٹھ رطل کا تھا اور صاع بغدادی و عراقی و کوفی و صاع نبی و صاع رسول بھی اسیقدر ہیں اور صاع حجازی و مدنی پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہے اور صاع کاشی چار صاع عراقی کی برابر تھا۔

مجالس سیفیہ کی چوتھی مجلس میں ذکر کیا ہے کہ مقدس راتیں ۱۷ - ۱۹ - ۲۱ - ۲۳ تاریخ کی ہیں۔ اور مسنون روزے یہ ہیں ماہ شعبان اور ہر ماہ کا پنجشنبہ اول و آخر اور ہر ماہ کا درمیانی چہارشنبہ اور صحیفۃ الصلوۃ میں لکھا ہے کہ رمضان کی سترہویں۔ انیسویں۔ اور اکیسویں رات افضل ہے اور لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ یہ رات حضرت بی بی فاطمہ کی طرف منسوب ہے۔ رات بھر جاگنے کا حکم ہے۔

ان کے ہاں عقیقہ کرنا واجب ہے یہانتک کہ اگر نادار ہو تو جب مقدرت حاصل ہو قضا کرے۔ دو برس سے چھوٹی بکری کام نہیں آتی اور تمام اعضا اوس کے درست ہونا چاہئیں کمی زیادتی نہو۔ بکری کی ہڈیاں بغیر توڑے جدا کی جاتی ہیں اور فرزند کے بالونکے برابر سونا یا چاندی صدقہ کی جاتی ہے۔

اب ائمہ اربعہ اہل سنت کی راے اس کے متعلق سننا چاہئے امام محمد شاگرد امام اعظم ابو حنیفہ نے اپنی موطا مین لکھا ہے کہ ہم کو ایسا پہنچا ہے کہ عقیقہ جاہلیت کی رسوم سے تھا اور اول اسلام مین بھی معمول تہا بعد ازان قربانی نے ہر ذبح کو جو اوس کے پہلے تھا نسخ کیا اور رمضان کے روزے نے ہر اوس روزے کو نسخ کیا جو اوس سے پہلے تہا اور غسل جنابت نے ہر غسل کو کہ اوس کے پہلے تھا نسخ کیا اور زکوۃ نے ہر صدقے کو کہ پہلے اوس کے تھا نسخ کیا۔ امام احمد حنبل اور امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک عقیقہ سنت ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک عقیقہ سنت بھی نہین ہے۔

میثاق

شیعہ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے پھرے تو غدیر خم کے مقام پر کہ ایک جگہ مکے اور مدینے کے درمیان مین ہے سب صحابہ کو جمع کر کے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ بار خدایا مین جس شخص کا مولا ہون اوس کا علی مولا ہے اور خداوندا دوست رکھ اوس کو جو علی کو دوست رکھے۔ دشمن رکھ اوسکو جو علی سے دشمنی رکھے اور اس ارشاد کی ضرورت اس لئے ہوئی تھی کہ پیغمبر خدا جب اس مقام پر پہنچے تو یہ آیت نازل ہوئی یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس اے رسول پہنچا اوس چیز کو جو تیرے رب کی طرف سے اتری اور اگر تو نے یہ نکیا تو کچھ بھی نہ پہنچایا اور تجھکو اللہ لوگون سے بچاے گا پھر جب آنحضرت صلعم اس خطبے سے فارغ ہو چکے تو یہ آیت نازل ہوئی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی یعنی آج مین کامل کر چکا دین تمھارا اور تمپر اپنی نعمت پوری کر چکا پس آیت اول جناب امیر کی شان مین نازل ہوئی جسکے مطابق آنحضرت صلعم نے اونکی مولایت کی بشارت دی اور نعمت تمام کر دی جناب امیر کی مولایت کا اظہار ہے اور یہ صریح دلیل ہے کہ وہ افضل ہیں اور خلافت کے لئے حقدار ہین

بوہرے ۱۸۔ ماہ ذیحجہ کو واقعہ غدیر خم کی یادگار میں عید مناتے ہیں روزہ رکھتے ہیں غسل کرتے ہیں ۔ زوال کے وقت دو رکعت نماز کی پڑھتے ہیں اور نیت میں بعبارت عربی یہ کہتے ہیں کہ نماز پڑھتا ہوں میں اس روز مبارک مشریف کی کہ عید غدیر خم کی ہے اللہ تعالی کی شکر گزاری کے لئے دو رکعتیں اللہ کے لئے [illegible] اس نماز کی دونوں رکعتوں میں الحمد ایکبار قل ہو اللہ احد دس بار اور آیت کرسی دس بار اور انا انزلنا دس بار پڑھتے ہیں ۔

عید غدیر کے دن ہر مقام پر عامل بوہروں سے میثاق لیتا ہے ۔ اور پندرہ برس سے جس کی عمر کم ہو اوس سے میثاق نہیں لیا جاتا اس میثاق میں عقائد اور مذہب کی باتوں پر قایم رہنے اور بری باتوں سے بچنے کا اقرار لیا جاتا ہے ۔ اور ہر ایک اپنی مقدرت کے موافق عامل کو نذر دکھاتا ہے ۔ تمام زر نذر سے چہارم حصہ عامل کو ملتا ہے اور تین حصے داعی کی سرکار میں جمع ہوتے ہیں ۔

باغ فدک

بوہروں کی ناراضگی کی حضرت صدیق سے بڑی وجہ باغ فدک بھی ہے کہ جب بی بی فاطمہ نے آنحضرت کے انتقال کے بعد یہ دعوے کیا کہ باغ فدک حضرت نبی اللہ علیہ وسلم مجھ پر ہبہ کر چکے ہیں تو ان سے گواہ طلب کئے ۔ بی بی صاحبہ کیطرف سے حضرت علی اور ایک عورت یہ دو شاہد پیش ہوئے ۔ انکی شہادت کو اس لئے قبول نہ کیا کہ ایک مرد اور ایک عورت کی شہادت کافی نہیں بلکہ ایک اور عورت کی ضرورت تھی ۔ بوہرے کہتے ہیں کہ جبکہ جناب سرور کائنات بی بی صاحبہ اور جناب امیر کے جنتی ہونے کی خبر دے چکے ہیں تو اول تو اون سے گواہ ہی طلب کرنا بیجا تھا اگر طلب کئے تھے تو نصاب شہادت کا پورا کرنا کیا ضرور تھا ۔ کیونکہ جنتی آدمی جھوٹا کب ہو سکتا ہے ۔

میں انکی خدمت میں یہ جواب عرض کرتا ہوں کہ گواہوں کے پیش کرنے اور نصاب کے پورا ہونے کی قیدیں ان معصومین اور اہل جنت ہی نے خود اپنے اوپر لگائی ہیں چنانچہ بحر العلوم نے شیخ علم الہدیٰ میں لکھا ہے کہ جناب امیر کی ایک زرہ

چوری جاتی رہی تھی وہ ایک یہودی کے پاس برآمد ہوئی یہ وہ زمانہ تھا کہ آپ مسند خلافت پر متمکن تھے آپ نے حقرسی کے لیئے قاضی شریح کی عدالت میں رجوع کیا قاضی نے یہودی سے جواب طلب کیا یہودی نے کہا کہ یہ زرہ تو میری ہے اور میرے ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ وہ میرے قبضے میں ہے۔ قاضی نے حضرت علی سے گواہ طلب کئے آپ نے ایک تو اپنے صاحبزادے حسن کو اور دوسرے قنبر کو پیش کیا شریح نے کہا کہ قنبر کی شہادت میں تو کوئی مضائقہ نہیں گو وہ آپ کا غلام ہے مگر آپ نے اوسکو آزاد کر دیا ہے لیکن آپ کے بیٹے کی گواہی مقبول نہیں آپ نے تسلیم کر لیا اور زرہ یہودی کو دیدی باوجودیکہ آپ امیر المومنین تھے اور قاضی ایک ادنی ماتحت تھا۔ نہ آپ قاضی سے ناراض ہوئے نہ اوس کے حکم سے انکار کیا نہ معزول کیا اور وہ کیوں ایسا کرتے اون میں ان لوگوں کی سی نفسانیت نہ تھی وہ سچے اور ایماندار فرزندان اسلام کے پابند تھے اور تمام مسلمانوں کے لیئے جو عام حکم نکلے اوس سے وہ اپنے آپ کو مستثنے نہیں سمجھتے تھے وہ خوش نیت تھے اور ان کی نیتیں ان لوگوں کی سی نہیں ہیں

رویت ہلال۔ روزہ رمضان۔ عید اور حج

اس فرقے کے یہ خصوصیات میں سے ہے کہ ماہ رمضان میں ایک یا دو روز قبل روزہ رکھتے ہیں اور جب ایک یا دو روز باقی رہتے ہیں تو عید منا لیتے ہیں اور پورے تیس روزے رکھتے ہیں اور روزہ اول وقت افطار کرتے ہیں جیسا کہ حنفیہ افطار کرتے ہیں۔ اور نماز مغرب بھی حنفیہ کی طرح اول وقت میں پڑھتے ہیں۔ یہاں ایک بات جو ذرا سن لینے کے قابل ہے وہ یہ کہ بعض بوہروں نے مجھ سے بیان کیا کہ مولانا قطب الدین قبل رویت ہلال کے عید کرتے تھے پر احمد آباد میں اورنگ زیب عالمگیر کے حکم سے ۲۷ جمادی الاخر سنہ ... کو شہید کئے گئے خفا ہوتے ہوئے اپنے کہا کہ تمنے کیوں ایک دن بیشتر عید کریں یا دیر یکا

ابھی شوال کا چاند نہین دیکھا ہے انہون نے انکار کیا اوس نے کہا کہ ہم پیٹ
چاک کراتے ہین۔ اگر عید کی ہو گی تو سویان کہان ہونگی۔ تھوڑی سی کھل جاتا
سویان پیٹ مین سے نکلینگی۔ چنانچہ پیٹ چاک کرانے پر سویان نکلین۔ انکی لاش کو
مزبلے مین پھنکوا دیا۔ رات کو بوہرون نے اوٹھا کر اوس مقام پر دفن کر دیا۔
جہان اب اونکی قبر واقع ہے۔ یہان غور کرو کہ ۲۷۔ جمادی الآخر ہے اور عید
کی سویون سے کیا واسطہ۔ اگرچہ مجھکو بحیثیت مورخ ہونے کے ایسے بے سروپا
واقعات کو قلم انداز کر دینا چاہیے تھا۔ لیکن ناظرین کو خیالات دکھانے کے لئے
ایسا کیا گیا۔

عالمگیر ۱۰۲۷ھ ہجری مین پیدا ہوا تھا اور ۱۰۶۸ھ مین دارا شکوہ پر غلبہ حاصل کر کے
اپنا لقب عالمگیر مقرر کیا۔ ۱۰۵۵ھ مین شاہجہان نے اسکو گجرات کے انتظام
کے لئے بھیجا تھا اور ۱۰۵۶ھ ہجری مین وہانسے واپس بلا کر بدخشان کی تسخیر کے
لئے مامور کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا قطب الدین کی شہادت کا
واقعہ عالمگیر کی ایام شاہزادگی اور صوبہ داری گجرات کا ہے۔

بوہرے عشرہ محرم کے مراسم بھی قبل سے ادا کر لیتے ہین۔ اور مقام عرفات مین بھی
ایک دو روز قبل حج بجا لاتے ہین اور وہ اس تدبیر سے ہو جاتا ہے کہ اہل سنت
کو خبر تک نہین ہوتی۔ مقام عرفات مین حج سے کئی دن قبل سے حاجیون کی
آمد شروع ہو جاتی ہے۔ اور وہ کوئی چھوٹی سی جگہ نہین کہ اگر تھوڑے سے آدمی
کچھ کرین تو سب کی نظر پڑے اور خبر ہو جائے۔ پس اپنے طور پر مراسم حج علحدہ
اور مخفی ادا کر لیتے ہین۔

مجھ سے ایک بوہرے نے بیان کیا کہ ہم قبل سے عرفات مین پہنچ گئے۔
اور یمن کیطرف کے اسماعیلی بھی شامل تھے۔ یمن مین اسماعیلیون کی بڑی
آبادی ہے۔ ہم سب اسماعیلیون نے دو روز قبل کھڑے ہو کر حج کے مراسم
ادا کرنے شروع کئے اور ایک ذی تعلیم اسماعیلی ساکن یمن یہ کام کرا رہا تھا کہ بہت سے
اہل سنت ہماری جماعت کو کھڑا دیکھ کر وہان آ گئے اور پوچھا کہ تم یہ کیا کرتے ہو
ہم نے جواب دیا کہ ہم کچھ دعا کرتے ہین۔ وہ اس سادے سے جواب کو سنکر

ہٹ گئے ۔ پھر ہمنے مزدلفہ میں جاکر اسطرح شب گذاری کی کہ جو راستہ اودہر کو
ہے وہ طائف مسافروں کو راستہ بھی ہے طائف کے آنے والے اسی
راستے سے خانہ کعبہ کو جاتے ہیں ۔ پس ہم سب مزدلفہ کو روانہ ہوئے راستہ میں
جو لوگ عرفات کو آنے والے ملتے اور ہمسے دریافت کرتے کہ عرفات کو بھی
واپس کیوں جاتے ہو تو ہم جواب دیتے کہ ہم طائف سے آرہے ہیں گئے ہیں
ہو کر عرفات کو آئینگے ۔ اور اس حیلے سے مزدلفہ میں رات گذار کر پھر عرفات کو
لوٹ آئے اور بدستور تمام حجاج کے شریک رہے ۔

ماہ رمضان کے ہمیشہ سے روزہ ہونیکی وجہ

بوہر ذیلی ایک کتاب میں لکھا ہے ۔
معلوم تھا کی دیرس نا بار مہینہ چھے تھا سے چھ مہینے کامل انی چھ مہینہ ناقص
چھے تو عقلا واجب تھیو کہ ورس نو اصل انی اساس نقصان نا دون کمال
پہ ہوی تیجو اسطے ورسنو پہلو مہینو محرم سے شروع تھیو تہ کامل مہینو چھے انی آ
مہینو صفر تہ ناقص ایجحل ربیع الاول کامل انی ربیع الآخر ناقص انی جمادی الاول
کامل انی جمادی الآخر ناقص انی شہر رجب کامل انی شعبان ناقص ۔ انی
شہر رمضان کامل انی شوال ناقص انی ذلقعد کامل انی ذی الحجہ ناقص ۔ آ
نبی صاحب صلوات اللہ علیہ نو فرمان چھے کہ کوی وقت شعبان کامل تھای
انی شہر رمضان ناقص نہ تھای تمہے ۔ نبی صاحب نو آ قول بوہرے مہینے نا
کمال انی نقصان او پر دلیل چھے انی شعبان نا ناقص تھاوا ... تیہ انصف
نی ہوی دلیل چھے کہ شہر رجب آنی شہر رمضان اہی لیلۃ النصف تیہ تھی
مطلب اس کا یہ ہے کہ برس کے بارہ مہینے ہوتے ہیں جن میں سے چھ کامل
ہوتے ہیں ۔ چھ مہینے ناقص ہوتے ہیں ۔ پس عقل کی رو سے واجب ہوا کہ
برس کی اصل اور بنا نقصان اور کمال پر ہوئی ۔ پس برس کا پہلا مہینہ محرم سے

شروع ہوا اسلئے وہ کامل مہینہ ہے اور اس سے دوسرا مہینہ صفر کا ناقص ٹھیرا۔
اسیطرح ربیع الاول کامل اور ربیع الثانی ناقص اور جمادی الاول کامل۔ اور
جمادی الاخر ناقص اور ماہ رجب کامل اور شعبان ناقص۔ اور ماہ رمضان کامل
اور شوال ناقص اور ذیقعدہ کامل اور ذی حجہ ناقص۔
حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شعبان کسی وقت کامل
یعنی تیس دن کا نہین ہوتا اور رمضان ناقص یعنی انتیس دن کا نہین ہوتا حضور
پر نور کا بھی ارشاد ان دونون مہینوں کے کامل و ناقص ہونے پر دلیل ہے
اور شعبان کے ناقص ہونے کی دلیل لیلۃ النصف کا ہونا بھی ہے۔
کہ یہ ماہ رجب اور رمضان مین نہین ہوتی۔ ماہ رمضان کے بھی روزہ ہونے
کا استدلال اوس حدیث سے بھی ہوتا ہے جو فروع کافی کی کتاب الصیام
کے پہلے باب مین مذکور ہے۔ عن سہل بن زیاد عن محمد بن اسمعیل
عن بعض اصحابہ عن ابی عبداللہ علیہ السلام الے آخرہ (ترجمہ روایت نادرہ)
اللہ تبارک و تعالے نے فرمایا کہ چھہ روز مین دنیا کو پیدا کیا پھر سال کے دن
اختیار کئے اور ایک سال تین سو چون دن کا شعبان کبھی پورا نہین ہوتا ہے۔
اور رمضان بخدا کبھی نہین گھٹتا ہے اور فریضہ ناقص نہین ہوتا۔
اللہ تعالے فرماتا ہے ولتکملوا العدۃ (تعداد پوری کرو) اور شوال انتیس
دن کا اور ذیقعدہ تیس دن کا اللہ تعالے فرماتا ہے وواعدنا موسیٰ ثلثین
لیلۃ واتممنا ھا بعشر فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ (ہمنے موسےٰ سے تیس راتوں کا وعدہ
کیا اور تمام کیا اوسے دس سے پس پورا ہوا وعدہ رب کا چالیس راتین)
اور ذیحجہ انتیس دن کا اور محرم تیس دن کا پھر سب مہینے بعد اس کے ایک
مہینہ پورا اور ایک ناقص ہین
یہ روایت ایسی ضعیف ہے کہ محمد بن اسمعیل اور امام جعفر صادق علیہم السلام
کے درمیان راوی کا نام نہین۔ خدا جانے کون ہی اور کیسا ہے۔ پھر اس کے
مخالف روایات کثیرہ معتبر آئمہ علیہم السلام کتب اثنا عشریہ مین منقول ہین جن مین
صاف صاف فرمایا ہی کہ ماہ رمضان کو دوسرے مہینوں کی طرح نقصان پہنچتا ہے

کبیسہ یعنی لوند

نسخہ صحیفۃ الصلوۃ ممبئی مین نورالدین جیوا خان اسماعیلی کے مطبع مین داعی مولانا نجم الدین عبدالقادر علیہ الرحمۃ کے حکم سے بہ سعی داری نورالدین جیوا خان چھپا ہے اوس مین کبیسہ کا حساب یون مندرج ہے۔

کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت کبیسہ کے بیان مین آئی ہے جسکے اندر ابجد کا قاعدہ کام آتا ہے اور وہ یہ ہے۔

ا ب ج د ه و ز ح ط ی ک ل م ن س
۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۸ ۹ ۱۰ ۲۰ ۳۰ ۴۰ ۵۰ ۶۰

ع ف ص ق ر ش ت ث خ ذ ض
۸۰ ۹۰ ۱۰۰ ۲۰۰ ۳۰۰ ۴۰۰ ۵۰۰ ۶۰۰ ۷۰۰ ۸۰۰

ظ غ
۹۰۰ ۱۰۰۰

یہ حروف قرن کبیر کے ہین ز ه ج ا و د ب
۷ ۵ ۳ ۱ ۶ ۴ ۲

اور قرن صغیر کے تیس حروف ہین جنمین سے ہر ایک حرف برس برس روز کا شمار ہوتا ہے

ا د و ب ه ز ج و ا د ز ب ه ز ج و ا د ز ب ه
و ا د ب ه ز ج و

اور یہ حرف بارہ مہینون کے مشہور ہین ایک حرف کے واسطے ایک ایک مہینہ مقرر ہے

مہینہ	حرف	عدد
محرم	ز	۷
صفر	ب	۲
ربیع الاول	ج	۳
ربیع الآخر	ه	۵
جمادی الاول	ف	۸
جمادی الآخر	ا	۱
رجب	ب	۲
شعبان	د	۴
رمضان	ه	۵
شوال	ز	۷
ذیقعد	ا	۱
ذی حجہ	ج	۳

پس قرن صغیر کے حروف مین سے جس حرف پر سکون ہے اوس حرف کا سال کبیسہ کا سال ہے یعنی اوس سال کا ذیحجہ تیس دن کا ہوتا ہے۔ ان شعرون مین یہی بات مذکور ہے۔

ثلثون السنون الدهر تلقی ٭ لهجرة احمد الزاکی المغارس
فثانیة وخامسة جمیعا ٭ وثامنة وعاشر الکبائس
کذالک ثلث عشر ثم ست ٭ ولتسع فی القیاس لکل قائس
وحادیة ورابعة وسبع ٭ ولتسع بعد عشرین الکبائس

غرض یہ کہ ہر تیس برس مین گیارہ بار کبیسہ واقع ہوتا ہے۔
اور وہ یہ ہین ۔ سال دوم ۲ ۔ پنجم ۵ ۔ ہشتم ۸ ۔ دہم ۱۰ ۔ سیزدہم ۱۳ ۔ شانزدہم ۱۶ ۔ نوزدہم ۱۹ ۔ بست و یکم ۲۱ ۔ بست و چہارم ۲۴ ۔ بست و ہفتم ۲۷ ۔ بست و نہم ۲۹ ۔
کوئی شخص چاہے سنہ ۱۳۰۲ کے محرم کی پہلی تاریخ نکالے یا جس مہینے کی چاہے اوسکی نکالے تو اس کا قانون اصطلاح ہے کہ اسی قرن کبیر کا حرف ز ہے اس کے ابجد کے حساب سے سات عدد ہوتے ہین اور قرن صغیر کا حرف واو جسکے ابجد کے حساب سے چھ عدد ہوتے ہین اور محرم کا حرف ز ہے جسکے سات عدد ہوتے ہین پس ان تمام اعداد کا مجموعہ (کہ دو جگہ سات سات ہین اور ایک جگہ چھہ) بیس ہوا جس مین سے سات سات نکالے تو باقی چھ رہے ان کو اسطور سے گنا تو بارہ سو دو کے سال کے محرم کی پہلی تاریخ جمعہ آتا ہے اسی طرح جس مہینے کی پہلی تاریخ نکالنا چاہین اوس مہینے کے حروف لیکر جمع کرنے کے بعد سات سات نکالین اور جو باقی رہے اوس کو اسی طور سے گنین جب تک گنتی پہنچے وہی دن مہینے کی پہلی تاریخ کا دن ہوگا۔
صناجة الطرب فی تقدمات العرب میں جو ملک شام میں عربی زبان مین چھپائی گئی ہے لکھا ہے کہ کبیسہ کے حساب کرنے والے نساۃ لوگ ہوا کرتے ہین۔ نساۃ نسی سے مشتق ہے یعنی مہینوں کے بہلا دینے والے۔ اس طریقے مین یہ ہوتا کہ چند دن مہینوں پر بحساب کسور بڑھا دیتے ہین جس سے تین برس مین ایک مہینہ پورا کل آتا ہے۔ یہ طریق مصری عربوں مین اب تک رائج ہے۔ مگر اسلام نے اس کو منسوخ کیا ہے اور فقط قمری حساب رویت ہلال کے مطابق جاری رکھا ہے۔ اسلام کے تمام فرقے اپنے عام احکام شرعیہ رویت ہلال کے لحاظ سے کرتے ہین سوا اسے فرقہ شیعہ (مہدیہ) کے۔

اسلامی سال محرم کے مہینے سے شروع ہوتا ہے اور عموماً ایک مہینہ تیس اور ایک مہینہ انتیس دن کا حساب کیا جاتا ہے تا کہ قمری سال تین سو چون روز اور ایک خمس اور ایک سدس کا ہو (۳۵۴ ۱/۵ ۱/۶) امام مقریزی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی کسر کی وجہ سے مسلمانوں نے ذی الحجہ کے مہینے میں ایک دن کا اضافہ کر دیا ہے بشرطیکہ وہ کسر نصف دن سے زیادہ ہو۔ اس سبب سے اوس سال میں ذی الحجہ تیس دن کا ہو جاتا ہے۔ اوس سال کو سال کبیسہ کہتے ہیں۔ اس حساب سے پورے سال کے دن تین سو پچپن ہو جاتے ہیں اسی طرح جمع ہوتے ہوتے ہر تیس برس میں گیارہ دن بڑھ جاتے ہیں مقریزی کا مطلب تیس برس سے قمری سال مراد ہیں ان تیس برسوں میں انیس برس تو بغیر کبیسہ کے ہونگے اور گیارہ برس میں کبیسہ پڑے گا۔ وہ گیارہ برس وہی ہیں جو اوپر مذکور ہوئے۔

مسلمانوں کا پہلا مہینہ آٹھویں پندرہویں اور انتیسویں میں اور قدیم کے مہینوں سے موافقت رکھتا ہے۔ لیکن اگر محرم کی پہلی یکشنبے کے روز واقع ہو تو صفر کی پہلی کو سہ شنبہ ہوگا۔ اور ربیع الاول کی پہلی کو چہارشنبہ ربیع الثانی کی پہلی کو جمعہ ہوگا۔ جمادی الاولے کی پہلی کو چہارشنبہ جمادی الاخرے کی پہلی کو دوشنبہ رجب کی پہلی کو سہ شنبہ شعبان کی پہلی کو پنجشنبہ ہوگا۔ ماہ صیام کی پہلی کو جمعہ ہوگا۔ شوال کی پہلی کو یکشنبہ ہوگا۔ ذی قعدہ کی پہلی کو دوشنبہ ہوگا۔ ذی الحجہ کی پہلی کو چہارشنبہ ہوگا۔ اور اگر محرم کی پہلی دوشنبے کو پڑی تو صفر کی پہلی کو چہارشنبہ ہوگا۔ ربیع الاول کی پہلی پنجشنبہ۔ اور اگر محرم کی پہلی کو ہفتہ ہوا تو صفر کی پہلی کو دوشنبہ ہوگا۔ اور ربیع الاول کی پہلی کو سہ شنبہ ہوگا علیٰ ہذا القیاس سمجھ لو۔

صحیفہ جو مردے کے ساتھ قبر میں رکھتے ہیں

ایک صحیفہ مرنے کے بعد غسل و کفن دیکر مردے کے ہاتھ میں دیکر اوسکی ساتھ

قبر میں رکھا جاتا ہے۔ اس میں مرد کے واسطے مذکر کی ضمیر اور عورت کے واسطے مونث کی ضمیر پھیرنے کے سوا کوئی تفریق نہیں۔ یہ صحیفہ حقیقت میں عقائد میت کی تصدیق کرنے کو عامل کیے گئے ہیں۔ خواہ اس موقع پر داعی وقت کی طرف سے مقرر ہو شہادت ہے۔ اس میں سیدنا و مولانا کے بعد داعی وقت کا نام درج کیا جاتا ہے۔ اور ماذونہ سیدی کے بعد ماذون کا نام لکھا جاتا ہے اور مکاسرہ سیدی کے بعد مکاسر کا نام تحریر کیا جاتا ہے۔ نقل اس کی یہ ہے۔

اعوذ باللہ العظیم و بوجہہ الکریم من الشیطان الرجیم۔ اللھم ھذا عبدک الضعیف الفقیر المحتاج الی رحمتک جاءتہ الوفات التی ختمتھا علیہ اللھم فتلقہ بالروح والریحان والتجاوز عن سیئاتہ بالاحسان الیہ وارفع روحہ مع ارواح النبیین و الصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا ذلک الفضل من اللہ وکفی باللہ علیما اللھم ارحم جسمہ اللابث فی التراب واسرالیہ من سواری لطفک ما یکون ضمینا لہ بالتخلص من العذاب وقاضیا لہ بکرم الرجعی وحسن المآب بحق ملائکتک المقربین وحملک الروحانیین و ملائکتک النورانیین وانبیائک المرسلین الخیرۃ والصفوۃ من خلقک اجمعین وبحق نبیک المصطفی وامینک المجتبی محمد خیر من مشی علی الغبراء واظلتہ السماء الخضراء وبحق وصیہ علی ابن ابی طالب ابی الائمۃ النجباء والحامل عن نبیک ثقل الاعباء وبحق مولاتنا فاطمۃ الزھراء الانسیۃ الحوراء وبحق الائمۃ من نسلھا والصفوۃ من نجلھا الحسن والحسین سبطی نبیک وبعلی ابن الحسین ومحمد ابن علی وجعفر ابن محمد واسماعیل ابن جعفر ومحمد ابن اسماعیل وعبد اللہ المستور واحمد المستور والحسین المستور ومولانا المھدی ومولانا القائم ومولانا المنصور

ومولانا المعز ومولانا العزیز ومولانا الحاکم ومولانا الظاهر ومولانا
المستنصر مولانا المستعلی ومولانا الآمر ومولانا الامام الطیب
ابی القاسم امیر المومنین وبحق ابائهم وحججهم ودعاتهم وبحق
قائم آخر الزمان وحجته وائمة دوره صلوات الله علیهم اجمعین
وبحق داعی الوقت والاوان سیدنا ومولانا .... وماذونه سیدی
ومکاسره سیدی .... محمد وکل الفضلاء الذین یقضون بالحق
وبه یعدلون حسبنا الله ونعم الوکیل ونعم المولی ونعم النصیر
ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ بار خدایا تیرا بندہ ضعیف حقیر محتاج تیری رحمت کا جسکی
وفات مقررہ آئی اس کو آسایش اور خوشبو سے ملا اور اس کے گناہوں لئے احسان
کے ساتھ درگذر کر اور اسکی روح کو ارواح انبیا وصدیقین وشہدا کے ساتھ
درجہ عالی عطا کر۔ اور کچھ اور دعائیہ کلمات کے بعد کاموں کے لئے ملائکہ
اور انبیا اور حضرت محمد مصطفی اور حضرت علی اور بی بی فاطمہ زہرا اور حضرت امام حسن
سے امام طیب ابو القاسم اور مہدی آخر الزمان تک تمام آئمہ کو اور اون کے
بابوں اور حجتوں اور داعیوں اور داعی وقت اور اوس کے ماذون ومکاسر
وحد ود کو درگاہ الہی مین وسیلہ گردانا ہے

بوہرون کے مذہب مین فلاسفہ یونان کی باتون کو دخل

مولانا محمد بن طاہر کی دعا مین عقول عشرہ کو اور اون کے قواے روحانی
اور جواہر مجردہ کو جناب الہی مین وسیلہ بنایا ہے جس کے الفاظ یہ ہین۔
اللہم انی اسئلک یا ہو یا من لا یعلم ما ہو الا ہو یا من ہو کما ہو
لوتسل الیک اللہم بالعقل الاول وبتالیہ وبالسبعة العقول
التی تلیہ ولعاشرہم القائم المقام الاول فی افقہ والحائز ہو ا ...

الجاریه والحرکات الیه الساریة تشرفت سبقة وهی فی ضمن
کل واحد من القوی الروحانیة والاشباح القدسانیة اتوسل
الیک اللهم بصاحب المرتبة العلیة وصفوة الصفی من
اهل الجنة الابداعیة الذی له تحرکت الحرکات الجرمانیة و
الجسمانیة وصار مطرح الشعاع بعضها الجبروتیة والملکوتیة
وبالسبعة والعشرین المدبرین له وتسارعین الی اجابته و
بمن قام بعبادتهم بین المقامات الانبعاثیة والانوار الانبعاثیة
الی انقضاء مدة عمرهم وانتهاء عدد قهرهم [illegible] ادواره واخر ساعات
من ساعات ایامه [illegible]

یا اللہ تیرے تئین پہچانا ہوں [illegible] اسے اللہ تو وہ ذات پاک کہ کوئی نہین
جانتا کہ وہ کیا ہے مگر خود وہی یعنی وہ ہے آپ اپنی ذات کو جاننے والا
اسے وہ ذات پاک [illegible] اور مین وسیلہ پکڑتا ہون
اسے اللہ تیری جناب مین عقل اول کے ساتھ اور ثانی کے ساتھ
یعنی عقل دوسرے کے ساتھ اور اون سات عقلون کے ساتھ جو دوسری
عقل کے [illegible] اور دسوین عقل کے ساتھ جو پہلی [illegible]
کے [illegible] اور جو کچھ [illegible] اسکے [illegible]
کے [illegible] اور جو کچھ کرنے والی [illegible] ساتھ ملتے اپنے کے
جو حرکت کرنے والا ہے [illegible] اوس شخص کے جو اوسکی [illegible] کو
سبقت کرنے والی ہے اوسکی [illegible] کو یعنی عقل اول نے تقدم کیوجہ سے
جو شرف حاصل کیا ہے [illegible] دسوین عقل نے اپنی عنایت کیوجہ سے
حاصل کیا ہے - اور اسی وجہ دونون مرتبے مین برابر ہوگئے ہین یعنی ایک
تقدم کیوجہ سے بزرگ ہے - اور ایک اپنی مہربانی کیوجہ سے اور مین
توسل کرتا ہون اسے اللہ تیری جناب مین اون روحانی قوتون اور پاک
صورتون کے ساتھ جو ہر ایک شخص کے اندر موجود ہین اور وسیلہ پکڑتا ہون
مین تیری جناب مین اسے اللہ اوس صاحب مرتبہ عالی اور برگزیدہ

ترین کے ساتھ جسکا بدن نفخ یا دے کے پیدا ہوا ہے اور اوسکی وجہ سے
آسمانون اور عناصر نے حرکت پائی ہے اور عقول جبروتی و ملکوتی کے
انوار کے گرنے کی جگہ ہو گیا ہے اور اے اللہ مین توسل کرتا ہون
تیری جناب مین اون تابعین کے ساتھ جو دسوین عقل کے اپنے کو قبول
کرتے ہین اور اوس کے ذنا خبردار ہین اور اوس کے حکم کی تعمیل مین جلدی
کرنے والے ہین اور وسیلہ کرنے والا ہون تیری جناب مین والس تحقیق کے ساتھ
جو بعد اونکی ایسے مقامات کا جانشین ہوا جو برانگیختہ کرنے والے اور ہمیشہ ہی
روشنی پھیلنے والے ہین اونکی مدت کے تمام ہونے اور اونکی تعداد کے
پورا ہونے تک اور اے اللہ توسل کرتا ہون تیری جناب مین
اوس نفس کے ساتھ جسکے اوپر ان عنصروں کے دورون کا خاتمہ
انتہائے زمانہ تک

اس مضمون مین اول سے آخر تک فلاسفہ یونان کے عقائد اور مسلمات
کی اتباع کی ہے اور اس سے صرف اللہ تعالے کا علۃ العلل ہونا ثابت
ہوتا ہے ۔ اور اوس کے لئے صرف تقدم ذاتی کا حاصل ہونا پایا جاتا ہے
نہ تقدم زمانی کا جیسا کہ بیٹے کو باپ پر تقدم زمانی حاصل ہے کیونکہ
خدا کے لئے علیت کا تقدم ثابت ہوتا ہے ۔ اور خاصیت اس
تقدم کی یہ ہے کہ متاخر کا وجود بغیر اوس کے نہین ہوتا اور اوس کے ساتھ
ہوتا ہے یعنی اوس علت کو کہ متقدم ہے وجود حاصل ہوتا ہے بعد
اسکے معلول کو کہ متاخر ہے وجود حاصل ہوتا ہے ۔ اور متقدم بدون
بغیر متاخر کے نہین ہو سکتا ہے اسکو متقدم بالذات کہتے ہین ۔ مثال
اسکی ممکنات مین انگلی کی حرکت ہے انگوٹھی کی حرکت پر اور عالم کا
قدیم ہونا لازم آتا ہے ۔ اور اہل اسلام جس خدا کو مانتے ہین اور رسول
مقبول نے جس خدا کی تعریف کی ہے وہ ایسا خدا نہین ہو سکتا ۔ اوسکی
ذات قدسی ایسے خدا سے عالی ہے جسکا ذکر مولانا محمد صاحب نے
کیا ہے ۔ کارخانہ عالم کی ایجاد مین ایسے اللہ کو کوئی دخل نہوگا بجز اسکے

کہ اوس نے اول ایک عقل کو پیدا کیا بعدہ اوس عقل نے دوسری عقل اور ایک آسمان پیدا کیا۔ اور بعد اوس کے دوسری عقل نے تیسری عقل اور ایک آسمان پیدا کیا بعد اوسکے اس تیسری عقل نے چوتھی عقل اور ایک آسمان پیدا کیا۔ اور بعد اوسکے چوتھی عقل نے پانچویں عقل اور ایک آسمان پیدا کیا اسیطرح دس عقلیں اور نو آسمان پیدا ہوئے اور انھیں دس عقلوں کو عقول عشرہ کہتے ہیں جو لوگ عقول ملائکہ خیال کرتے ہیں وہ یونانی حکما کی اصطلاح کو اسلام کے پردے میں چھپاتے ہیں کیونکہ حقیقت میں ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے اسلام میں ملائکہ کہتے ہیں اجسام لطیف نورانی کو مستقل اور شاق کام کرنے پر قادر ہیں اور مختلف اشکال کے ساتھ متشکل ہو جاتے ہیں اور اونکے ایسا اور حواس ہوتے ہیں اور حکما کے نزدیک عقل ایک ایسا موجود ممکن ہے کہ نہ جسم ہے اور نہ حال ہے جسم میں اور نہ جسم کا جزو ہے بلکہ جوہر مجرد ہے یعنی اپنی ذات اور فعل میں یعنی نہ جسم ہے نہ جسمانی اور نہ اوس کے کام موقوف ہیں جسم کے ساتھ متعلق ہونے پر۔ اور بدوسری عبارت میں یوں سمجھو کہ وہ جوہر مجرد ہے جسم کے ساتھ اوس کا تعلق صرف تاثیر کے لیے ہے نہ تصرف و تدبیر کے لیے اور متکلمین اسلام جوہر مجرد کو باطل کرتے ہیں۔

ہر نبی کے لیے ایک مقیم اور ایک وصی ہوتا ہے

مولانا محمد بن شاہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم سے حضرت محمد تک ہر پیغمبر کے لیے ایک مقیم ہوتا تھا اور ایک وصی بھی ہوتا تھا اور اوسکی زمانہ نبوت میں قائم ہو اور دین کی حدود کو ادا کرتے تھے چنانچہ حضرت آدم کے مقیم شیث تھے اور اونکے وصی ہابیل تھے۔ اور حضرت نوح کے مقیم ہود تھے اور وصی سام اور حضرت ابراہیم کے مقیم صالح تھے اور وصی اسماعیل اور حضرت موسے کے مقیم ارتقا تھے اور وصی ہارون تھے۔ اور حضرت عیسی کے مقیم خزیمہ تھے اور وصی شمعون تھے۔ مگر پیغمبر خدا کا کوئی مقیم نہیں بتاتا اور وصی حضرت امیر المومنین علی کو قرار دیتے ہیں۔

بوہرون کے سفید لباس اختیار کرنے کی وجہ

جب طالبین نے عباسیون پر خروج کیا تو اونکی ضد سے اپنے پھریرون کا رنگ سفید رکھا کیونکہ اونہون نے سیاہ رنگ اختیار کیا تھا اسی وجہ سے ان کو مبیضہ کہنے لگے جسمین میم مضموم بے موحدہ مفتوح اور یاے مثنات تحتانی ساکن مکسور اور ضاد نقطہ دار مفتوح ہے یہی رنگ قرامطہ اور حضرت عبید اللہ المہدی اور انکے متبعون مین قائم رہا ۔ چونکہ بوہرے مہدویہ ہین اسلئے ان کے ہان بھی سفید کپڑون کو ترجیح دیجاتی ہے ۔ فارسی اور اردو کی تاریخون مین مبیضہ کا ترجمہ سفید جامگان اور سفید پوشان لکھتے ہین

بوہرون کو داؤدیہ کہنے کی وجہ

اگرچہ بوہرے طیبیہ ہین ۔ مگر داعی داؤد بن عجب شاہ کی وفات کے بعد سے داؤدیہ کہلانے لگے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ ۲۷ ربیع الآخر سنہ ۹۹۹ ہجری کو داعی داؤد بن عجب شاہ نے انتقال کیا اور اونکی جگہ داؤد بن قطب شاہ متمکن ہوئے ۔ یمن مین داؤد بن عجب شاہ کی طرف سے اونکی بی بی زہرا کے بھائی کے بیٹے سلیمان بن یوسف عامل تھے اونہون نے یمن مین یہ دعوے کیا کہ داعی مرحوم اپنی جانشینی کے لئے میرے حق مین نص کر گئے ہین ۔ اور تحریری سند داعی مرحوم کی مہری نوم کو دکھائی ۔ جنہون نے اوسکو تسلیم کیا اور داعی داؤد بن قطب شاہ کو نہ مانا وہ سلیمانیہ کہلائے اور جنہون نے نہ مانا وہ داؤدیہ مشہور ہوئے یہ لوگ سورت کے بڑے ملا صاحب کو اپنا داعی اور دینی مقتدا مانتے ہین ۔ داؤدیہ کہتے ہین کہ یہ سند جعلی تھی اور اوس کے تیار ہونے کی صورت یہ ہوئی کہ جب داؤد بن قطب شاہ داعی ہوئے تو سلیمان اونکی ماتحتی مین چار برس تک یمن کے عامل رہے داعی داؤد بن عجب شاہ کے ایک بیٹا

ابراہیم نامی ایک حبشی کے بطن سے تھا اوس نے داؤد کی بی بی زہرا اور اونکے کاتب محمد نے سرکاری کچھ روپیہ کھا لیا جب ان دونوں کو مواخذے اور مطالبے کا خوف ہوا تو یمن میں سلیمان کو ایک خط لکھا کہ تم داعی بن عجب شاہ کی طرف سے اس مضمون کی نقل کا کاغذ لکھ کر یہاں بھیجو کہ ہمارے بعد سلیمان بن یوسف داعی ہیں تو اوسپر داعی داؤد بن عجب شاہ کی مہر لگا دیجاے کیونکہ وہ ابھی تک اونکے کاتب محمد کے پاس موجود ہے چنانچہ سلیمان نے ایک تحریر اس مضمون کی یمن سے بھیجی جسپر محمد نے مہر لگا کر ایک شخص کے ہاتھ جو ملکرمی کہلاتا تھا یمن کو سلیمان کے پاس روانہ کر دی جب داعی داؤد بن قطب شاہ کو اس کارروائی کا حال معلوم ہوا تو انھوں نے زہرا سے کہا کہ تمہارے بھتیجے کی نسبت ایسی خبر پہنچی ہے میں اوسکو معزول کرتا ہوں اور یہ آیت پڑھی وما کنت متخذ المضلین عضدا یعنی میں گمراہ کرنے والوں کو یار و مددگار بنانے والا نہیں ہوں زہرا نے جواب دیا کہ یہ بات غلط معلوم ہوتی ہے میرا بھتیجا آپ کے سامنے ہمیشہ دربار میں رہے ہیں آپ اونہیں معزول نہ کیجیے مگر مولانا داؤد بن قطب شاہ نے نہ مانا اور اونکی معزولی کا حکم بھیجدیا مگر بہت سے طیبہ نے اس حکم کو سمجھا اور سلیمان کی اتباع اختیار کی سلیمان اور ابراہیم نے داعی داؤد بن قطب شاہ کو بہت دق کیا سلیمان اوس زمانے میں جبکہ آگرے میں تھے ابراہیم نے اکبر شہنشاہ سے شدید شکایات کے حضور میں یہ درخواست کیا کہ داعی داؤد بن عجب شاہ کا بیٹا کوئی نہیں ہوا پھر داؤد بن قطب شاہ اونکے وارث کیسے بن گئے ہیں اسلئے بادشاہی افسروں کے ہاتھ سے داعی داؤد بن قطب شاہ کو بہت سی تکلیفیں جھیلنا پڑیں قید بھی کئے گئے۔ اکبر نے اس معاملہ کی تحقیقات اور تجویز حکیم علی گیلانی شارح قانون بو علی سینا کے ہاتھ میں دی اور حکم دیا کہ تم اس کا فیصلہ کرو تحقیقات کے بعد حکیم علی کو ثابت ہوا کہ داؤد بن قطب شاہ حق پر ہیں اسلئے وہ رہا کئے گئے اور اب ابراہیم اور سلیمان پر عتاب نازل ہوا بہت سی تکلیفیں ملازمان شاہی کے ہاتھ سے

اندھا تا پھرین اور آخر کار رشوت بہت روپیہ صرف کرکے اس عذاب سے
نجات پائی - داؤدیہ مین پھر آگے بڑھکر افتراق ہو گیا اس طرح کہ شیخ
آدم صفی الدین کے نواسے علی نے انھین مین سے ایک علیحدہ فرقہ اپنے
نام سے قایم کر لیا جس کو علیہ کہتے ہین یہ فرقہ شیخ آدم صفی الدین تک داؤدیہ
کے ساتھ داعیون کے ماننے مین متفق ہے اونکے بعد عبد الطیب زکی الدین
کو داعی نہین مانا - علی شہنشاہ ہند جہانگیر کا معاصر ہے -

خاتمہ

یہ ایک ایسی قوم کی تاریخ ہے جسکے مقتدا داعی ہین اور اپنے معتقدین کو
غیر مذہب والو کی اہل اسلام کی کتب کے دیکھنے سے منع کرتے ہین اور جسقدر بیانات
اسرار مذہب کے متعلق انکی کتابون مین مندرج ہین اونکی ہوا تک بھی اپنے عوام
اہل مذہب کے سامنے نہین ہونے دیتے - اور خاصکر غیر مذہب والے کو
اون کے دیکھانے سے بہت پرہیز کرتے ہین تاکہ کوئی شخص انکے قبایح
پر مطلع نہو جائے - مشہور ہی ہین اس بات کی تاکید آئی ہے کہ جہان پر
مذہبی بحث و مباحثہ ہوتا ہو وہان کوئی بوہرہ ہرگز نہ ٹھیرے اور اپنے مذہب
کی باتین غیر مذہب والے کو نہ بتائے - اگر اسکے خلاف کریگا
تو امام الزمان کی زیارت سے محروم رہیگا اور ان کو جو اپنی مذہبی باتین
چھپانے کا اور دوسرون کے ساتھ مذہبی گفتگو نہ کرنے کا حکم ہے تو یہ اس
مذہب کی خوبی کی وجہ سے ہونا سمجھ مین نہین آتا بلکہ محض اس نظر سے
معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ اپنی وہ باتین جو عجیب و غریب ہین دوسرون پر
ظاہر کرینگے تو سننے والے اعتراض کرینگے - اعتراضون سے ان کے
دلون مین شبہے پیدا ہونگے اور آخر کو وہ سب بھید جنپر پردے پڑے ہین یہانتک
کھل جاینگے کہ پھر ان لوگون کو اپنی محنت کا روپیہ ایسے خیالی عقائد کے
عوض مین دینے سے دریغ آنے لگیگا - اور اس طرح مذہبی لیڈرون
کی آمدنی مفت مین ہاتھ سے جانے لگے گی -

حق بات کبھی چھپانے کی نہیں ہوتی - حق غالب آتا ہے مغلوب نہیں ہوتا
مذہبی سرغناؤن کے ذہن نشین کر دینے سے بھولے بھالے آدمی
مذہبی باتین چھپانے کی یہ وجہ بتاتے ہین کہ ہمارا گروہ چھوٹا ہے اسلئے
نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے مگر مین کہتا ہون کہ نقصان پہنچنے کا وقت
گذر چکا اب علانیہ اپنے مذہبی کامونکو ہر گروہ قلیل ہو یا کثیر بجا لانے کا
مجاز ہے بشرطیکہ اوس سے دوسرونکی دل آزاری نہو لیکن بہت سے ایسے
گروہ ہین کہ اونکی تعداد تھوڑی ہے جیسے آریہ سماجی - فرقہ قادیانی - وہابی
اثنا عشری - اہل قرآن - پارسی یہودی وغیرہ وغیرہ وہ اپنی تمام مذہبی
باتون کو شایع کر رہے ہین اور اپنی حقیقت ثابت کرنے کے لئے دوسرون سے
مناظرے بھی کرتے ہین سلطنت انگریزی کی سیاست کی وجہ سے مخالفین
اون کا کچھ نہین کرسکتے پس بوہرون کا بھی کوئی کچھ نہین کر سکتا ہے - مگر جس مذہب
مین سر بسر گالی ہی گالی اور لعنت ہی لعنت عبادت مین داخل ہو اور
سوا ایچ پیچ کی باتون اور خلاف قیاس ڈھکوسلون اور دوراز کار ڈھکوسلون
کے کام کی باتین کم ہون وہ قوم کس منہ سے دوسرون کے سامنے اپنے
رازون کو کھول سکتی ہے - ہ

دشنام مذہب کہ طاعت باشد ۞ مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

اور اس سے بھی زیادہ عجیب بات سننے کے قابل یہ ہے کہ جو لوگ اپنے کو
اہل بیت کا شیعہ کہتے ہین وہ تمام اولاد امیر المومنین علی کے دوستدار نہین
ہین بلکہ ہر ایک گروہ شیعہ کا علیحدہ اپنی مرضی کے موافق اونکی اولاد
مین سے ایک شخص کو منتخب کرکے اوسکی امامت کا معتقد اپنے کو ظاہر
کرکے اوس کے شیعون مین ہونے کا دم بھرنے لگتا ہے اور دوسری
اولاد کو اپنے مذہب کا نہ پاکر اوسکی روگردانی کرکے اوس کے حقوق کو پامال کرنے
لگتا ہے - اور اوس کے شیعون کو بھی برا کہتا ہے - میرے سامنے ایک
ثقہ بوہرے نے حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کو اثنائے تقریر مین
طنزاً لونڈی بچہ کہا تھا ایسے نکلیون کے ہاتھ سے خاندان جناب امیر مین

بھی امامت کی بابت بڑی افراتفری پڑگئی ہے۔ جناب امیر کے بعد خاندان
مین کوئی ایسا شخص نہین جو سب شیعونکے نزدیک مسلم الثبوت امام ہو اور اونکی
ہاتھ سے اپنی دستار فضیلت سنبھال سکا ہو مثلاً کیسانیہ کہتے ہین کہ جناب
امیر کے بعد امام برحق محمد بن حنفیہ ہین نہ حسن اور حضرت حسین بین بھی
امامت کی قابلیت نہین اور زیدیہ حضرت علی زین العابدین کے بعد اونکے
بیٹے محمد باقر اور اونکی اولاد کو امامت سے خارج کر کے زید بن زین العابدین
کو امام قرار دیتے ہین کبھی کبھی شیعونکی خود غرضی اور قابو چی یہان اس حد
کو پہنچ جاتا ہے کہ ان کا مانا ہوا امام بھی اپنے نفرت کر کے آن کے بخشنے
ہوئے خلعت امامت کو اوتارنا چاہتا ہے تو یہ اوتارنے نہین دیتے
اور کہتے ہین کہ ہمارا امام تقیہ کرتا ہے

اور باوجود یکہ مسلمان فاطمیون کا دور حکومت مٹ کر عیسوی حکومتین
قایم ہو گئیتن۔ مگر ہنوز اس کی حقیقت ہے آئمہ مستور کا دل ظاہر ہونے کو
نہین چاہتا اور اون کو گمنامی کے غار مین پڑا رہنا گوارا ہی ورنہ بڑا اچھا
موقع تھا کہ اعدائے ظالمین اور اونکی معاونین کی حکومتین ایسی پارہ پارہ
ہو گئیتن کہ اون کو ان آئمہ مستور کی طرف اب آنکھ اوٹھا کر دیکھنے کی بھی قدرت
نہین جیسا کہ انکے پیرو ون کا اب یہ نواصب کچھ نہین بگاڑ سکتے۔ مگر دانا
جانتے ہین کہ امام کے نہ ظہور کرنے مین اون کے اون دوستون کا ذاتی
نفع ہے جو اون کے قایم مقامی مین مال اونکے معتقدون سے اونکے
نام پر حاصل کرتے ہین اور مزے اوڑاتے ہین۔ اور اس نکتے کو امام
کے یہ قایم مقام بھی ضرور سمجھے ہوئے ہین اور اپنے دل مین جانتے ہین
کہ امام کے ظہور کے بعد پھر ہمارے یہ پوبارے کہان۔ اسلئے زیادہ تر
امام کے نہ ظاہر ہونے مین یہی ساعی رہین گے۔ ناصبین کا یہی
گرم بازاری کے لئے مفت نام بدنام کر رکھا ہے۔ ان پیشوایان قوم
احاطۂ طاعت مین جو لوگ ایسے واقع ہوتے ہین کہ علم و فضل کے
ساتھ اونکی نظر بلند اور عظمت والا ہوتی ہے وہ ان پیچوان اور کہانی

کو سمجھتے ہین - چنانچہ بعض بعض اولوالعزم اونکی اطاعت کا جوا اللہ سے اوتار کر
خود اپنے نفس کے لئے پیشوائی ثابت کرنے لگے اور اپنے مقاصد مین تھوڑے تھوڑے
کامیاب بھی ہو گئے - چنانچہ شیخ آدم صفی الدین کے نواسے علی اور سلیمان بن
یوسف اور ملا عبد الحسین ساکن کبڑونج نے علیحدہ علیحدہ دعاوی کرکے اور
انھین بوہرون مین سے کچھ گروہ بنا کر اپنا اثر ڈالکر علیحدہ علیحدہ فرقے
بنا لئے اور داعیان قدیم کی باوجود سر توڑ کوششون کے اپنی مدبری سے اپنے
ارادون مین ناقصی کامیابی حاصل کر لی - ظاہر ہے کہ داعی ہونے یا حجت ہونے
یا امام ہونے کے معاملات کچھ بھی اصلیت و حقیقت رکھتے ہوتے اور اونکے
ماننے کہ ماننے کو ایمان مین کچھ بھی دخل ہوتا تو ایسے سعادتمند علما کیسے ایک منصوص و
واجب التعظیم داعی کا خلاف کرکے خود نشان دعوت بلند کرتے - اور بہت سے
اور بھی ایسے خیال کے لوگ ہو گئے - مگر وہ اسقدر بلند پروازی کی ہمت
نہ رکھنے اور سوسائیٹی کے دباؤ کی وجہ سے جادۂ اطاعت و انقیاد سے سر پھیرنے
کی مجال نہین پاتے - اسیواسطے انکے ہان بڑی بڑی احتیاطون سے کام لیتے ہین
تاکہ کوئی من چلا کچھ بوہرون کو بھکا لے اسیواسطے کسی ایسے آدمی کو جسکی
خیرخواہی اور اطاعت شعاری جانچ نہ لی گئی ہو منصب امامی کی بھی اجازت نہین
دیتے تاکہ قوم کا اعتقاد کسی ایسے شخص کیطرف نہ جم جائے جو اونکو انکی اطاعت سے
منحرف کر دینے کا باعث ہو - کبھی کبھی انکی یہی دوربینی انکے باہمی اختلاف کا
موجب ہو جاتی ہے - چنانچہ جعفر نامی پٹن کے رہنے والے ایک ذی علم
و فضل بوہرے نے منصب امامی کی بغیر اجازت پائے ہوئے بطور خود [illegible]
کی جماعت کو اپنا رہنما بنا دی احمد آباد کے عالم ملا داؤد نے اوسپر
یہانتک گرفت کی کہ اوس نے اونکے تعصب اور خود مطلبی سے زچ آکر
مخالفت کا علم بلند کر دیا اور طیبیہ بوہرون کی جماعت کثیر سے اسماعیلیت چھڑا کر
سنی بنا دیا - چنانچہ یہ لوگ اب جعفریہ اور گجراتی بوہرے کہلاتے ہین
ایک دوسرے فاضل اجل محمد طاہر نامی بوہرے نے جو پٹن کا رہنے والا تھا
اور اپنی کتاب مجمع البحار کی وجہ سے عموماً اہل علم کا روشناس ہے شہنشاہ ہند

اکبر کے عہد مین ان بوہرونکی ہدایت پر کمر باندھی تھی - مگر افسوس یہ ہے کہ وہ اپنے ارادے مین کامیاب نہو سکا اوسنے انکے عقائد کی درستی کا یہانتک مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ جب تک یہ کام پورا نہو گا سر پر عمامہ نہ رکھونگا جب اکبر نے سنہ ۹۸۰ ہجری مین گجرات فتح کیا تو ملا شہنشاہ کے حضور مین مدد کی التجا لیکر حاضر ہوا شہنشاہ نے اپنے ہاتھون سے ملا کے سر پر عمامہ رکھا اور کہا کہ مین تمہارے مدعا کے موافق اس قوم کی بدعت دفع کرنے مین پوری کوشش کرونگا - اور شہنشاہ نے اسی غرض سے حکومت گجرات پر خان اعظم مرزا کوکہ کو مقرر کیا - خان اعظم نے بوہرون کی بدعت دفع کرنے مین کوشش کی یہانتک کہ اس قوم کے اکثر مشاہیر تقیہ کرنے لگے اور جا بجا چھپ گئے - ابھی یہ بدعت بخوبی دفع نہونے پائی تھی کہ خان اعظم کی جگہ عبد الرحیم خان خانان مقرر ہوگیا یہ شیعہ مذہب تھا - بوہرے کھلم کھلا پھر اپنے اعمال کو ادا کرنے لگے اور ان کا مذہب ظاہر ہوگیا شیخ نے یہ حالت دیکھکر پھر عمامہ اپنے سر سے اوتار ڈالا اور تدارک کے لئے درگاہ اکبری کی طرف رجوع کی - شہنشاہ اون دنون آگرے مین تھا بوہرون نے ملا کا پیچھا کیا - یہانتک کہ اوجین مین ملا کو سنہ ۹۸۶ ہجری مین مار ڈالا -

سلطان ظفر نے جو سلطان فیروز شاہ والی دہلی کا امیر اعظم تھا گجرات پر تسلط پایا تو بہت سے بوہرے اسکی وجہ سے بھی سنت وجماعت ہوگئے فقط

حالات مؤلف تاریخ ہذا

جامع ان اوراق کے مولوی حکیم محمد نجم الغنی خان ابن مولوی عبد الغنی خان ابن مولوی عبد العلی خان ابن مولوی عبد الرحمن خان ابن مولانا حاجی محمد سعید صاحب محدث ابن ملا ظریف خان ابن خان محمد خان ابن بازید خان ابن خواجہ احمد خان ابن باشو خان ابن اندران خان ابن ہارون خان ابن شاہزادہ خواجہ الدین خان چغتہ برلاس ہے نجم الغنی خان کی ولادت دسوین ربیع الاول سنہ ۱۲۷۶ ہجری کو شب کے وقت رامپور کے محلہ مدرسہ مین ہوئی

مین آگئی تھی۔ چنانچہ محمد نجم الغنی سے سنہ ولادت حاصل ہوتا ہے۔ ریاست رامپور مین دیگر علما سے تحصیل علوم کی ہی اور خاص مولوی عبدالحق صاحب خیرآبادی سے کتب منطق وحکمت کی تحصیل کی ہی صدرا اور شمس بازغہ اور میر زاہد ملا جلال اور قاضی مبارک اور حمد اللہ اور مختصر معانی اور مطول اور توضیح وتلویح اور بیضاوی اور میر زاہد امور عامہ۔ اور تشریح الافلاک اور خلاصۃ الحساب اور شرح وقایہ اور ہدایہ اور مشکوۃ اور جامع ترمذی وغیرہ کتب کو بالاستیعاب پڑھا ہے اور سبعہ معلقہ اور مثنوی صلاح وباعم اور دیوان متنبی اور مقامات حریری وغیرہ علم انشا پردازی کی کتابین مولوی محمد طیب صاحب ادیب مکی سے تحصیل کین اور فن طب کی کتابین مثلاً قانونچہ اور موجز اور اقصرائی اور نفیسی اور سدیدی اور شرح اسباب وعلامات اور قانون شیخ بوعلی سینا کو اطبائے نامی اور خصوصاً اپنے ماموں حکیم محمد اعظم خان مولف اکسیر اعظم وغیرہ سے پڑھا۔ انکی کتابین مولوی نجم الغنی کی تصنیفات سے ہین (۱) اخبار الصنادید یہ روہیلونکی تاریخ ہے (۲) مقاصد البلغا عرف بحر الفصاحت علم معانی بیان بدیع عروض قافیہ مین (۳) نہج الادب فن صرف ونحو مین (۴) رسالہ نجم الغنی فن صرف ونحو مین منتہی القواعد عرف قواعد حامدی فن صرف ونحو مین (۶) تعلیم الایمان شرح فقہ اکبر علم کلام مین (۷) تہذیب العقائد شرح عقائد نسفی علم الکلام مین۔ (۸) تاریخ اودھ (۹) میزان الافکار فن منطق مین (۱۰) مذاہب الاسلام مسلمانونکے فرقونکے مذاہب مین (۱۱) خواص الادویہ مفردات طب مین (۱۲) تذکرۃ السلوک علم تصوف مین (۱۳) اصول فقہ (۱۴) شرح چہل کاف (۱۵) القول الفیصل فی شرح الطہر المتخلل۔ یہ شرح وقایہ کے مسئلہ طہر متخلل کی شرح ہے زبان عربی مین اسکے سوا اور رسالے بھی ہین۔ انمین سے صرف نہج الادب اور رسالہ نجم الغنی زبان فارسی مین ہین۔ باقی سب زبان اردو مین۔ فقط

انتخاب از دیوان اردو مصنفہ مولوی محمد نجم الغنی خان صاحب

آپ مارا قضا کا نام کیا
کسی کو نہ پھر بزم عالم میں دیکھا
ہوتی ہے فریاد سے تسکین ہمارا فراق
کسی نے بزم جہاں میں ایسا نیا تماشا نہ دیکھا ہوگا
آتش غم سے دل زار کو جلتے دیکھا
کیا خاموش دکھی ہا تو نبض اس گل نے ابھی
کام کیا خلل ہمارے عاشق ناکام کو
زلف پیچاں میں مرا دل جو گرفتار نہ تھا
چمن دہر میں تھی حسن پرستی منظور
نہ تھا جو تنہا حباب آسا
اے ہم نفس سو کرتے ہو ہمدرد اکیا
خراماں ناز سے جس دم وہ سرو گلستاں نکلا
شرارت ہی سہی وہ کر گئی جب قتل مجھی کو
جہاں ہم اُسکی لحد جا کے جیسا سا ہوئے
یہ سمند ذوالجلال دل پر کبھی وہ رہ
سمجھے ہاتھ لگیگا کہا عاشق جانباز
آجائے گا بہو تھال ابھی رو دی زمین پہ
پھر رونق کی اس عہد خلائق سو تو نجبی
تھا نئے مہری جسم سے جب سر جدا کیا
ہر کوچہ ایک سینہ پر درد کی بچھی

واہ جی واہ خوب کام کیا
میسر ہوا جسکو دیدار تیرا
آہ سے بہتر نہیں تکیہ دل رنجور کا
شرار تھا جگو اس بیکل ہم وہ بھڑک ہا
پر کبھی آہ کا شعلہ نہ بھڑکتے دیکھا
مراد عمر عنا دل کو تھا ابھی خوش بیانی کا
اوسکی سر پر چلتے سایہ تیری دیوار کا
غم نہ تھا درد نہ تھا کوئی بھی آزار نہ تھا
لا کر دلوں سے ہیں اور مسرو کا تھا
ڈوبی دریائے غم سے پار ہوا
باقی تن رنجور میں میرے ہی رہا کیا
مرا دل پہرا استقبال با آہ و فغاں نکلا
کہا افسوس یہ تو کشتہ بیداد ماں نکلا
کوئی زمانے میں ایسا تو آسمان نہ رہا
میرے دل ناشاد کو بھی شاد کریگا
ہوگا کبھی بیداد پسینے جان من پیدا
کرتا نہ مر سیے یار کی رفتار کا چرچا
بہتر ہے اگر کہے سے وہ اچھا نہیں آتا
اتنا کوئی نہ بولا کہ ظالم یہ کیا کیا
گو سیل اشک آنکھوں سے میری بہا کیا

ظالم وفا کا نام نہ لے بیوفا ہی تو — وعدے بہت کئے پہ نہ کوئی وفا کیا
کیا مال تھا جو دل سے بھی نجمی نہ دیکھا — ناچیز چیز کے لئے ناحق خفا کیا
کہتا ہے سبزہ رم یہ دلدار کسی کا — کیا کرتے ہین ہم لیکے یہان پیار کسیکا
طوطی کیطرح آنکھین بدلتا ہے سبھی سے — یہ گنبد دوار نہین یار کسیکا
آگاہ مرے درد دل زار سے ہو جائے — عاشق ہو اگر تو بھی ستمگار کسیکا

کیون روکتے ہو تم دل دیوانہ کو نجمی
کہتا یہ نہین مانیگا زنہار کسیکا

نزدیک مرے ای ملک الموت نہ آنا — ہون منتظر وعدۂ دیدار مسیحا
مشاطہ نے زمین و زمان مشکبو کیا — آراستہ جو زلف کا ہر بال ہو گیا
دیوانہ ہمکو دیکھ کے ہنستے تھے شیخ جی — ہمنے بھی انکی داڑھی پر آج آخ تھو کیا
دلکو میرے گل خندان جو کرنا تھا تجھے — ای فلک غنچۂ تصویر بنانا کیون تھا
غم نہ ہوتا اگر جدائی کا — خوب تھا شغل آشنائی کا
کچھ ہم کو نظر یار کا دل آتا ہے میلا — ساقی تو صفائی کے لئے شیشۂ مے لا
سنتا نہین ہے کوئی کہ ہم حال دل سنائین — برہم ہوئی ہے محفل دلدار سب کی سب
ہم یہان جینے کا نہ چھوڑو گے جو نجمی — ہو جائیگا نقد دل و جان مفت مین برباد
مین اب ترستا ہون قربان کنج قفس مین — صیاد نکرتا نہ گرفتار تو کچھ دکھ
یاد مین اس رخ پر نور کے ہم — گل سے لیتے رہے کار عارض
کیا چیز ہے دل ... جان تک — لینے کو کسی روز تم آؤ تو یہان تک
نظر و نہ کسی ... محبت نہ گرانا — شیشے سے زیادہ یہ دل زار ہے نازک
دنیا سے نہین ہم کو یہانتک خبر اتنک — کیا جانئے کدہر ہوتی ہے شام و سحر اتنک
گل و بلبل غنچے نے دلکو بھی کیا سو ٹکڑے — تیرے نالے ہین زمانے سے نرالے بلبل
چھا گئی دل پہ جو حیرت تری ایسی نجمی — کیا کہین دیکھی ای اس آئینہ رخسار کی شکل
نقش جام دلکو نجمی کہتے ہین آئینہ دار — کیا کرین اس سے سوا کہتے نہین مقدور ہم
ہمین پسند والا بارگاہ وہ آئی — کہ جسمین تیرے سوا کوئی باریاب نہین
وہ حلاوت قند و مصری مین نہین ملتی ہین — جو مزہ ملتا ہے اسکی تلخی گفتار مین

جو نہیں آشنائے نام وفا
دل کو ہم اسپہ فدا کرتے ہیں

سر قفس سے دمبدم بلبل دہ ٹکراے ہے
خدشہ صیاد نے دونا کیا بلبل کو تنگ

اے خانہ خراب یہ خرابی
یکساں نہیں دور چرخ اے دل

گالیاں عاشق کو بوسہ غیر کو
ایک ساغر میں کھلا راز دو عالم مجھپر

جب سے کھینچا ہے توانائی نے ہاتھ
آدنہ تمہر تو مجھی خستہ جگر کو بلا

اُٹھے بیٹھے ہے دل تو نہیں تیرے بیمار گریں
کہوں کیا ہیں کیف شراب محبت

بھوونسی تیری ہلال آسمان خام سے لرزہ ہے لرزان
کیا صفائی دست نازک کی ہے تیرے واہ واہ

تیرے ہاتھوں سے میں آج چرخ ہزاروں نالات
وہ گل یہ مبتلا ہے یہ عاشق ہے شمع کا

رہی گریہ سے شان ہم عمر بھر افلاک کے نیچے
اُٹھی ہوئی کا ہیکو مری جان رہ گئی

ہو گیا روئے زمین سرخ جو فصل گل میں
دکھلاکے رخ و زلف سیہ فام کسی نے

ہر لحظہ یاد رہتی ہے مژگان یار کی
بال صیاد نے جب تاکہ کھولدے

تیر و خنجر کا اگر نام لیا قاتل نے
کسی سے دل نہ لگا اس جہان فانی میں

ہوا بدلی زمانے کی خزاں جاتی ہے بہار آئی

ہم اُسی بیوفا پہ مرتے ہیں
جان پر اپنی جفا کرتے ہیں

بلبل نادان نہیں ہیں تیری بس کی تیلیاں
فصل گل میں ہوس دیتی ہیں قفس کی تیلیاں

دیکھے آپ کو ہو دل و ہو شغل کچھ
خوش باش کہ آج کچھ ہے کل کچھ

خوب انصاف آپکا ہے واہ واہ
کسطرح جرم لوں ساقی مے خوار کا

ناتوانی پاؤں کی پھیلانے لگی
کوئی تو بات مان لو یہ قسم ہے تو یہ بھی

کیا کل کو تاب دیکھ سنبل سے بال و ایسے
گئے ہیں سے جنسے چھپا دیں جانا ہے

کئی صبح تو یہ قسمت بربا زمیں کے اوپر فلک کے نیچے
جسنے دیکھا وہ ہی تیغ ناز سے جو زنگ ہے

ہوت جو دو چار کو کوئی اُنہیں بیہوش کرے
اے دل خیال بلبل و پروانہ ایک ہے

ملیگا چین کیونکر دیکھئے اب خاک کے نیچے
زلف آپکی یوں ہی جو پریشان رہی گئی

سیل خون آنکھوں سے کیا اپنی بہاتا ہے کوئی
بہاتا ہے کیا دل سحر و شام کسی سے

کیونکر کہنے دل میں ہے نوک خار کی
طائر جان کے وہیں ہم بھی پر کھولدے

جان نثار ورنے وہیں سینہ دہر کھولدے
فنا ہے سب کو مگر اوسکی ذات باقی ہے

نہیں ممکن کہ سو کبھی شجر میں بھی برگ و بار آ

ہوتے ہیں اُس شرابِ ناب کی نشے سے ہم بیخود | کہ جسکا روزِ محشر تک نہ آنکھوں میں خمار آوے
تم اپنے دلکو ہی نجمی کدورت سے صفا رکھنا | وہ آئینہ نہیں ہے کام کا جس میں غبار آوے
ہاتھ نجمؔ لا ابد سر اُس زلف پر اسکے | سمجھو کہ لے سانپ کا کنستر بخوبی یاد ہے
مجھکو ہی کوئی وہاں تک لیے چلے | اُنکو آنے میں اگر انکار ہے

سر رکھے ہاتھ پر ہیں جو مقتل میں جاں نثار
شاید کسی کو تیغ سرِ ترک دیتا ہو

تمت بالخیر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۶	۱۳	امام خطبہ	امام سے خطبہ
۳۹	۱۱	مصلحت مذاہب	مصلحت مذہب
۴۰	۱۵	سکلفہ	شگفتہ
۴۳	۵	سندہ راوجی	سندراجی
۴۴	۲۰	سکاکا اکیلی	سکاکی اکیلی
۴۵	۱	عبداللہ بہارل	عبیدنر بہارل
۵۰	۴	والا آدمی تھا	والا آدمی تھا
۵۲	۲۳	ایک میرتن	ایک میرتابن
۵۵	۹	اسی طرح پر منصب	اسی طرح جہر منصب
۵۶	۱۵	بٹھالیا تھا	بٹھادیا تھا
۵۷	۳	ابن ذریع	ابن زریع
۵۸	۸	نشاان	نشان ظاہر کرتے
۶۱	۱۳	علم آدب	علم وادب
۶۳	۱۵	اور یحیی زدیب اور خطاب	اور یحیی اور ذوب اور خطاب
۶۲	۲۳	اور عزالدین	اور محمد عزالدین
۶۷	۱۹۹	جاکر بھی تمنا پر	جاکر تمنا
۶۹	۲	جھیسان	جزئیات
۷۰	۴	ایسا ہوتا ہے	ایسا خیال ہوتا ہے
۷۳	۱۹	کرنے آمادہ	کرنے سے آمادہ
۷۳	۲۴	جراتی ہوتی لاتے	جراتی ہوتے لاتے
۷۷	۱	ودلایہ	وولایۃ
۷۷	۱۰	سے علی محمد	علی محمد
۷۹	۱۰	خدمت	قدیر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۸	۵	ہوے تو سے	ہوے نہ ہوتی
۴۰	۱	دلچسپ ہے	دلچسپی سے
۴۲	۱۰	آزمکدہ ۲۲۵	آزمکدہ کی صفحہ ۲۲۵
۴۴	۲	دلی بغض	سے دلی بغض
۴۴	۱۴	اس میں	اس کے دین
۴۹	۴	فخر الملک کو باگر	فخر الدین کو باہر
۵۰	۹	حکومت حکمران	حکومت کی حکمران
۵۳	۱۱	پاسو تر سے	بالوتر سے
۵۵	۱۸	لعبہ کے بھی امام	سمجھا کے بھی امام
۵۶	۱۷	بو حمیہ سیابن	ابو حمیر سیابن
۵۷	۲۴	مقام نوز	مقام نور کا
۵۸	۱۱	داعی ملک	داعی ملک نے
۶۲	۱۳	سمتانی	سجستانی
۶۲	۱۶	خنطہ	حنظلہ
۶۳	۹	قاسم حی خبرات	قاسم حی بن خبرات
۶۷	۱۷	سرتکھا جو	سر میں تکھا جو
۶۹	۴	بیٹھے ہیں	بیٹھتے ہیں
۷۰	۲۱	شاخون کے	شاخون جیسے
۷۳	۲۳	ابی کب	ابی کمرے کے
۷۵	۱۲	فائدہ دیکھ	فائدہ دکھ
۷۶	۳	ولی العلے	ولی الاعلے
۷۷	۱۱	والالحاف	الاتحاف
۸۰	۲۳	اور مصعوبین	المصعوبین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۲	۱	محبت بیان	مجھ سے بیان	۸۳	۲	طائف	طائف کے مسافرین
۸۲	۴	زحرقت کواہی	کہ عرفات سے ابھی			مسافرون کو	کا
۸۳	۱۱	ویرس	ورس	۸۴	۷	پرلوریکا بھی	پرلوریکا بھی
۸۵	۱۲	وَجّ زُ	وَجّ زُ	۸۵	۱۲	ھَبُ	ھَبُ وُ
۸۵	۱۴	ر	ز	۸۶	۳	تمہ سنت	تمہ سنت سورہ
۸۶	۱۸	[illegible]	تقدمات الحرب	۸۶	۲۱	قیس یکربن حبیب	قیس بن …
۸۸	۲۰	تقل	نقل	۸۹	۳	المستنفر	المستنصر
۸۹	۹	بارضا یا	باخدا یا یہ	۸۹	۱۳	کلمات کے بعد	کلمات کے …
۹۰	۱	الجابیہ …	الجابیہ …	۹۰	۱	سبقتہ	سنبقتہ
۹۰	۲	والتوسل	والتوسل	۹۰	۳	لیصاب الرسیہ	لیصاب الرقبہ
۹۰	۴	البحرانیہ	الجرانیہ	۹۰	۷	بعدہم	بعدہم
۹۲	۶	عقول	عقول کو	۹۲	۸	نورانی	نورانی و
۹۳	۱۱	طیبتہ	طیبیتہ	۹۴	۳	داعی بن عجیب شاہ	داعی داؤد بن عجیب شاہ
۹۶	۹	[illegible]	… یعنی حقیقت …				